امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

ماہنامہ شریعت

اردو

جلد 1 صفر المظفر 1434ھ بمطابق جنوری 2013ء شمارہ 10

فرانس کانفرنس میں امارت اسلامیہ افغانستان کے پیش کردہ مقالے کا متن

کابل کی مجوزہ علماء کانفرنس اور علماء حق سے مؤدبانہ اپیل

امارت اسلامیہ افغانستان کا اقتصادی کمیشن

یہ ہے انسانی حقوق کے علمبرداروں کا اصلی چہرہ

امریکی غرور اور طالب کا ایمانی عزم

کابل میں منعقد ہونے والی علماء کانفرنس کے متعلق امارت اسلامیہ کا عالم اسلام کے علماء کرام کے نام خصوصی خط

جارحیت پسند تدریجا فرار ہورہے ہیں۔

اگر جارحیت پسند سو سالوں تک جارحیت کو طول دینا چاہیں تو ہم اتنے ہی عرصے تک مقابلے کا ارادہ اور حوصلہ رکھتے ہیں۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد سے تفصیلی انٹرویو

فرمان نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب وکره مالم یؤمربمعصیة فاذاامر بمعصیة فلاسمع ولاطاعة --[رواه البخاری ومسلم]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کہ اصحاب امر کے احکام سننا اور ماننا ہر مرد مومن کے لئے ضروری ہے۔ان امور میں بھی جو پسند ہے اور ان امور میں بھی جو ناپسندیدہ ہوں، جب تک کہ کسی گناہ کا حکم نہ دیا جائے لیکن جب کوئی صاحب امر کسی خلاف شریعت بات کا حکم دے تو پھر سمع واطاعت [سننے اور ماننے] کا حکم نہیں۔

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ اگر امیر کسی ایسی بات کا حکم دے جو آپ کی طبیعت یا آپ کی ذات رائے کے خلاف ہو لیکن شریعت کے خلاف نہ ہو تو اپنی طبیعت کے رجحان اور رائے کو نظر انداز کر کے اس کی طاعت کرنی ضروری ہے۔اگر ایسا نہ کیا گیا تو ظاہر ہے کہ قدم قدم پر اختلاف وانتشار ہو گا۔ہاں اگر شریعت کے خلاف امیر کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔اللہ کا اور اس کی شریعت کا حکم مقدم اور سب سے بالا ہے۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماہنامہ

شریعت

جلد 1 صفر المظفر 1434ھ بمطابق جنوری 2013ء شمارہ 10

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات و واقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

رابطہ کے لیے برقی پتہ: shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے: www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ زر تعاون: 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک.........40 ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات.........30 ڈالر

بنگلہ دیش.........28 ڈالر

عکس درون

- کابل کی مجوزہ علماء کانفرنس اور علماء حق سے مؤدبانہ اپیل 2
- جارحیت پسند تدریجاً فرار ہو رہے ہیں۔ 3
- کابل میں منعقد ہونے والی علماء کانفرنس کے متعلق ... 11
- یہ ہے انسانی حقوق کے علمبرداروں کا اصلی چہرہ 13
- امریکی غرور اور طالب کا ایمانی عزم 15
- فرانس کے شہر میں کانفرنس، پیش کردہ مقالے کا متن 16
- جنگی جرائم 22
- امارت اسلامیہ افغانستان کا اقتصادی کمیشن 23
- تحریکِ آزادی ایک فیصلہ کن دوراہے پر! 24
- اوباما، امریکہ کے داخلی مسائل اور عالمی امن 28
- افغانستان [گذشتہ نومبر میں] 29
- جنگی قوانین کی خلاف ورزی 33
- عظیم قائد مولوی محمود شہید کی زندگی ایک نظر میں 34
- عُلماء کانفرنس ایک نیا حربہ 42

ڈیزائننگ: سلمان بدر

اداریہ

مدیر اعلیٰ

کابل کی مجوزہ علماء کانفرنس اور علماء حق سے مؤدبانہ اپیل

آج جب امریکہ اور اس کے صلیبی نیٹو اتحادیوں کو افغانستان میں مار پڑ رہی ہے اور مجاہدین کے مقابلے میں جاری جنگ میں بری طرح شکست کھاچکی ہے، کچھ بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور امریکہ سمیت باقی ماندہ بھی بھاگنے کے لئے محفوظ راستوں کی تلاش میں ہیں۔ لیکن انہیں کوئی محفوظ راستہ نہیں مل رہا۔ کٹھ پتلی حکومت کی دیواریں گر رہی ہیں، عوام کے اعتماد سے بے بہرہ اور ضعف وناکامی کی آخری حدود کی جانب تیزی سے رواں دواں ہے۔ اور جس کو امریکہ کے نکلنے کے بعد ایک دن بھی باقی رہنے کی امید نہیں ہے تو وہ کابل میں "علماء کانفرنس" کے نام پر اندرون ملک، پاکستان، ہندوستان اور عرب دنیا کے علماء کو جمع کر کے جہاد کی ضرورت نہ رہنے پر فتویٰ لینے کی کوشش کر رہا ہے۔

آلات حرب اور دیگر مادی وسائل کے لحاظ سے کمزور طالبان کے مقابلے میں امریکہ کی سربراہی میں صلیبی نیٹو اتحادیوں کی گیارہ سالہ طویل جنگ میں ناکامی وہ خفت ہے جس نے یہ لوگ پلٹ کر اپنے عوام کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑے۔

ان حالات میں علماء کو مدعو کر کے جہاد کو بغاوت قرار دینے، گیارہ برس سے جاری عظیم جنگ میں طالبان کی تاریخی فتح کو ضائع ہو جانے اور امریکی قبضہ کے نتیجے میں قائم ہونے والی افغان مسلمان عوام کی حمایت سے محروم کٹھ پتلی حکومت کی قانونی ہونے کی سند حاصل کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ علماء حق اس کانفرنس میں شرکت سے گریز کریں گے پھر بھی ہم تمام علماء سے مؤدبانہ اپیل کرتے ہیں کہ لاکھوں نہتے افغان عوام کے قاتل امریکہ اور امریکی پٹھوؤں کی حکومت کی دعوت پر کابل میں مجوزہ کانفرنس میں شرکت نہ کریں تاکہ علماء کرام بدنامی بچ سکیں اور نادانستہ امریکی مفاد کی تکمیل کا ذریعہ نہ بنیں۔

جارحیت پسند تدریجا فرار ہو رہے ہیں۔

اگر جارحیت پسند سو سالوں تک جارحیت کو طول دینا چاہیں تو ہم اتنے ہی عرصے تک مقابلے کا ارادہ اور حوصلہ رکھتے ہیں۔

مجاہدین نے مختلف ذرائع سے دشمن کی صفوں میں بہت زیادہ اور انتہائی پیچیدہ نفوذ کیا ہے۔

ذبیح اللہ مجاہد

ملک میں سال 1433ھ 2012ء کے جہادی کارروائیوں اور حالات کے متعلق الامارہ ویب سائٹ نے امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد سے ایک تفصیلی اور ہمہ جہت بات چیت کی ۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے پیش نظر آپ کی خدمت میں پیش ہے ۔

سوال : امارت اسلامیہ کے ترجمان محترم مجاہد صاحب سب سے پہلے آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں پہلا سوال یہ کہ اگر اس سال الفاروق آپریشن کی بڑی فتوحات، کامیابیوں اور بڑے حملوں کے بارے معلومات فراہم کریں تو مہربانی ہوگی۔

جواب : الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد: اس سال کا الفاروق آپریشن دیگر سالوں کے بہ نسبت خاص خصوصیات کا حامل تھا، سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ مجاہدین نے اس سال کئی بڑے فوجی اہداف تک پہنچ اور رسائی حاصل کی۔ مثال کے طور پر مجاہدین نے بگرام کے ہوائی اڈے میں بڑے امریکی جنرل مارٹن ڈیمسی کا خصوصی طیارہ تباہ کر دیا حالانکہ مارٹن ڈیمسی کا دورہ افغانستان انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا اور وہ سخت سیکیورٹی میں خفیہ دورے پر بگرام آیا تھا۔ لیکن مجاہدین کو سب کچھ معلوم ہوگیا اور انہوں نے ان کے طیارے کو نشانہ بنالیا۔ ہلمند کے ضلع شوراب میں غاصب افواج کے بڑے کیمپ پر بے مثال حملہ جس میں بھاری جانی نقصان کے علاوہ ایک درجن قیمتی فوجی طیارے تباہ ہوگئے، اس سے پہلے اتنی بڑی تباہی کی مثال نظر نہیں آئی۔ خوست میں صحرا باغ پر بڑا حملہ۔ اسی طرح خوست کے پرانے ہوائی اڈے پر جہاں سی آئی اے کا مرکز قائم ہے حال ہی میں ہونے والا حملہ۔

کابل کے مرکزی شہر میں سخت سیکیورٹی انتظامات کے باوجود دشمن پر کاری حملے، ننگرہار ہوائی اڈے اور بڑے امریکی اڈے پر دو مرتبہ وسیع حملے۔ میدان وردگ میں امریکی اڈوں اور مراکز پر بڑے حملے۔ اسی طرح پکتیا میں دشمن کے ایک بڑے اڈے پر حملہ جس میں وہ اڈا مکمل طور پر تباہ ہوگیا۔ اسی طرح قندہار، ہلمند اور دیگر صوبوں میں روزمرہ کی کامیاب کارروائیوں میں سینکڑوں فوجی وسائل کی تباہی۔ لوگر میں دو مرتبہ اہم امریکی مراکز پر حملے۔ کابل کے شمال میں امریکی رسد کی کمپنی س"پریم "کی مکمل تباہی۔ ملک کے شمال میں دشمن پر مسلسل حملے اور بہت سے علاقوں پر مجاہدین کا قبضہ۔ پکتیا کے ضلع زرمت میں امریکی اڈہ پر حملہ، اس طرح کے اور اہم حملے جس نے دشمن کو بھاری نقصانات پہنچائے اور ان کے حوصلے توڑ کر رکھ دیے۔ اس طرح کے منظم اور کامیاب حملوں نے ایک طرف جارحیت پسندوں کو ہلا کر رکھ دیا دوسری طرف دنیا والوں کو بھی حیران کر دیا۔ اس طرح اہم شخصیات کو نشانہ بنانے کا سلسلہ بھی اس آپریشن کا اہم حصہ ہے جس میں حال ہی میں کرزئی حکومت کے انٹیلی جنس کے سربراہ اسد اللہ خالد مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنے۔ دوسری طرف روزانہ کی کارروائیاں پچھلے سالوں سے کئی گنا زیادہ تھیں۔ جنگ کے موسم میں اتنے حملے ہونے لگے کہ ہمارے خبر رساں اور خبر بنانے والے ساتھیوں کے لیے خبروں میں اس کا احاطہ کرنا مشکل ہوگیا۔ آپ کے علم میں ہوگا کہ کچھ مہینوں میں دشمن نے بھی 3000 سے زیادہ حملوں کا اعتراف کیا، کابل حکومت کا صدر بھی اپنے فوجیوں اور پولیس کی ہلاکتوں پر

> ہم نے اس سال بڑے اور ہلاکت خیز حملوں سے دشمن کو سمجھا دیا کہ ان کا کوئی بختہ کیمپ یا کوئی حفاظتی تدبیر ہمارے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اپنا خدشہ ظاہر کر رہا تھا۔

اس سال کی کارروائیوں کی ایک خصوصیت دشمن کی صفوں میں نفوذ تھا۔ جو واقعتا انتہائی طاقت ور اور گہرا ٹیکنیک ہے۔ اس طرح اگر ایک طرف خارجی فوجیوں پر داخلی فوج کی شکل میں سینکڑوں کاری حملے ہو رہے ہیں تو دوسری طرف کابل حکومت کی صفوں کے بیچ میں سے وسیع انٹیلی جنس معلومات کے حصول سے مجاہدین کے لیے انتہائی باریکی سے کارراوائیاں منظم اور مکمل کرنے کی سہولت میسر ہوئی ہے۔

ایک اور معنوی خصوصیت یہ تھی کہ اس سال کی کارروائیوں نے حسب سابق دشمن پر زیادہ رعب ڈالا ہے۔ اکثر علاقوں میں خارجی اور داخلی فوجی اپنے مراکز سے باہر نکلنے کا حوصلہ نہیں کر سکتے۔ اگر مجاہدین کو دیکھ لیتے تو ڈرتے ڈرتے اپنی جان بچانے کی کوششیں کرنے لگتے۔ یہ دشمن کی شکست کی واضح نشانی ہے۔

اس سال کی ایک اور جہادی خصوصیت یہ ہے کہ دشمن نے فرار کا عملاً آغاز کر دیا۔ اس سال کے دوران دشمن ملک کے کئی صوبوں مثلاً فاریاب، سمنگان اور دیگر کچھ علاقوں سے ایک ساتھ نکل گئے۔ بادغیس کے ضلع مقر کے علاوہ سارے اڈوں سے نکل گئے۔ اسی طرح ملک بھر میں ان کے اعتراف کے مطابق 400 سے زیادہ اہم اڈوں سے فرار ہو چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے غاصبوں نے عسکری میدان میں شکست تسلیم کرلی ہے ذرائع ابلاغ پر جتنے علاقے یا جتنے اڈے خالی کرنے کا وہ اعتراف کر رہے ہیں اس سے زیادہ انہوں نے علاقے اور اڈے خالی کیے ہیں۔ ملک کے بہت سے حصے ان کے وجود نامسعود سے پاک ہو چکے ہیں۔ اور وہ عملاً تدریجی طور پر فرار ہو رہے ہیں۔

سوال : کچھ عرصہ قبل دشمن نے دعوی کیا کہ مجاہدین کے حملے ماضی کی بہ نسبت کم ہو چکے ہیں۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب : ایسے اعلانات وہ گیارہ سالوں سے کر رہے ہیں اب اور بھی کریں گے مجاہدین کے حملے موسم کے مطابق شروع ہوتے اور موسم کے مطابق اس میں قوت آتی ہے ہمارے ملک کے موسمی حالات کے پیش نظر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کارروائیوں کا حجم دوسرے وقت کے بہ نسبت کچھ بدل جاتا ہے مگر یہ مجاہدین کی کمزوری یا دشمن کی قوت کے باعث نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کو لے کر پروپیگنڈا کرنے کی ضرورت ہے۔ جب اکثر صوبوں میں برف باری ہو جاتی ہے اور یا سردی بڑھ جاتی ہے تو رات گزارنا مجاہدین کے لیے فطری طور پر مشکل ہوتا ہے لیکن پھر بھی مجاہدین نے یہ ثابت کیا ہے کہ سال کے دوران دشمن پر اپنے حملے جاری رکھیں۔ دوسری طرف دشمن مقابلے میں کمزور ہونے لگا ہے۔

پورے ملک سے چار سو سے زیادہ اہم اور عمدہ مراکز صرف خارجی غاصبوں نے سمیٹے اور خالی کیے ہیں۔ اور پنے فوجیوں کی گشتیں اور حرکتیں کنڑول کر کے کم کی ہیں۔

اب ان علاقوں میں مجاہدین کو کارروائیوں اور حملوں کے مواقع میسر نہیں اور یا ایسے مواقع انتہائی کم ہو گئے ہیں۔ ویسے بھی جنگ ان مقامات میں ہوتی ہے جہاں دشمن موجود ہو۔ جس علاقے سے دشمن فرار ہونے لگے تو اس علاقے میں جنگ کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہاں مجاہدین کو اقتدار مل رہا ہے اور امن قائم ہونے لگا ہے تو حملے بھی نہیں ہوتے۔ حملے کم ہونے کی وجہ دشمن کا فرار ہے نہ کہ مجاہدین کی کمزوری۔ قندہار کے کچھ علاقوں میں مجاہدین کبھی کبھی بتاتے کہ ہم دشمن کے کیمپوں کے قریب جا کر ان پر فائرنگ کرتے ہیں تا کہ وہ باہر آئیں مگر وہ باہر نہیں آتے، دشمن کا باہر نہ آنا بھی حملوں کی تعداد میں کمی کا باعث ہوتا ہے۔ دوسری طرف اپنی فتح اور کامرانی کے جو اعلانات ان کی جانب سے ذرائع ابلاغ پر ہو رہے ہیں یہ سب ہارا ہوا حوصلہ اور گرا ہوا مورال واپس کرنے کی کوشش ہے۔ جس طرح اکثر میڈیا غاصبوں کے اختیار میں ہے تو میڈیا کے ذریعے ہر سال وہ اپنا مورال ٹھیک کرنے کے لیے مستقل پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ جہادی مزاحمت کے ابتدائی سالوں میں وہ ہر دن سینکڑوں مجاہدین ختم کرنے کے جھوٹے اعلان کیا کرتے تھے اور ساتھ یہ بھی شور مچاتے کہ اس سال مجاہدین کا زور ٹوٹ چکا ہے اب مزید مقابلے کی سکت ان میں نہیں رہی۔ بالآخر ان کے اس طرح کے اعلانات سے وہ شرمندہ ہونے لگے، لوگوں کو حقائق کا ادراک ہونے لگا پھر مزید طرح طرح کے پروپیگنڈے ہونے لگے مثال کے طور پر گذشتہ سال انہوں نے دعوی کیا کہ مجاہدین آمنے سامنے جنگ نہیں لڑ سکتے، بارودی سرنگوں کے ذریعے لڑتے ہیں۔ حالانکہ ان بارودی سرنگوں نے ان کو اس وقت بھی پریشان کیا تھا اب بھی وہ اسی سے پریشان ہیں، اس سال بھی انہوں نے یہی پروپیگنڈا کیا حالانکہ اس سال کی کارروائیاں پہلے کی بہ نسبت 20 فیصد زیادہ موثر تھیں۔ خاص طور پر کچھ پیش رفتیں ایسی ہوئیں کہ ماضی میں اس کی مثال بھی نہیں ملتی۔

سوال : کچھ علاقوں میں مختلف حربوں سے علاقائی اربکیوں کو {کرائے کے رضاکار} عوامی بیداری کی تحریک کے نام پر اٹھائے گئے۔ ذرائع ابلاغ میں یہ کافی گرم موضوع رہا اور اس کی اہمیت پر کافی بحث مباحثے بھی ہوئے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد عملی طور پر ایسے اقدامات نظر نہ آئے۔ آپ موجودہ حالات میں ان کے کردار کے متعلق کیا کہیں گے کیا وہ کامیاب ہو گئے ہیں؟

جواب : بدقسمتی سے جارحیت پسندوں اور ان کے مقامی کٹھ پتلیوں نے عام لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ہماری کئی تاریخی، روایتی، تہذیبی اور دینی اصطلاحات کا اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا اور انہیں بدنام کر کے رکھ دیا۔ جیسے لویہ جرگہ کا تاریخی روایتی نام، جو ملک میں ملک کی خود مختاری کے لیے بلایا جاتا تھا۔ اب

اسی نام سے کچھ سدھائے ہوئے چہروں کو مملکت کو فروخت کرنے کے معاہدے کے لیے جمع کیا، اور اس تاریخی اور شاندار روایات کے حامل کلمہ کو جعلی طور پر استعمال کرکے بدنام کر کے رکھ دیا۔ اسی طرح "دینی علماء کے شوریٰ" یا "اربکی" کا لفظ جو تاریخ میں اس قومی لشکر کو کہا جاتا تھا جو غاصب دشمن کے خلاف ملک کا دفاع کرتا۔ نہ کہ ان کی چاکری اور چوکیداری کا کام سرانجام دیتا۔ یہ لفظ چوروں، ظالموں اور مسلح جنگجوؤں کی اس بے مہار مخلوق کے لیے استعمال ہونے لگا جنہیں چند روپوں کی خاطر دین، قوم، وطن اور کسی کی عزت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اربکی کا لفظ جب بدنام ہوا تو عوام کو اس لفظ سے نفرت ہونے لگی۔

پھر ان جنگجو جتوں کے لیے عوامی بیداری کا پاک کلمہ استعمال کیا۔ اور اسے بھی بدنام کر کے دیا۔ ان لوگوں نے 19 سو کے جنگجو یاد دلائے جن کے مظالم سے تنگ آکر ہی لوگ تحریک اسلامی طالبان کے دامن میں پناہ لینے لگے تھے۔ تحریک اسلامی طالبان کا وجود ہی ان مظالم اور وحشتوں کا ردعمل تھا۔ خوش قسمتی سے ان نئے مظالم کے خلاف بھی لوگ طالبان کو گلے لگا رہے ہیں۔ امارت اسلامیہ بھی ان جتہ بند مظالم کا خاتمہ اپنا پہلا فرض سمجھتی ہے، اسی لیے تو ان وحشی عناصر کو چاہے وہ اربکیوں کے نام سے ہوں یا کسی اور نام سے سخت نقصان پہنچایا اور یہ سلسلہ انشاء اللہ آگے بھی جاری رہے گا۔ اس لیے کہ عوام کے جان، مال اور عزت و آبرو کا تحفظ امارت اسلامیہ اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ امارت کبھی بھی عوام کے جان و مال اور عزت کے دشمنوں کو سر اٹھانے کا موقع نہیں دے گی۔

آپ کے علم میں ہے اربکیوں کے نام سے جو لوگ غزنی کے ضلع شلگر میں جمع ہوئے تھے۔ صوبہ غزنی کے مجاہدین رہنماؤں کی اچھی تدبیر اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو لگام ڈالا گیا۔ ان کے اہم افراد مارے گئے اور کثیر تعداد میں اسلحہ اور اہم جنگی وسائل مال غنیمت میں آئے۔ باقی رہ جانے والے چرسی اور پوڈری کچھ تو ایران چلے گئے کاروبار کرنے اور کچھ نے توبہ تائب ہو کر ہتھیار ڈال دیے۔ اس طرح ان کا وجود ختم ہو گا۔ اس طرح صوبہ لغمان میں بھی اربکیوں کے اہم رہنما سب ایک دن میں مارے گئے اس طرح ان وجود عدم ہو گیا۔ ننگرہار اور پکتیا میں بھی انہیں سخت نقصان پہنچایا گیا۔ اب وہ اس قابل نہیں کہ کسی کو نقصان پہنچاسکیں۔

> ملک کے اکثر حصوں میں نئے جہادی محاذ کھول دیے گئے ہیں اور عوام اپنے مجاہدین بھائیوں کی مضبوط حمایت کرتے ہیں، اس لیے فطری طور پر حملے پہلے سے زیادہ ہوں گے اور اس سے انشاء اللہ وہ اس بات پر مجبور ہوں گے کہ ہماری سرزمین جلد از جلد چھوڑدیں اور ہماری آزادی اور خود مختاری تسلیم کرلیں۔ ہماری قوم تمام وقات سے زیادہ اب جہاد کی اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں اور مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں یہی وجہ ہے کہ کارروائیوں کا حجم اور زیادہ ہو گیا ہے اور دشمن پر خطرناک حملے ہو رہے ہیں۔

سوال : لغمان، ننگرہار اور اس کے بعد پروان کے غوربند کے علاقے میں کابل حکومت کے فوجیوں نے اعلان کیا کہ مجاہدین کے خلاف تحریکیں اٹھی ہیں اور یا عنقریب اٹھیں گی۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا کابل حکومت علانیہ اور کھلم کھلا اس سازش کی پشت پناہی کرنا چاہتی ہے؟

جواب : وہ لوگ گھبرائے ہوئے ہیں۔ انہیں راستہ سجائی نہیں دیتا، ہر طرف ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، پیسے تقسیم کرتے ہیں لیکن انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا، صرف پروپیگنڈے کے لیے حقائق سے بہت دور اعلانات کرتے ہیں۔ اب وہ فرضی باتوں اور توہمی اعلانات سے اپنے آقاؤں کو روکنے کی کوشش کررہے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو دلاسہ دینے کی کوشش کررہے ہیں۔ خود مغربی ذرائع نے اربکیوں کی تشکیل کو ایک ناکام کوشش قرار دیا ہے۔ ہر علاقے کے لوگ اربکیوں کے وہ کچھ جرائم دیکھ رہے ہیں جو دوسرے لوگ ایک لمحے کے لیے برداشت نہیں کرسکتے۔ جنسی زیادتیوں سے لے کر گھروں کی تلاشی اور لوگوں کو اغواء کرنے تک طرح طرح کے واقعات ان اربکیوں کے ہاتھوں انجام پاتے ہیں جس کی رپورٹیں خود حکومتی اور مغربی میڈیا میں نشر ہوتی ہیں۔ اور ہر شخص کو اس کا پتہ ہے۔ کابل حکومت اور امریکی فوج پہلے اس بات پر متفق تھے کہ اربکی اور عوامی بیداری کے نام پر پیسوں کے ذریعے ملیشیا کو مسلح کردیا جائے۔ لیکن جب اس کام کا آغاز ہوا تو اکثر علاقوں میں اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ اب وہ مایوس نظر آتے ہیں۔ اب کابل حکومت اور امریکی فوج کے درمیان بھی تیکنیکی حوالے سے بے اتفاقیاں پائی جاتی ہیں۔ عام لوگوں کے بھی اس حوالے سے منفی احساسات ہیں۔ اب یہ سلسلہ بڑی حد تک صرف پروپیگنڈے پر مبنی اعلانات اور کوششوں تک محدود ہے۔ دوسری طرف آپ جانتے ہیں اس سال صوبہ پروان کے کئی علاقوں میں جہادی کارروائیاں قابل ستائش رہیں۔ خصوصاً غوربند کے تین مضافاتی اضلاع میں۔ دشمن کی یہ کوشش ہے کہ پروپیگنڈے کے ذریعے خود کو بااقتدار ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ کسی علاقے میں وہ اپنے اقتدار کے قیام کے لیے پولیس اور فوج بھیج نہیں سکتے، کیوں کہ عوامی ردعمل کا خطرہ ہوتا ہے یا وہ اپنے نقصانات نہیں دیکھنا چاہتے تو اس لیے وہ اربکیوں کی تشکیل کا راستہ اختیار کرلیتے ہیں۔ پھر نام بھی خود دیتے ہیں انہیں، گویا کہ یہ لوگ خود بیداری کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ درحقیقت اس طرح کے اعلانات اور جعلی پروپیگنڈا کرنا خود دشمن کے تمام سیکیورٹی ذرائع کی ناتوانی اور کمزوری پر

دلالت کرتی ہے۔ وہ اگر حقیقتاً حس رکھتے تو اس طرح کے اعلانات سے شرم محسوس کرتے۔ اس لیے کہ اس طرح اعلانات سے خود ان کے عدم کنٹرول اور ناتوانی ظاہر ہوتی ہے۔ مگر ہم اپنے عوام کو اطمینان دلاتے ہیں جس طرح دشمن کے سارے حربے شرمساری اور شکست سے دوچار ہوئے یہ سلسلہ بھی انشاء اللہ ناکامی کا شکار ہوگا اور اس کا کوئی فائدہ ان کو حاصل نہ ہوگا۔

سوال : رپورٹوں کے مطابق ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس سال مجاہدین کی جانب سے حملوں اور دشمن کے خلاف حملوں کے اعداد وشمار اور حجم بہت زیادہ رہا۔ آپ کی نظر میں اس کا باعث کیا ہو سکتا ہے؟

جواب : ماضی کی بنسبت مجاہدین نے فوجی وسائل کے استعمال اور جنگی مہارت دونوں میں پیش رفت کی ہے۔ دشمن اب پہلے سے زیادہ مرعوب ہے۔ مقابلے کی ہمت نہیں رکھتا۔ دوسری طرف عوامی حمایت بھی ماضی کی بہ نسبت زیادہ اعلانیہ ہو گئی ہے۔ جس کے اسباب میں امریکیوں کے مظالم اور ان کی وحشت بھی شامل ہے۔ اسی لیے تو حملوں کی قوت اور تعداد دونوں میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ سال پچھلے جہادی سالوں کی بہ نسبت ہمارے لیے زیادہ فتح مند رہا۔ اب مجاہدین نے ملک کے سارے حصوں میں اپنا جہادی سلسلہ پھیلایا ہوا ہے۔

ملک کے اکثر حصوں میں نئے جہادی محاذ کھول دیے گئے ہیں اور عوام اپنے مجاہدین بھائیوں کی مضبوط حمایت کرتے ہیں، اس لیے فطری طور پر حملے پہلے سے زیادہ ہوں گے اور اس سے انشاء اللہ وہ اس بات پر مجبور ہوں گے کہ ہماری سرزمین جلد از جلد چھوڑ دیں اور ہماری آزادی اور خود مختاری تسلیم کر لیں۔ ہماری قوم تمام وقات سے زیادہ اب جہاد کی اہمیت کو سمجھنے لگے ہیں اور مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں یہی وجہ ہے کہ کارروائیوں کا حجم اور زیادہ ہو گیا ہے اور دشمن پر خطرناک حملے ہو رہے ہیں۔

سوال : اس سال پورے ملک کے علاوہ کابل کے شمال خصوصاً پروان اور کاپیسا کے صوبوں میں مجاہدین کی تعداد ماضی کی بنسبت کئی گنا بڑھ گئی ہے جس نے دشمن کو انتہائی شدید نقصانات پہنچائے ہیں۔ جیسے غوربند کے درے میں حالانکہ مجاہدین وہاں محاصرے کی شکل میں ہیں، اس کی وجہ کیا ہو گی؟

جواب : اب مزاحمت پورے ملک میں عام ہو گئی ہے۔ پہلے مختلف علاقوں میں اس حوالے سے فرق ہوا کرتا تھا لیکن اب لوگ پروپیگنڈے کے غبار سے نکل آئے ہیں، انہوں نے حقائق خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے ہیں، اور جارحیت پسندوں کے عزائم کا انہیں علم ہو گیا ہے۔ اور ان کے اعمال کا بھی انہوں نے خوب مطالعہ کر لیا ہے۔ افغان ملک، دین اور ملک کی آزادی کے عاشق لوگ ہیں۔ پہلے کچھ عرصے تک ملک کے مختلف حصوں میں دشمن پروپیگنڈا کیا کرتا تھا لیکن اب لوگ سمجھنے لگے ہیں اور اس مقصد کے لیے متحد ہو رہے ہیں۔

دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگر اور میدان وردگ کی طرح پروان اور کاپیسا کے صوبے مجاہدین کے لیے مجموعی طور پر بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اس سے ایک طرف ملک کے مرکز پر محاصرہ مکمل ہو گا دوسری طرف بگرام کا سب سے اہم امریکی ہوائی اڈا دونوں صوبوں سے نشانے پر ہو گا۔ اس سال انہیں علاقوں سے بگرام کے ہوائی اڈے پر بہت سے اچھے اور کاری حملے بھی ہوئے۔ توقع ہے ان تمام علاقوں میں مجاہدین اور بھی مضبوط ہوں گے۔ انہیں خارجی ممالک کے اڈوں کے قریب جا کر ٹھکانے بنانے کا موقع ملے گا۔ اور دشمن کے سردرد میں اور بھی اضافہ کریں گے۔ آپ صوبہ بامیان کے مجاہدین کی کارروائیوں کی رپورٹیں سنتے ہوں گے کہ ملکی کٹھ پتلیوں کے ساتھ خارجی جارحیت پسندوں کو بھی مالی وجانی نقصانات پہنچاتے ہیں۔ جس کا دشمن بھی وقتاً فوقتاً اعتراف کرتے ہیں۔

سوال : اس سال کا آپریشن پچھلی آپریشنوں سے اس لیے بھی مختلف ہے کہ اس سال دشمن کے انتہائی بڑے بڑے مراکز پر انتہائی بڑے اور خطرناک حملے ہو چکے ہیں۔ جس طرح خوست کے صحرا باغ پر حملے، لوگر اور میدان وردگ میں دشمن کے بڑے مراکز پر فدائی حملے۔ ہلمند کے شوراب کے بڑے اور امریکیوں اور برطانیوں کے مشترک اڈے پر فدائی حملہ۔ کچھ عرصہ قبل بگرام میں بڑے امریکی جنرل پر کامیاب حملہ۔ پکتیا کے ضلع زرمت میں واقع امریکی اور داخلی فوجیوں کے مشترکہ اڈے پر حملہ، بگرام میں خارجی ممالک کے سب سے بڑے گودام "سپریم گروپ" پر حملہ۔ اس طرح کے اور بڑے حملے۔ ان سب حملوں کی وجہ اور اس کا پیغام امریکیوں کے لیے کیا ہو گا جو بڑے طویل عرصے تک یہاں اڈے رکھنے کے خواہشمند ہیں؟

جواب : ان تمام حملوں اور کارروائیوں نے امریکی غاصبوں کو واضح اور عملی طور پر یہ دکھا دیا ہے کہ اگر وہ لمبے عرصے تک یہاں رہنا چاہتے ہیں، ہمارے ملک میں طویل عرصے تک اڈے برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور ہمارے ملک اور خطے کے لیے مشکلات پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہم بھی ان کے مقابلے میں گھبرائے ہوئے نہیں۔ ان حملوں کے ذریعے ہم نے ان کو دکھا دیا کہ افغانستان ان بعض ممالک کی طرح ہے، جنہوں نے اپنی سرزمین پر امریکی قبضہ تسلیم کر لیا ہے۔

ہماری قوم بھی ان کو لمبے عرصے تک وہی سبق سکھائے گی جو گزشتہ گیارہ سالوں تک ان کو سکھایا۔ ان کارروائیوں سے انتہائی آسانی سے ہمارے عزائم کا اندازہ لگایا جا سکتا

ہے۔ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ اگر سو سال تک بھی یہاں رہنے کا سودا ان کے سر میں سمایا ہوا ہے تو ہم سو سال تک بھی لڑنے کو تیار ہیں۔انہیں زخمی زخمی کریں گے،ان کے لیے سردرد بنیں گے اور تلوار کی زور سے انہیں اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے سے روکیں گے۔ حملوں کا واضح پیغام یہی ہے کہ تم یہاں اڈوں میں بھی ہمارے حملوں سے نہیں بچ سکتے۔ہم زیرزمین بنکروں میں بھی تمہیں نشانہ بنا سکتے۔ حل کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ ہے مکمل انخلاء اور جارحیت کا مکمل خاتمہ اور بس۔

سوال : پورے ملک میں خصوصا مشرقی علاقوں میں مجاہدین نے اس سال جہادی امور میں ترقی کے ساتھ عام لوگوں سے ماضی کی بہ نسبت اچھا اور نرم رویہ رکھا۔ جس طرح عام لوگوں کی سماجی اور معاشرتی زندگی میں ان کے ساتھ شریک ہونا۔ان کی تعزیتوں میں شرکت،ان کی خوشیوں میں شرکت،ان سے اظہار افسوس اور ان کے درمیان سالہاسال سے قائم جھگڑوں کا تصفیہ،جس میں بہت سے مارے جاچکے ہوتے ہیں یہ سب اس کی بہترین مثال ہے ۔اس سلوک اور اچھے رویے کا راز کیا ہے؟

جواب : امارت اسلامیہ کے تمام مجاہدین اپنی دینی ذمہ داری کی وجہ سے اس بات کے مکلف ہیں کہ ہر مسلمان بھائی کے ساتھ اچھے اخلاق،اچھے سلوک،مناسب رویہ اور ہمدردی رکھے۔وہ جو کبھی کبھی مجاہدین اور عام لوگوں کے درمیان دشمن کی جانب سے رکاوٹیں پیدا کی جاتی تھیں جو مسائل کا سبب ہوتا وہ ایک استثنائی صورت تھی۔ورنہ درحقیقت ہر مجاہد اپنے ہم وطنوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنے کا مکلف ہے ۔مجاہدین کی جانب سے لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کے کئی اسباب ہیں۔ایک یہ کہ اس سال دشمن کئی علاقوں سے نکل رہا ہے اب مجاہدین کو اپنے عوام سے قریب ہونے اور ان کو اپنائیت کا احساس دلانے کا موقع ملا ہے۔ان کے لیے اب ممکن ہوا ہے کہ عوام سے مضبوط تعلق قائم کریں جو کہ ایک فطری مطالبہ ہے۔دوسری یہ کہ اس سال کے آغاز میں مجاہدین معرکے کے میدان میں اس وقت داخل ہوئے جب علماء اور اساتذہ کی جانب سے ان کی اخلاقی تربیت مکمل ہو گئی تھی۔ان کے تربیتی کورس مکمل ہوچکے تھے۔اور ان کو تاکید کی گئی تھی کہ لوگوں کے ساتھ شرعی اور انسانی سلوک کریں۔

عالیقدر امیر المومنین نے اپنے عید کے پیغاموں میں اپنے عوام کے ساتھ اچھے سلوک کی بہت زیادہ تاکید کی تھی ہم نے الحمدللہ تمام مجاہدین میں اس کے اثرات دیکھے۔اور جس طرح آپ نے ذکر کیا مجاہدین نے لوگوں سے بہت اچھا اور شفقت و محبت سے بھرپور سلوک کیا۔دوسری طرف لوگوں کے درمیان تنازعات اور دعووں کے حل کے لیے تو امارت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو اسلامی محاکمت اور یا دیگر ذرائع سے انصاف فراہم کریں۔جب لوگ انصاف کے حوالے سے مطمئن ہوں گے تو طبعا وہ فیصلہ تسلیم کرنے پر تیار بھی ہوں گے۔اور اپنے تنازعات حل بھی کریں گے۔اس حوالے سے امارت اسلامیہ نے پہلے بھی اپنی خدمات لوگوں کو پیش کی تھیں۔

آپ کے علم میں ہوگا امارت اسلامیہ نے ہر صوبے کے لیے الگ الگ عدالتیں تشکیل دی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ صوبائی اور ضلعی سطح پر کمیشن بھی قائم ہیں۔اس طرح اکثر صوبوں میں شکایات کے لیے نمبر بھی دے رکھے ہیں ۔یہ سارا انتظام عوام کی خدمت کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔ عام لوگوں کے نقصانات کا موضوع بھی دشمن کی جانب سے کبھی کبھی امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے خلاف اٹھایا جاتا ہے۔مجاہدین کے خلاف اس کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے ۔امارت اسلامیہ کے "رہبری شوری" کی جانب سے اس مسئلے پر خاص توجہ دی جارہی ہے۔انتظامی کمیشن کے نام سے حال ہی میں اس طرح کے واقعات کے روک تھام کے لیے ایک خاص کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے اچھے اثرات انشاءاللہ بہت جلد ظاہر ہوں گے۔دوسری بات یہ کہ جب اختیار و اقتدار کا دائرہ پھیلتا ہے اور عوام میں اس کا نفوذ اور اس کے اثرات ظاہر ہونے لگتے ہیں تو معاشرتی رویے اور اجتماعی زندگی کی زیادہ ضرورت پیدا ہو جاتی ہے اسی لیے امارت اسلامیہ اس طرح کا سلوک اور رویے اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ جس طرح ہم اپنے عوام کے خوشی غم میں شریک ہیں تو پھر حالات ٹھیک ہونے کی وجہ سے فزیکلی طور پر بھی ہمیں شریک ہونا چاہیے۔

سوال : ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سال امارت اسلامیہ نے جہادی اور عسکری امور کے ساتھ لوگوں کی آگاہی اور دعوت وارشاد پر بھی خصوصی توجہ دے رکھی تھی اس کی وجہ کیا تھی؟

جواب : امارت اسلامیہ اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے کہ فرصت ملتے ہی اپنے عوام اور ملک کے ساتھ آئندہ اور رواں حالات کے متعلق اپنا نقطہء نظر شریک کرے اور مخالف لوگوں کی رائے سنے۔افغانستان کی سرنوشت خود مختار افغانوں کے فیصلے اور عمل سے تعلق رکھتی ہے۔دوسری طرف ہم نہیں چاہتے جارحیت پسندوں کی صف میں کھڑے افغانوں کو صرف اور صرف عسکری دباو کے ذریعے زیر کریں بلکہ ہم انہیں اپنی اصلاح کا وسیع موقع بھی فراہم کریں گے۔اس سلسلے میں ہمارا جلب وجذب کا موثر میکانزم کام کررہا ہے جس سے واقعی طور پر انتہائی اچھے نتائج برآمد ہورہے ہیں۔

بہت سے افغان جو غلط فہمی میں دشمن کی صفوں میں کھڑے تھے حقائق کے ادراک سے امارت اسلامیہ کے ساتھ مل گئے ہیں۔اور اپنے اسلحہ اور اہم وسائل مجاہدین کے حوالے کردیے۔ عمومی طور پر یہ سلسلہ بہت مفید رہا۔ہمارے عوام جارحیت کی فضا میں ہیں اگر مجاہدین کی جانب سے ایسا میکانزم نہ ہو اور لوگوں کی اصلاح نہ

کی جائے، انہیں دعوت نہ دی جائے تو یہ فطری بات ہے کہ وہ محسوس یا غیر محسوس انداز میں دشمن کے مقاصد کے لیے استعمال ہوں گے۔ امارت اسلامیہ اپنی شرعی ذمہ داری کی رو سے اپنے لوگوں کے لیے وہ تمام حالات ہموار کر رہی ہے جو ان کی اصلاح اور ہدایت کا باعث اور مجاہدین کے لیے مزید قوت اور کامیابی کا سبب بنے۔

سوال : اس سال جلب وجذب کمیشن کی ابتدائی کامیابیاں کس حد تک رہیں اور لوگوں میں اس کے اثرات کتنے تھے؟

جواب : خوش قسمتی سے اس اقدام نے عوام کے ذہنوں میں حالات کا مثبت پہلو زیادہ راسخ کر دیا ہے۔ جارحیت پسندوں اور ان کے مزدوروں کے پروپیگنڈے کا غبار بیٹھ گیا ہے۔ بڑی سطح پر منتشر عوامی شخصیات سے تعلق قائم ہوا ہے۔ اسی طرح جلب وجذب کے راستے دشمن کی صفوں سے سینکڑوں فوجی پولیس اربکی اور دیگر افراد نکل گئے اور انہوں نے امارت اسلامیہ سے تعاون کا عزم کیا ہے جلب وجذب یا دعوت وارشاد کمیشن کے ذمہ داران کے مطابق 1300 افراد دشمن کی صفوں سے نکلے ہیں۔ انہوں نے اپنے علاقوں میں مجاہدین کو خدمت کے لیے وسیع مواقع فراہم کیے ہیں اس لیے مجاہدین کو سینکڑوں میل بھاری اور خفیف اسلحہ اور دیگر اہم وسائل ہاتھ آئے ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

سوال : اس سال مجاہدین نے آمنے سامنے جنگ کے ساتھ دشمن کی صفوں میں نفوذ کرنے اور گھسنے پر زیادہ توجہ دے رکھی تھی اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب : عالیقدر امیر المومنین نے تمام عسکری اور جلب وجذب کے ذمہ داران کو بھی ہدایت کی تھی کہ دشمن کی صفوں میں نفوذ کا معاملہ اپنے پلانوں کے ایجنڈے میں سرفہرست رکھیں اور دشمن کی صفوں میں کھڑے افراد سے بھی مطالبہ کیا تھا کہ اپنے سنگینوں کا رخ دشمن کی طرف پھیر دو۔ یہ حالات اور وقت کے مطابق ایک بجا اقدام تھا۔ ہم نے دشمن کے ساتھ آمنے سامنے جنگ کے ساتھ دشمن کی صفوں میں نفوذ کے مسئلے پر توجہ دی۔

اس اقدام کا مقصد دشمن کو اندر سے تباہ کرنا تھا۔ تاکہ ان کے حوصلے توڑ کر رکھ دیں۔ ہر جگہ ان کی دفاع کو خطرات سے دوچار کر دیں۔ یہ ہماری بڑی کامیابی ہے کہ ہم نے دشمن کی صفوں میں ایسے سرفروش داخل کر دیے ہیں۔ دشمن کے اندر سے اس پر حملے کر کے ہم نے دشمن کو چاروں شانے چت کر دیا ہے۔ آپ جانتے ہوں گے کہ مجاہدین کے ان حملوں نے کئی اتحادی ممالک کو یہ بات سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ افغانستان کی جارحیت میں امریکا کے ساتھ اپنی دوستی ختم کر دیں۔ انہیں حملوں کے باعث امریکا خود گھبراہٹ کا شکار ہوا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ امریکی صدر اوباما، امریکی کانگریس، پینٹاگون کے بلند رتبہ جنرلز اور فوجی عہدیدار سب حرکت میں آگئے۔ سب نے اپنے ہارے ہوئے فوجیوں کو دلاسا دینا شروع کیا اور ان کے شکستہ حوصلوں کو پھر سے تعمیر کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔

یہ خود ان کارروائیوں کی کامیابی کا نتیجہ ہے۔ امارت اسلامیہ اب مزید اور بھی ارادہ رکھتی ہے کہ دشمن کی صفوں میں نفوذ کے حوالے سے اپنی کوششیں اور بڑھادیں۔ اب تک ہم تجربات کے ماحول میں تھے اب ہم تجربات سے بڑھ کر اس کام کو مقصدی حیثیت سے طاقتور بنانے کی کوششیں کریں گے۔ اب بھی دشمن کے اہم اور کلیدی مقامات پر مجاہدین تعینات ہیں جو کارروائی کے انتظار میں ہیں۔

سوال : وہ فوجی جن کی تربیت دشمن کی صف میں ہو گئی ہوتی ہے، مجاہدین سے محض تعلق اور رابطہ رکھنا بھی ان کے لیے مشکل ہوتا ہے مجاہدین کے لیے کیسے ممکن ہوتا ہے کہ ان کو دعوت دیں اور اس قدر متاثر کریں کہ وہ امریکیوں پر حملے کریں اور اس کام میں ان کو شہادت بھی ملے تو اس کے لیے بھی تیار ہوں؟

جواب : مجاہدین کے لیے دشمن کی صفوں میں گھس کر ان کو اپنے راستے سے روکنا اور ان کو جہاد اور قربانی کی دعوت دینا آسان نہیں۔ یہ مشکل ضرور ہے لیکن اس حوالے سے مجاہدین نے کچھ ضروری اقدامات کیے ہیں۔ وہ لوگ جو دشمن کی صفوں میں کھڑے ہیں ان کی بھی کسی حد تک اپنے دین اور اپنے وطن کے حوالے سے کچھ ذمہ داریاں ہیں جس کا انہیں ادراک کرنا ہوگا۔ اس کام کے لیے ہم نے کچھ خاص تیکنیک استعمال کیے ہیں جس کے ذریعے ہم دشمن کی صفوں کے بیچ اپنی دعوت

> پہلے امریکی ہر سال اپنے تسلط کو وسعت دینے کے لیے مختلف ناموں سے وسیع آپریشن کرتے۔ لیکن اب ان کی حالت بدل گئی ہے۔ اس وقت ان کا خیال تھا کہ وہ یہ جنگ جیت جائیں گے۔ مجاہدین ختم یا ہتھیار ڈال دیں گے۔ لوگ مجاہدین کے تعاون سے دستبردار ہو جائیں گے۔ لیکن اب ان کو سب کچھ سمجھ آنے لگا ہے۔ سب کچھ الٹا گھومنے لگا ہے۔ ان کے پیش رفت مسلسل ناکام ہو رہے ہیں۔ ان کے آپریشن پروپیگنڈے، ہیبتناک اسلحوں کے استعمال، باغوں کو اجھاڑنے اور گھروں کو تباہ کرنے سے زیادہ کوئی نتیجہ نہ دے سکے۔ امریکیوں کے آپریشنوں میں ان کو اتنا جانی ومالی نقصان ہو رہا تھا کہ جس کا آپریشن سے پہلے انہوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس لیے وہ مایوس ہو گئے

پہنچاتے ہیں۔ انہیں دعوت دیتے ہیں۔ دشمن کے بہکائے ہوئے افغانوں سے انفرادی اور رازدارانہ شکل میں ملتے ہیں۔ ان کے مدد اور تعاون کی نگرانی کرتے ہیں تعاون کی سطح اور توانائی معلوم کرتے ہیں اور پھر اس حوالے سے لازمی اقدامات کرتے ہیں۔ ہم نے دشمن کی صفوں میں انتہائی پیچیدہ نفوذ کیا ہے۔ اور یہ سلسلہ اب بہت اچھے انداز میں آگے بڑھ رہا ہے۔ لیکن ساری جزئیات اور نگرانی کے اصول اور طریقے فوجی راز ہیں اس لیے اس کے متعلق ہم یہاں زیادہ گفتگو نہیں کر سکتے۔ پورا طریقہ کار اور اس کی عملی شکل کی یہاں وضاحت یہاں ممکن نہیں۔

سوال ایک تو دشمن کے ذرائع ابلاغ کی اطلاعات ہیں اس سے اگر صرف نظر کریں تو اس طرح کے حملوں نے دشمن کو کس حد تک متاثر کیا ہے؟

جواب میں نے اس بارے میں پہلے بھی اشارہ دیا تھا کہ ہمارے نفوذ کے بعد ہونے والے حملوں نے دشمن کو لرزا کے رکھ دیا ہے وہ سمجھ گئے ہیں۔ کہ حالات ایسے نہیں ہیں جس طرح وہ خیال کرتے تھے۔ یہاں ان کے خلاف انتہائی قریب سے بھی جرات مندانہ کارروائیاں ہو سکتی ہیں۔ یہ جنگ اتنی آسان نہیں جس طرح ماضی میں امریکا کے لیے رہی ہے کہ امریکی حکومتیں دیگر ممالک پر جارحیت کرتیں اور انتہائی آسانی سے قابض ہو جاتیں۔ یہاں ایک الگ قوم سے اس کا واسطہ ہے۔ یہاں کے لوگوں کے عزائم بہت الگ ہیں۔ دشمن کی زبان سے یا دشمن کے میڈیا سے ہم ان حملوں کے حوالے سے جتنی باتیں سنتے ہیں ہمارے حملے اور ان حملوں کے اثرات اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ اس شروع ہونے والی جنگ سے نکلنے کا راستہ بھی اب دشمن کو سجھائی نہیں دے رہا۔ بزدلی اور خوف کے باعث ان کے جنرلز حالات کے متعلق کوئی موقف نہیں اپنا سکتے۔ اور نہ وہ اس قابل ہیں کہ کم از کم اپنے لوگوں کو مطمئن کر دیں۔ تعجب کی بات ہے کہ وہ پولیس یا فوج امریکا نے خود جن کی تربیت کی تھی ان کی تشکیل و تمویل میں مکمل تعاون کیا اور ان سے امیدیں وابستہ کررکھی تھیں اب وہی فوجی انہیں کا فراہم کیا ہوا اسلحہ انہیں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں اور ان کی بنائی ہوئی گولیاں انہیں کے سینے میں ٹھنڈی ہو رہی ہیں۔

یہ یقیناً ایک پریشان کن حالت ہے اور خوش قسمتی سے امریکا اب اسی صورتحال سے دوچار ہے۔ ان حملوں کے اثرات اور اس کا دباؤ آئندہ زمانے میں حملوں کا گراف اونچا ہونے کے ساتھ اور بھی اونچا ہوگا۔ ہم اس تیکنیک کو دشمن کی مکمل شکست کے لیے انتہائی اہم ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب مزید پھیلے گا، ہم نے اس سلسلے کو اور بھی مضبوط کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ آپ کے علم میں یہ واقعہ آیا ہوگا کہ ایک افغانی خاتون نے کابل کے قلب ایک امریکی فوجی افسر پر اپنے پستول سے فائرنگ کرکے اسے ہلاک کر دیا۔

سوال افغانستان سے فوجی انخلاء کے بارے میں دشمن کے بیانات میں تضاد پایا جا رہا ہے، کابل حکومت کے کرتا دھرتا بھی اس حوالے سے گھبراہٹ کا شکار ہیں کیا آپ لوگ بھی موجودہ حالات دشمن کے حق میں اتنے ہی خراب سمجھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں ہم دشمن کے بارے میں اس سے بھی بدتر حالات کی پیش بینی کرتے ہیں اور اس حوالے سے انتہائی تحقیقی رپورٹیں ہمارے پاس ہیں۔ جتنے مکر و غرور سے وہ ہمارے ملک میں آئے تھے ان کا انخلاء اتنی ہی ذلت اور رسوائی کے ساتھ ہوگا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ بظاہر انتہائی کمزور لوگ دنیا کی سب سے بڑی جابر اور متکبر قوت کو شکست دے رہے ہیں۔ ویت نام کے حالات بھی ایسے نہیں تھے۔ اس لیے کہ ویت نام میں امریکا کے خلاف سوویت یونین عوامی مزاحمت کا پشتیبان بنا ہوا تھا۔ مزاحمت کاروں کے پیچھے سوویت یونین کا بے انتہا تعاون جاری تھا۔ اس کا اسلحہ دشمن کے خلاف میدان جنگ میں استعمال ہو رہا تھا مگر حالیہ شکست امریکا کے لیے انتہائی غیر مترقبانہ شکست ہے۔ یہ ایسی شکست ہے جس کی امریکا کو توقع بھی نہیں تھی ان کو شکست ایسے لوگوں سے ہو رہی ہے جن کا فزیکلی طور پر وجود محسوس بھی نہیں ہوتا۔ ایک نادیدہ دشمن سے مقابلہ ہے۔ ان کی افرادی قوت بھی انتہائی کم ہے۔ چند سادہ سے مجاہدین ہیں لیکن ان کے اہداف اور عزائم بہت اونچے ہیں۔ اپنے کمزور اسلحہ سے امریکا جدید ترین وسائل سے پنجہ آزمائی کر رہے ہیں اور مسلسل فتح سے ہم کنار ہو رہے ہیں۔

ان حالات کا ادراک اور اس کو برداشت کرتے رہنا واقعی آسان نہیں ہے، اس لیے امریکی بھی بہت گھبرائے ہوئے ہیں، اس لیے وہ اپنا غرور ہار چکے ہیں، ان کی طاقت کا پندار ٹوٹ چکا ہے۔ ان کی معاشی صورتحال ابتر ہو چکی ہے۔ لوگ ان کی جنگوں سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ 14 ٹریلین ڈالر کے مقروض ہو چکے ہیں۔ ان کی 12 ملین آبادی بے روزگار ہو چکی ہے۔ سرمایہ داریت کے خلاف وال سٹریٹ میں علانیہ بڑے بڑے مظاہرے ہو چکے ہیں۔ یہ سب افغان جنگ کی برکت ہے۔ تو یہ فطری بات ہے کہ ایسے حالات دیکھ کر ہر سوچ بوجھ رکھنے والا امریکی گھبراہٹ کا شکار ہوگا اور مزید تباہی سے بچنے کے لیے ضرور کوئی کوشش کرے گا۔ مادیت پرستی پر قائم امریکا جیسے ملک کے لیے یہ صورتحال ضرور حوصلہ شکن اور تباہ کن ہو سکتی ہے۔

ابتداء میں امریکی یہاں ایک گہرے سٹریٹجک منصوبے کے ساتھ آئے تھے۔ ابتداء میں انہوں نے اتنے پیچیدہ جنگ کا سوچا بھی نہیں تھا انہیں اپنی جدید ترین ٹیکنالوجی پر مکمل اعتماد تھا لیکن اب نہ صرف ان کے اہداف کے حصول میں انہیں مشکلات کا سامنا ہے بلکہ اب انہیں ناگہانی حالات اور حادثات کا سامنا ہے۔ ان کی افواج حوصلہ ہار چکی ہیں۔ عوام اب مزید یہ جنگ نہیں چاہتے اور نہ ہی اسے برداشت کرنے کے

قابل ہیں۔ ان کو اقتصادی لحاظ سے تاریخی مار پڑی ہے، ان کا دل چاہے یا نہ چاہے مگر یہ جنگ اب ان کی برداشت سے باہر ہے اور انہیں مجبوراً اس جنگ سے نجات حاصل کرنا پڑ رہا ہے۔ البتہ یہ بات ہے کہ وہ جنگ سے نجات تو چاہتے ہیں مگر جارحیت کو مزید طول بھی دینا چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے وہ ہمہ پہلو کوششیں بھی کر رہے ہیں تاکہ اپنے اڈے برقرار رکھ سکیں۔ اگر مجاہدین کی کارروائیاں اسی طرح جاری رہیں تو ان کے اڈوں کا خواب بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ اور کابل حکومت کی حیثیت تو جارحیت پسندوں کے سائے کی ہے۔ امریکیوں کے وجود سے ان کا وجود قائم ہے۔

سوال: پہلے خارجی فوجی ہر سال کہیں نہ کہیں مجاہدین کے خلاف منظم اور وسیع آپریشن کرتے تھے پھر بہت عرصے تک یہ دعوہ کرتے کہ ہم نے مجاہدین کو کئی علاقوں سے پیچھے دھکیل دیا ہے۔ مگر اس سال دشمن دفاعی پوزیشن میں رہا اور اپنی دفاعی حالت کو برقرار رکھنے کی کوشش میں رہا۔ کیا ان حالات میں بھی دشمن افغانستان میں اپنے قیام کو نفع بخش تصور کر سکتا ہے؟

جواب: ایسا ہی ہے۔ پہلے امریکی ہر سال اپنے تسلط کو وسعت دینے کے لیے مختلف ناموں سے وسیع آپریشن کرتے۔ لیکن اب ان کی حالت بدل گئی ہے۔ اس وقت ان کا خیال تھا کہ وہ یہ جنگ جیت جائیں گے۔ مجاہدین ختم یا ہتھیار ڈال دیں گے۔ لوگ مجاہدین کے تعاون سے دستبردار ہو جائیں گے۔ لیکن اب ان کو سب کچھ سمجھ آنے لگا ہے۔ سب کچھ الٹا گھومنے لگا ہے۔ ان کے پیش رفت مسلسل ناکام ہو رہے ہیں۔ ان کے آپریشن پروپیگنڈے، ہیبتناک اسلحوں کے استعمال، باغوں کو اجاڑنے اور گھروں کو تباہ کرنے سے زیادہ کوئی نتیجہ نہ دے سکے۔ امریکیوں کے آپریشنوں میں ان کو اتنا جانی ومالی نقصان ہو رہا تھا کہ جس کا آپریشن سے پہلے انہوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ اس لیے وہ مایوس ہو گئے اس لیے اب ان کو اپنی حفاظت اور بخیر وعافیت واپس نکلنے کے راستے کی تلاش ہے۔ یہ سب اللہ جل جلالہ کا فضل وکرم ہے جس نے مجاہدین کو پھر سے اتنی قوت عطا کر دی ہے کہ وہ امریکا جیسی قوت کو مسخر کر دیں۔ اس وقت امریکی سمجھتے تھے کہ چند لوگوں کو دباؤ میں لا کر وہ کامیاب ہو جائیں گے مگر اب ان کو سمجھ آنے لگا ہے کہ یہ عوامی مزاحمت ہے ہر چٹان ہمارے خلاف مورچہ بن سکتا ہے۔ اس لیے وہ آپریشنوں سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے دفاعی پوزیشن اختیار کر لی ہے۔

سوال: مغرب خصوصاً امریکا میں بڑے بڑے فوجی افسروں کو اس سوال کا سامنا ہے کہ افغانستان کی جنگ وہ ہار رہے ہیں یا جیت رہے ہیں؟ جیسے حال ہی میں نائب وزیر اعظم جو بائیڈن اور امریکی پارلیمنٹ میں جنرل جان ایلن کو اس قسم کے سوالات اور سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ بتائیں امریکی عوام میں اس گھبراہٹ اور تردد کا باعث کیا ہے اور حقیقتاً حالات کس طرف جا رہے ہیں جیت کی طرف یا ہار کی طرف؟

جواب: میرے خیال میں اصل بات ہار جیت کی نہیں برملا ہارنے کا اعتراف کرنے اور نہ کرنے میں ہے۔ اس لیے کئی کئی مرتبہ بڑے امریکی فوجی عہدیداروں کا موقف تھا کہ جنگ کی شکست کا اعتراف میڈیا پر نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن کچھ دیگر کا خیال تھا کہ ہم اگر ہم اپنی شکست کا اعتراف خود نہیں کریں گے تو تاریخ ہم پر پردہ نہیں ڈالے گی اور پھر ہمیں تاریخ میں تاریخی جھوٹوں میں شمار کیا جائے گا۔ دوسری طرف امریکی عوام کا اپنے افواج سے اعتماد مکمل طور پر اٹھ گیا ہے۔ عوام نے ان کے مسلسل جھوٹ دیکھ لیے ہیں۔ ان کے جھوٹے وعدے جو انہوں نے افغانستان پر حملے کے وقت اپنے عوام سے کیے تھے مکمل طور پر جھوٹے ثابت ہوئے۔ ان کے ملک میں داخلی مسائل اٹھنے لگے ہیں۔ ان کے بیٹے اور رشتہ دار مارے گئے ہیں۔ ان کے دیے ہوئے ٹیکس ضائع ہو گئے۔ اب وہاں کے عوام اپنی حکومت اور سیاست دانوں پر مزید اعتماد نہیں کر سکتی۔

اب صرف عام امریکیوں کو صرف اس بات میں اختلاف ہے کہ شکست تو ویسے بھی ہمارے اختیار میں نہیں بلکہ غیر اختیاری طور پر ہمیں اس کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے مگر یہ شکست آبرومندانہ ہونی چاہیے۔ تاکہ امریکا کی عالمی حیثیت ایک حد تک تو سلامت رہے۔ اب اختلاف اس بات پر ہے کہ اس شکست کا اعتراف رسمی طور پر ہونا چاہیے یا نہیں۔ اسی لیے آئے دن ان کے مشہور جنرلز تبدیل ہو رہے ہیں اور یا استعفے دے رہے ہیں۔ ہر ایک کی کوشش ہے کہ وہ شکست کا یہ مرحلہ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے۔ ری پبلیکن اس کوشش میں ہیں کہ ڈیموکریٹک اپنے ہی دور میں شکست کا اعلان کر دیں اور شکست کا اختتام انہیں کے دور میں ہو۔

سفید فام کی کوشش ہے کہ شکست کا اعتراف سیاہ فام کے دور میں ہی ہو جائے۔ اسی لیے ان کے جنرلوں نے ایسے افعال کا ارتکاب کیا جو ان کی گوشہ نشینی کا باعث بنے۔ وہ سب کچھ جو جنرل ڈیوڈ پیٹریاس اور جان ایلن کے استعفی کا باعث بنے وہ سب افعال ان کے قصداً اور اختیاری افعال تھے۔ حالیہ سیاہ فام جنرل جسے امریکی حکومت نے افغانستان میں اپنی فوج کے کمان کے لیے نظر میں رکھا ہے اس کا تعلق سیاہ فاموں سے ہے۔ اس طرح افغان جنگ کے حوالے سے جو کچھ ناگوار صورتحال امریکا کو پیش آئے گی اس کے ذمہ دار دوسرے طبقے کے لوگ یعنی سیاہ فام ہوں گے۔ اب مزید تو شکست مقدر ہو چکی ہے امریکا چاہے یا نہ چاہے حالات اس کے حق میں نفع بخش نہیں ہوں گے۔

کابل میں منعقد ہونے والی علماء کانفرنس کے متعلق امارت اسلامیہ کا

افغانستان، سعودی عرب، پاکستان اور علماء دیوبند کے نام خصوصی خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء دین علماء حق کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وارث قرار دیا ہے۔ اسلامی معاشرے میں اللہ تعالی نے انہیں بلند مقام و مرتبہ سے نوازا ہے اور ہر ایک کے بہ نسبت ان کی ذمہ داری زیادہ ہے۔ جس طرح گزشتہ امتوں میں انبیاء انسانی معاشرے کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے اور ہدایت کا مرجع سمجھے جاتے تھے، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ذمہ داری علماء امت کے کندھوں پر آپڑی۔ اسی لیے تاریخ کے مختلف ادوار میں علماء، امت کی خوشحالی اور سربلندی کے لیے جہاد، علم، دعوت وارشاد اور سیاست کے میدان میں اگلی صفوں میں رہے اور نہایت مشکل حالات میں امت کی نجات کا باعث بنے۔

اس بات کی واضح مثال امارت اسلامیہ افغانستان ہے۔ جب روس کے خلاف ہمارے چودہ سالہ جہاد کا ثمرہ ضائع ہونے لگا تھا۔ ہمارے ملک وملت کو شکست وریخت کے خطرات کا سامنا تھا۔ غیور افغان عوام کی جان ومال اور عزت داؤ پر لگی ہوئی تھی۔ عوام فسادات اور تعصب کی آگ میں جھلس رہے تھے۔ ساری دنیا اور ساری انسانیت اس سلگتی آگ سے بے توجہی اختیار کیے ہوئے تھی۔ یہ افغانستان کے علماء ہی تھے جنہوں نے شجاعت اور پامردی کی مثال قائم کی اور طلباء علوم دین کی ایک خالص اسلامی تحریک کی قیادت کرتے ہوئے نہ صرف اپنے عوام کو فسادات اور بدامنی سے نجات دلائی بلکہ افغانستان کی اسلامی سرزمین پر ایک بار پھر خلافت راشدہ کا نظام نافذ کیا، اور ایک روشن اور واضح اسلامی نظام عملی طور پر دنیا کو دکھایا۔

اسلام کے عالمی دشمنوں نے جب یہ سلسلہ دیکھا تو ان کے دلوں میں ایک بار پھر اسلامی نظام اور مسلمانوں کے خلاف تاریخی دشمنی اور نفرت کا احساس جاگنے لگا، اور انہوں نے مختلف بہانوں سے افغانستان کے اسلامی حریم پر حملے کا ارادہ کیا۔

افغانستان پر مغربی کفار کی یلغار کے انتہائی حساس موقع پر ایک بار پھر افغانستان کے ڈیڑھ ہزار جید علماء کرام جمع ہوئے، اور کئی دنوں کے طویل بحث کے بعد متفقہ طور پر اس نتیجے پر پہنچے کہ افغانستان پر امریکی حملہ خالص ایک ظالمانہ اقدام ہے۔ جس کے خلاف تمام قرآنی اور نبوی نصوص کی رو سے جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ شرعی نصوص ہمیں اس انداز سے متوجہ کرتے ہیں:

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿١٩١﴾ بقره

. أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ(٣٩)الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ سورة الحج .

- وَعَنْ أَنَسِ بن مالك رضي الله عنه، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ»[رواه ابو داود ٢/٣٢ والنسائي ٦/٧ والحاكم ٢/٨١].

- وفي المبسوط للإمام السرخسي (٢-١٠٠): ثم أمر رسول الله صلى الله وسلم بالقتال إذا كانت البداية منهم فقال تعالى ﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا﴾ [البقرة: ١٩١] أي: أذن لهم في الدفع وقال تعالى ﴿فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ﴾ [البقرة:١٩١] وقال تعالى ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ [الأنفال: ٦١] ثم أمر بالبداية بالقتال فقال تعالى ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾ [البقرة: ١٩٧] .

کفار کے جابرانہ یلغار سے افغانوں پر بھی شرعی امیر کی موجودگی میں جہاد فرض عین ہو گیا۔ اسی فرض کی ادائیگی میں گیارہ سال سے ہمارا ملک ہر طرح کی قربانیاں دے رہا ہے ۔ علماء، صالحین، خواتین، بوڑھے، بچے اور عام لوگ شہید ہو گئے ہیں۔ بے گھر، مہاجر اور قید وبند میں ڈالے گئے۔ ہر طرح کی تکالیف کا شکار ہوئے مگر دشمن کے سامنے جھکے نہیں۔ اللہ کے اس حکم کو بجالانے کے لیے ہر قسم کی زحمتوں پر صبر کر کے جہاد کو مزید مضبوط کر رہے ہیں۔ اللہ جل جلالہ کے فضل وکرم سے ان گیارہ سالوں میں ہم نے دشمن کو ہر میدان میں پیچھے دھکیل دیا ہے۔ ان کی ہر چال کو ناکارہ اور ہر مکر وفریب کو ناکام کر دیا ہے۔ دشمن نے مسلح جنگ کے ساتھ دوسرے شیطانی دسیسے بھی آزما لیے ۔ مصالحتی کمیشن کے نام پر مجاہدین کو ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کرنے، تعاون کے وعدے اور ڈالروں کی پیشکش، صلح کے لیے ایک اور بڑے کمیشن کی تشکیل اور تمویل، ذرائع ابلاغ کے ذریعے گمراہ کن پروپیگنڈہ، کئی علماء سوء کے ذریعے جہاد کی مخالفت میں فتاوی کا اجراء، اربکی [کرائے کے رضاکاروں] کی تشکیل، عوامی بیداری کے عنوان پر جعلی ڈراموں کی تخلیق، زور وزر کے ذریعے یہ سب کچھ حربے بروئے کار لائے گئے۔

مگر للہ الحمد، اللہ تعالی نے مجاہدین کو ان سارے حربوں کے مقابلے میں صبر اور استقامت بخشی اور تھوڑے عرصے میں ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دیا۔ افغانستان میں اندرونی سطح پر تمام کوششیں ناکام ہونے کے بعد اب امریکا چاہتا ہے خطے کی سطح پر

کچھ ایسے اقدامات اٹھائے جس کے ذریعے وہ اپنے چہرے سے سیاہ روئی کا داغ دھو کر شکست کا راستہ روکے۔ اسی لیے وہ چاہتا ہے سعودی عرب، پاکستان، ہندوستان اور افغانستان کے علماء پر مشتمل کانفرنس کا انعقاد کرے۔ یہ کانفرنس اگرچہ بظاہر کابل حکومت کے ارباب اختیار نے بلایا ہے مگر اس کے اصل محرکین امریکی ہی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں گیارہ سالہ جہاد کے بعد افغان جہاد کے متعلق علماء کا نقطہ نظر معلوم کریں ۔ یہ بالکل واضح طور پر ایک شیطانی امریکی دسیسہ ہے۔ یہ چاہتے ہیں علماء کو اپنے چہروں سے شکست کا داغ دھونے اور مجاہدین کے درمیان شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے استعمال کریں۔ تاکہ اس طریقے سے امریکی قبضے کے لیے زمین ہموار ہوجائے اور افغانستان ہمیشہ کے لیے امریکا کے ہاتھوں میں گروی رہ جائے۔

توامارت اسلامیہ افغانستان دنیا اور خطے بھر کے تمام علماء حقانی سے امید رکھتی ہے کہ وہ اپنی دینی ذمہ داریوں کی رو سے اس دھوکہ آمیز کانفرنس میں شرکت نہیں کریں گے۔ وہ افغانستان، سعودی عرب، پاکستان، ہندوستان، دارالعلوم دیوبند کے علماء ہوں یا دیگر بڑے مدارس یا ممالک کے۔ آپ دینی علماء ہیں آپ بخوبی جانتے ہیں اس کانفرنس میں شرکت شکست کھاتے ہوئے امریکہ کے ساتھ تعاون اور اپنے مجاہد بھائیوں۔۔۔۔ جو درحقیقت آپ ہی کی روحانی اولاد ہیں۔۔۔۔ سے بڑی جفاکاری ہوگی۔ امید ہے آپ اپنی دینی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے اپنے مجاہد بھائیوں سے تعاون کریں گے جنہوں نے چودہ سو سال بعد آپ کی رہنمائی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر قدم رکھا۔ آپ یقین کریں اگر افغانستان میں ان مجاہدین کی بے دریغ قربانیاں نہ ہوتیں تو آج دنیا کے نقشے میں کئی اسلامی ممالک کے نام شامل نہ ہوتے۔ کئی اسلامی ممالک عراق کی طرح امریکی یلغار کا شکار ہوچکے ہوتے۔

یہی مجاہدین ہیں جنہوں نے جہاد کے ذریعے امریکا کو خطے میں مکمل شکست سے دوچار کیا ہے۔ خطہ پھر سے امن وامان کی طرف لوٹ رہا ہے۔ آپ جانتے ہیں امریکہ ہمارے خطے میں طرح طرح کے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔ لوگوں کو قتل کرتا ہے اور بداخلاقی اور بے راہ روائی کو ترویج دے کر اپنے طویل قیام کے خواب دیکھتا ہے۔ خدانہ کرے ایسے حالات میں اگر کچھ علماء ان کے فریب میں آگئے۔ ان سے مل کر کانفرنس میں شریک ہوئے اور ان کی دعوت پر لبیک کہا تو بعید نہیں کہ تاریخ ان کے حق میں اپنا فیصلہ صادر کردے۔ خدا تعالی کی بارگاہ میں بھی جواب دہ ہوں گے اور مخلوق کی عدالت میں بھی علماء سوء میں شمار کیے جائیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں آپ اپنی علمی بصیرت سے بھی اس دسیسے کا بائیکاٹ اور مقاطعہ کریں گے لیکن یہ آپ کا ہم پر حق ہے کہ ہم بھی آپ سے اپنا دینی مطالبہ کریں، تاکہ خدانخواستہ آپ کفار کے فریب اور دھوکے کا شکار نہ ہوجائیں۔

اگر کوئی اس نیت سے شرکت کرتا ہے کہ وہاں اجتماع میں حق بات کہوں گا۔ تو یہ دلیل اس لیے بے جا ہے کہ حق بات اس کانفرنس سے باہر نہیں آئے گی۔ دنیا والوں تک مغربی انٹیلی جنس کے ذرائع ابلاغ وہی بات پہنچائیں گے جس میں انہیں کا فائدہ ہو۔ اور اس بات کے ساتھ علماء کے نام اور علماء کی تصاویر بار بار دکھائی جائیں گی۔ اس طریقے سے علماء کرام کو مجاہدین اور تمام سچے مسلمانوں کے ذہنوں میں بے وقار کر دیا جائے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں حالیہ جنگ صرف ایک جنگ نہیں بلکہ مقدس جہاد ہے۔ جس کا آغاز ڈیڑھ ہزار علماء کے فتوی سے ہوا ہے اور علماء دین کی نگرانی میں جاری ہے۔ ہمارے مقابلے میں امریکہ اور عالمی کفر کھڑا ہے۔ کابل کی بے اختیار حکومت کفار کی قائم کی ہوئی ہے۔ جو ہمارے لوگوں اور ہمارے ملک کی میزبانی کا حق نہیں رکھتی۔ کابل حکومت ایک قدم بھی امریکا کی اجازت کے بغیر نہیں اٹھاسکتی، اور نہ ہی اسے کوئی آزاد اور مستقل حکومت قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہماری حقانیت اور اللہ تعالی کی نصرت کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ بہت کم انفرادی قوت اور کمزور وسائل کے ذریعے ہم نے دنیا کے بڑے بڑے فرعونی قوتوں کو اس قدر ذلیل کر دیا ہے کہ آج وہ دینی علماء کے سامنے دھوکہ دینے کے لیے سہی مگر منتیں کر رہے ہیں اور ساری دنیا میں ان کی حیثیت گر گئی ہے۔ ان کی معیشت زوال پذیر ہے اور اب دنیا کو ان کے شر سے نجات ملنے والی ہے۔ آپ کو اس حقیقت کا علم ہے کہ یہاں کوئی عام سی لڑائی نہیں ہو رہی بلکہ ایسی شدید جنگ جاری ہے کہ سال 2010ء کو نیٹو نے خود اعلان کیا کہ اس سال مجاہدین کی جانب سے 18ہزار حملے ہو چکے ہیں۔ ہر دن اوسطا 50 حملے ہوتے ہیں۔ سال 2011ء میں بھی نیٹو کے اعلان کے مطابق 21ہزار حملے ہوئے ہیں۔ روزانہ اوسطا 60 کے قریب حملے ہوئے، 2012ء کا سال تو گزشتہ سالوں سے بھی زیادہ خونریز رہا۔

امریکا اور اس کے اتحادی سخت دباؤ کا شکار ہیں۔ اکثر اتحادی پیچھے ہٹ چکے ہیں اور اپنی افواج کو افغانستان سے نکال چکے ہیں۔ مزید نکلنے کی تیاریوں میں ہیں۔ یہی دباؤ ہے جس کے باعث امریکا آپ لوگوں کے سامنے رونے پر مجبور ہوا ہے۔ اور آپ لوگوں سے نجات کی توقع رکھتا ہے۔ امید ہے آپ حضرات بھی قاتل امریکا کا۔۔۔۔ جو ساری دنیا میں مظلوموں کا خون بہاتا ہے۔۔۔۔ تعاون اور نجات دلانے میں ساتھ نہیں دیں گے۔ آخر میں آپ کی توجہ اس بھاری مسئولیت اور عظیم حیثیت کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں جس کے وقار کے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح کے مجالس میں شرکت سے احتراز کیا جائے۔

ہمارے مقدس جہاد کا ہدف اور ہماری آرزو اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ اس وقت تک ہمارے عوام اسلحہ نہیں رکھیں گے جب تک انہیں یہ اطمینان نہیں ہوجاتا کہ اب اسلامی حکومت برقرار اور حقیقی اسلامی حکومت کے قیام سے اللہ تعالی کے حدود نافذ ہوگئے ہیں۔

وماذالک علی اللہ بعزیز

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان

یہ ہے انسانی حقوق کے علمبرداروں کا اصلی چہرہ

ولید افغان

بچے کسی بھی قوم کے ہوں وہ بچے ہی ہوتے ہیں۔ بچے محبت کے پیامبر، خوشی کی کلیاں، امن کے پھول، مسرت کے غنچے، سکون وراحت کی علامت، ہر قوم کا بڑا سرمایہ، مستقبل کی امیدوں کا محور، گھر کی زینت اور زمین کا حسن ہوتے ہیں۔ بچے جہاں بھی ہوں معصوم ہوتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ دشمنی اور نفرت کیا ہوتی ہے؟ عداوت، کینہ اور حسد کیسے جنم لیتا ہے؟ ویرانی، تباہی، بربادی اور خونریزی کی آندھی کیسے اٹھتی ہے؟ بستے بستے شہروں پر بڑے بڑے بم کیوں گرائے جاتے ہیں اور بے شمار انسانوں کی زندگیاں کیوں لی جاتی ہیں؟ قتل وغارت کے طوفان کیونکر امڈتے ہیں؟ اور انسانی قیمتی خون کی ندیاں کس مقصد کی خاطر بہائی جاتی ہیں؟۔

سینے میں دل رکھنے والے کسی بھی انسان سے بچوں کی مظلومیت برداشت نہیں ہوتی۔ بچوں کی معصومیت اور آنسو بڑے بڑے سنگدل، ہٹ دھرم اور ضدی شخص کے دل کو موم اور جھکنے پر مجبور کردیتے ہیں۔ بچوں کی اس معصومیت کے پیش نظر ہماری شریعت نے دشمن کے علاقوں میں جنگ ہی کے دوران مجاہدین کو دشمن کے بچوں کے قتل کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ اور دشمن کے مقابلے کے لئے مجاہدین کا لشکر بھیجتے ہوئے ہر خلیفہ راشد نے مجاہدین کو اسلام کی ان تعلیمات پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

لیکن نہیں! یہودی قوم، آج کا مغرب اور خصوصاً امریکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ان کے عمل سے ظاہر ہے کہ ان کے دل مسلمان قوم اور مسلمانوں کے معصوم بچوں کی نفرت، عداوت، بغض، کینہ اور حسد کے جذبات سے بھرے ہوئے ہیں۔

حسب معمول اس برس بھی "انسانی حقوق" کا عالمی دن دنیا بھر میں بڑے ہی جوش وخروش سے منایا گیا۔ انسانی حقوق کے خود ساختہ اور نام نہاد ٹھیکداروں نے اس حوالے سے دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے بڑی بڑی تقریبات اور سیمینارز منعقد کئے۔ اقوام عالم کی تحفظ کے ضامن ادارے "اقوام متحدہ" کے جنرل سیکرٹری بانکی مون نے تمام ممالک میں ہونے والی حقوق انسانی کی پامالیوں کا جائزہ لینے کی رسمی بات کی۔ مگر افسوس! انہیں، حقوق انسانی کے عالمی نام نہاد ٹھیکداروں، یورپین یونین اور عالمی ادارے حقوق انسانی کمیشن کو برما، عراق، فلسطین، پاکستان کے قبائلی علاقہ جات اور ہمارے وطن عزیز میں انسانی حقوق کا جنازہ اٹھتا ہوا دکھائی نہیں دیا۔

سب جانتے ہیں کہ جب سے امریکہ اور دیگر مغربی ممالک نے ہمارے ملک پر قبضہ جما کر رکھا ہے تب سے لے کر آج تک انہوں نے اس ملک اور اس سے ملحقہ قبائلی علاقوں کو جہنم بنا رکھا ہے۔ جہاں ہر روز بسنے والے انسانوں کے حقوق کو امریکی درندہ صفت فوجی اپنے بوٹوں تلے روندتے ہیں۔ اور کوئی قانون، انسانی حقوق کی کوئی عالمی کمیشن اور دنیا کی کوئی عدالت انہیں ان مظلوم افغانی مسلمانوں کے ساتھ روا رکھنے والے اس ظلم وسربریت سے نہیں روک سکتی، نہ ہی آج تک کبھی روکنے کی کوشش کی ہے۔ روکنا تو در کنار کبھی ان درندوں کے خلاف صدائے حق بھی بلند نہیں کی گئی۔

ایسے لگتا ہے کہ ان عالمی اداروں نے تمام مسلمانوں خصوصاً افغان مجاہد اور حریت پسند قوم کو کچلنے اور انہیں دبانے کی خاطر امریکیوں اور اس کے دیگر اتحادیوں کو ظلم اور وحشت کے تمام طریقے آزمانے کی مکمل آزادی اور کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔

گھروں پر بمباریوں اور ڈرون حملوں میں بوڑھوں، عورتوں اور بچوں سمیت کثیر تعداد میں بے گناہ عوام کا شہید ہونا، تاریک راتوں میں گھروں پر چھاپے، چھاپوں کے دوران خواتین اور بچوں کو وحشت زدہ کرنا اور جوانوں کو شہید یا قیدی بنانا تو افغانستان میں معمول کے وہ جرائم ہیں جن کا نہ کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی یہ بڑے جرائم آج کے جرائم کے زمرے میں آتے ہیں اب بات بڑھتے بڑھتے معصوم افغان بچوں کے امریکی فوجیوں کی حراست میں حبس بے جا میں رکھنے تک آپہنچی ہے

محترم قارئین کو معلوم ہوگا کہ امریکی غاصب افواج مان گئے ہیں کہ 200 کی تعداد میں افغان بچے جنگ کے دوران قید کرلئے گئے ہیں۔ یہ معلومات امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے اقوام متحدہ کی جانب سے بچوں کے حقوق کے جینوا کونشن کی چار سالہ رپورٹ میں پیش کئے ہیں۔ اس رپورٹ میں امریکہ نے اعتراف کیا ہے کہ ان بچوں کو بگرام ایئر فیلڈ کی جیل میں 2008 سے بطور دشمن قیدی حراست میں رکھا گیا تھا۔ جن میں سے بیشتر بچوں کو افغان حکومت کے حوالے کردیا گیا ہے۔ تاہم کچھ بچوں کو ابھی تک بگرام جیل میں قید رکھا ہوا ہے۔

دوسری طرف انٹرنیشنل جسٹس نیٹ ورک کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر "ٹینا ایم فوسٹر" کا کہنا ہے کہ رپورٹ کے برعکس بگرام جیل میں اس وقت بھی سینکڑوں

نہیں بلکہ ہزاروں بچے قید ہیں۔ جنہیں امریکی فوج نے صرف اس لئے حراست میں رکھا ہوا ہے کہ یہ بچے میدان جنگ سے دور رہیں..... لیکن ان بچوں کی حالت قابل افسوس ہے کیونکہ دوران قید ان بچوں کی ذہنی اور جسمانی حالت پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی بلکہ نو عمر بچوں کی قید کی بین الاقوامی قانون کے برعکس انہیں ایک سال سے زائد عرصہ سے قید میں رکھا ہوا ہے جو انتہائی تشویشناک بات ہے۔ اس معاملے کا ایک تشویشناک پہلو یہ بھی ہے کہ ان بچوں پر کسی قسم کے جرم کے ارتکاب کا الزام بھی نہیں اور نہ ہی ان بچوں کو کسی محاذ پر لڑتے ہوئے گرفتار کیا گیا ہے۔ ٹینا ایم فوسٹر کا مزید کہنا ہے کہ باگرام جیل کے دورے کے موقع پر میں نے دیکھا کہ امریکی افواج کی جانب سے قیدی بنائے جانے والے بچوں کی تعداد 200 سے بہت زیادہ ہے جن میں 11 اور 12 سال کے بچے بھی شامل ہیں۔ امریکی افواج نے مجھے ان قیدی بچوں کے صحیح عمر کے اندراج کی اجازت نہیں دی۔

اس طرح انسانی حقوق کی ایک اور تنظیم "امریکن لبرٹی یونین" برائے انسانی حقوق کے ڈائریکٹر "جمیل داکوار" نے بھی اس حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ بگرام جیل میں امریکی افواج کے پاس قید افغان بچوں کی عمریں محض دس سے چودہ سال کے درمیان ہیں۔

امریکی کتنے جھوٹے ہیں؟ آپ اس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس حوالے سے 2008 میں پیش کی گئی رپورٹ میں امریکی افواج کی جانب سے عراق میں پانچ سو عراقی بچوں اور افغانستان کے بگرام جیل میں محض دس بچوں کی حراست ظاہر کی گئی تھی لیکن اب خود امریکہ کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے اقوام متحدہ کی جانب سے بچوں کے حقوق کے جینوا کونشن کی چار سالہ رپورٹ میں اعتراف کیا ہے کہ 200 افغان بچوں کو بگرام جیل میں 2008 سے بطور دشمن قیدی حراست میں رکھا گیا تھا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح 2008 میں محض 10 بچوں کی حراست کی بات آج جھوٹ ثابت ہوئی تو آئندہ محض 200 قیدیوں کی بات بھی جھوٹ ہی ثابت ہوگی اور سب جان جائیں گے کہ اصل تعداد رپورٹ میں بتائی گئی تعداد سے کئی گنا زیادہ تھی۔

بہرحال تعداد جو بھی ہو اگر بات ظلم کی ہے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ایک تو دنیا کے کسی بھی قانون کی رو سے 11 سے 12 سال کی عمر کا بچہ مجرم نہیں بن سکتا۔ پھر جب کہ ان بچوں پر نہ تو کسی جرم کے ارتکاب کا الزام ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی بچہ محاذ پر لڑتے ہوئے گرفتار کیا گیا ہے۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ جب پاکستان میں ملالہ نامی ایک بچی پر حملہ ہوا تھا تو پورا یورپ اور امریکہ ملالہ کے سوگ اور ملال میں ڈوب گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے ملالہ پر حملہ پوری انسانیت پر حملہ ہوا اور اس حملہ سے پوری دنیا کا امن خطرے میں پڑ گیا ہو۔

بات اگر ظلم کی مذمت کی ہو تو یہ فی نفسہٖ اچھی بات ہے لیکن ظلم کو ہر حال اور ہر مقام پر ظلم کہنا چاہئے۔ اس کے لئے الگ سے پیمانے اور معیار نہیں بنانے چاہئیں۔ افسوس! کہ مغرب اس بارے میں منافقت کا شکار ہے۔ جب پاکستان کو مزید مصائب و مسائل سے دوچار کر کے بدنام کرنا اور پاک آرمی کو وزیرستان میں الجھانا مقصود تھا تو ملالہ کو مظلوم ثابت کرنے کے لئے یورپی میڈیا کئی دن تک چیختا چلاتا رہا۔ اس کے برعکس نہ تو برما کے انتہائی بے دردی سے قتل کئے جانے والے چالیس ہزار مسلمانوں، غزہ کے حالیہ حملوں میں سینکڑوں کی تعداد میں زخمی اور شہید ہونے والے بچوں کی مظلومیت پر کسی نے واویلا کیا نہ کسی نے اسرائیلی وحشت کی مذمت کی اور نہ ہی اس درندگی کی روک تھام کے لئے کسی نے عملی قدم اٹھایا۔

اور اب افغان بچوں کے حوالے سے بھی مغربی دنیا امریکی وحشت کے بارے میں منافقت کی چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ 200 تو بہت بڑی تعداد ہے اگر مغرب کے صرف 2 بچے بھی کسی اسلامی حکومت یا اسلامی تنظیم کی جانب سے اس قسم کے ظلم کے شکار ہو جاتے تو یقیناً مغربی میڈیا، حکومتیں اور نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیمیں پوری دنیا کو سر پر اٹھا لیتے اور مسلمانوں کو درندہ صفت، ظالم اور وحشی کہہ کہہ کر واویلا مچاتے۔ لیکن جب ہزاروں مسلمان بچوں کے خلاف امریکی وحشت کی بات آجاتی ہے تو یہ تمام کے تمام شیطان اخرس بن جاتے ہیں۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ امریکہ نے ان بچوں کو دنیا کے کس قانون کے تحت قید میں رکھا ہے؟ بچپن ہی میں ان کی آزادی کیوں سلب کر دی گئی؟ اس بارے میں امریکہ نے کیوں دنیا کے مسلم اصولوں کو پامال کیا؟ طویل مدت کے لئے ان بچوں کو تعلیم سے محروم کیوں رکھا گیا؟ کیا یہ تعلیم پر حملہ نہیں؟ کیا یہ سب بچے مل کر بھی ملالہ کی مظلومیت تک نہیں پہنچتے؟ اور سب سے اہم یہ کہ امریکہ اتنی بڑی وحشت پر نادم کیوں نہیں اور اس سے باز کیوں نہیں آجاتا؟ یہ ہے انسانی حقوق کے علمبرداروں کا اصلی چہرہ.............

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
إن في الجنة مائة درجة أعدها الله للمجاهدين في سبيل الله، ما بين الدرجتين كما بين السماء والأرض، فإذا سألتم الله فاسألوه الفردوس، (فتح الباری ج۶ ص۹)
جنت میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے ۱۰۰ منزلیں تیار کر رکھی ہیں، اور ہر دو درجات کے درمیان زمین آسمان کا فاصلہ ہے، چنانچہ جب تم اللہ سے دعا مانگو تو "فردوس" کے حصول کی دعا مانگا کرو۔

امریکی غرور اور طالب کا ایمانی عزم

مصطفیٰ بابکر خیل

اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب دنیا ہے اور وقت کیسے رنگ بدلتا ہے۔ جس طرح ہوا اور موسم میں اچانک تغیر آجاتا ہے۔ شفاف فضا کچھ ہی دیر میں بدل کر ابر آلود ہو جاتی ہے، گہرے بادل اور طوفانی بارشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں سب کچھ پھر سے اپنی حالت پر آجاتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عظمت اور وحدت کی نشانیاں ہیں۔ تغیرات ہمارے لیے عبرت سے کم نہیں ہیں، اس پر تحقیق اور خوب غور ہونا چاہیے کیوں کہ دنیا کا نظام اللہ تعالیٰ نے بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔

ان تغیرات کی طرح کچھ دیر کے لیے افغانستان کے حالات پر بھی سوچتے ہیں، گزشتہ چند سالوں میں جو تبدیلیاں ہوئیں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے رکھوں۔ آج سے گیارہ سال قبل جب صلیبی لشکر افغانستان پر حملہ آور ہوئے اور اسلامی نظام حکومت کا صرف اس جرم کی بنیاد پر خاتمہ کر دیا کہ اس نے اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کو پناہ دی ہے۔ اور اسلامی شریعت کو آئین بنایا ہے۔ فاسفورس اور کاربٹ بم برسائے گئے، طالب اور مجاہد تو رہے ایک طرف، داڑھی اور پگڑی بھی جرم بن گئی، محض داڑھی اور پگڑی کے جرم میں لوگ گوانتاناموا اور دیگر جیلوں میں ڈالے گئے۔ ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ ان لوگوں سے طالب کا زندہ رہنا برداشت نہ ہوتا تھا، وہ برملا یہ نعرہ لگاتے "طالبان کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کریں گے۔ طالبان ٹیررسٹ ہیں انہیں سزا ملنی چاہیے۔ طالبان دہشت گرد ہیں انہیں مار دینا چاہیے۔" اس طرح اور بہت سارے متکبرانہ نعرے تھے جو ان دشمنوں کی زبان پر ہوتے تھے۔

چند سال گزرنے پر جب عوامی مزاحمت مضبوط ہونے لگی، غیر ملکی جارحیت پسندوں پر مجاہدین کے ہلاکت خیز حملوں کا آغاز ہو گیا، غیر ملکیوں کے ساتھ ان کے افغانی محافظ فوجیوں پر حملے ہونے لگے۔ کچھ علاقے ان کے ناپاک قدموں سے پاک ہونے لگے تو پھر ان کے موقف میں کچھ نرمی آئی اور کہنے لگے: "طالب کا کوئی ایڈریس نہیں ہم کس طرح ان سے بات چیت کریں۔ کبھی کہتے طالبان میں سے کچھ اچھے ہیں اور کچھ برے، کبھی طالبان کے درمیان شدت پسند اور معتدل کے نام سے تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور مذاکرات کا جھوٹا پروپیگنڈا کرنا شروع کیا۔

لیکن جب جنگ ارگ [صدارتی محل] اور امریکا کے سفارت خانوں تک پہنچ گئی اور مجاہدین کابل کے اہم مقامات اور ملک کے کونے کونے میں دشمن پر قہر الٰہی بن کر برسنے لگے۔ دوسری طرف مجاہدین نے سیاسی میدان میں نکلنے کا ارادہ کیا تو دشمن کے قدم اور بھی لڑکھڑانے لگے۔ تب دشمن نے افغانستان سے انخلاء کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ اس سے کابل حکومت پر بھی انتہائی منفی اثر پڑنے لگا۔ اب آپ دیکھ رہے ہیں کابل حکومت کا صدر در بدر پھرتا ہے، انتہائی نرمی اور سفارتی لہجے میں بات کر رہا ہے۔ وہ مذاکرات کے ذریعے تباہی سے بچنے کے راستے تلاش کر رہا ہے۔

قارئین آپ کو یاد ہو گا چند سال پہلے جب کرزئی اسلام آباد کے دورے پر گیا تو اپنے ساتھ ڈیڑھ سو افغان طالبان کی لسٹ بھی لے کر گیا جو ان کی زعم میں دہشت گرد تھے اور پاکستان میں چھپے ہوئے تھے۔ کرزئی چاہتا تھا اپنے افغان باشندے انکے ذریعے گرفتار کروائے اور مظالم کا نشانہ بنائے۔ وہ مزید ہمہ جہت انٹیلی جنس تعاون بھی چاہتا تھا۔ آج وہی کرزئی وہاں جاتا ہے اور اپنے آقاؤں امریکا اور نیٹو کے بارے میں شکوے شکایت کرتا ہے۔ پھر انہیں فوجی افسروں سے خطاب کے دوران { جن کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے افغانستان کی زمین پر تجاوز کیا ہوا ہے } بجائے اس کے کہ ان ہزاروں راکٹ حملوں کا حساب لیں جو کابل حکومت کے دعوے کے مطابق کنڑ اور دیگر افغان علاقوں پر گرائے گئے تھے۔ مزید افغانوں کو ایذا پہنچانے کے لیے تعاون مانگ رہے ہیں۔ راکٹ حملوں پر آنکھیں بالکل بند کیے رکھیں اور اس کی جگہ نیٹو افواج پر تنقید کی تاکہ مخاطب فوج کو خوش کیا جا سکے۔ واشنگٹن جاتے ہیں تو کہتے ہیں مجاہدین کے ٹھکانے پاکستان میں ہیں ان کا خاتمہ ہونا چاہیے، اسلام آباد جاتے ہیں تو کہتے ہیں نیٹو اور امریکا سے زیادہ تو آپ ہمارے لیے بہتر ہیں

بقیہ صفحہ نمبر 21 پر ملاحظہ فرمالیں۔

فرانس کے شہر شانٹیلی [Chantilly] میں 20۔21 دسمبر 2012ء
کو افغانستان کے متعلق منعقد ہونے والی تحقیقی کانفرنس میں
امارت اسلامیہ افغانستان کے سیاسی دفتر کے ارکان
مولوی شہاب الدین دلاور اور ڈاکٹر محمد نعیم کے پیش کردہ مقالے کا متن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین علی آلہ و أصحابہ أجمعین۔

سب سے پہلے سٹریٹجک ریسرچ فاونڈیشن اور فاونڈیشن کے صدر کیمیل گرانڈ کا شکریہ ادا کرتے ہیں، کہ انہیں افغان عوام کی خوشحالی اور سکون کے لیے انسانی ہمدردی کا احساس ہے اور اس بارے میں انہوں نے عملی قدم بھی اٹھایا ہے۔ خصوصا یہ کہ انہوں نے امارت اسلامیہ کو اپنا نقطہ نظر واضح کرنے کا موقع فراہم کیا۔ اسی طرح ان تمام فریقوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں کوششیں کیں۔

افغانستان کی آئندہ حکومت میں سیاسی طاقت کا توازن:

امارت اسلامیہ افغانستان آئندہ اسلامی حکومت میں طاقت کے توازن یا حکومت میں تمام افغان فریقوں کے اشتراک کے متعلق حسب ذیل صفات سے متصف آئین کی تدوین ضروری سمجھتی ہے۔

1۔ سب سے پہلے آئین کی تدوین:

آج کی دنیا میں ہر خود مختار ملک اور نظام حکومت اپنے داخلی و خارجی معاملات کے نظم و ضبط کی درستگی کے لیے ایک مکمل اور واضح قانون ضروری سمجھتی ہے۔ تاکہ اس کے دائرے میں رہتے ہوئے عوام کو خوشحالی اور ترقی کا راستہ دکھایا جاسکے۔ قانون کے حدود میں ہر شخص کو اپنے فرائض اور ذمہ داری معلوم ہو۔ آئین ہر ملک کی ایک ایسی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ اس کے بغیر کسی بھی ملک کے عوام کی ارتقاء اور ترقی کا عمل پیچیدگیوں کا شکار اور تنگ ہو جاتا ہے۔ آئین کی تدوین سے افغانستان کے ہر فرد کی ذاتی، معاشرتی، مدنی اور سیاسی حقوق کی نظم و ضبط ہو جائے گی اور برادر اقوام کو بغض اور تعصب سے پاک عادلانہ حقوق مل جائیں گے۔

حکومت اور عوام کے درمیان تعلق کا رشتہ واضح ہو جائے گا۔ مملکت کے تینوں ستونوں کے درمیان طاقت کا توازن قائم ہو جائے گا۔ طرز حکومت، حکومتی تشکیلات اور اختیارات کا تعین ہو گا۔ حکومت کو بین الاقوامی دنیا میں افغانستان کی داخلی و خارجی سیاست کے بارے میں افغان عوام اور عالمی دنیا کی تائید حاصل ہو جائے گی۔

یہ وہ اسباب ہیں جن کے باعث امارت اسلامیہ اپنے ملک کے غیور عوام کی ترقی، خوشحال زندگی اور بہبود کے لیے ایک ایسی بنیادی آئین ضروری سمجھتی ہے جس کی عمارت اسلام کے مبارک دین کے اصولوں، ملکی مفادات، تاریخی خصوصیات، اور حقیقی انصاف کی بنیادوں پر قائم ہو۔ انسانی شرف، قومی مصلحتوں اور انسانی حقوق کا ضامن ہو۔ ملکی سرزمین کی آزادی، اور ملک کے سارے عوام کے تمام تر حقوق کا محافظ ہو۔ اس کا کوئی پیرا یا شق ایسا نہ ہو جو اسلامی اصولوں، قومی مفادات اور افغان روایات کے خلاف ہو۔ اس طرح کے ایک آئین کے برکت ہی سے آئندہ حکومت میں سیاسی طاقت کے توازن اور حکومت میں تمام افغان فریقوں کے اشتراک کے لیے زمین ہموار ہو جائے گی۔

ہم واضح طور پر کہتے ہیں ایسا آئینی مسودہ حریت کی آزاد فضا میں افغان دانشوروں کی جانب سے لکھا جائے گا۔ پھر عوام کی تائید کے لیے عوام کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ افغانستان کا موجودہ آئین اس لیے قابل اعتماد نہیں کہ وہ B52 جیسے جنگی طیاروں کے سائے میں بنایا گیا ہے۔

2۔ 2014 کے انتخابات:

ہمارے خیال میں سال 2014ء کے انتخابات افغانستان کے کشمکش کے حل کے لیے زیادہ مفید نہیں ہیں، اس لیے کہ ان انتخابات کی منصوبہ بندی غیر ملکی جارحیت کے

دوران ہوئی ہے اور جارحیت کے دنوں میں ہی ان کا انعقاد ہوگا۔ اس لیے اس کا نتیجہ بھی سابقہ انتخابات سے مختلف نہ ہوگا۔ سب نے دیکھ لیا کہ 2004ء اور 2009ء کے انتخابات نے افغان عوام کی بے چینی میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہی کیا ہے۔ نام نہاد عوامی جرگے کے انتخابات بھی دو مرتبہ ہو چکے ہیں مگر بجائے اس کے کہ قوم کے مسائل حل ہوں حالات اور بھی خراب ہو چکے ہیں۔ یہ سب اس لیے کہ انتخابی قوانین، حکومت اور فوج سب غیروں کی خواہشات اور مطالبات کے گرد مدار میں گردش کرتے ہیں۔

افغان عوام کی خواہشات اور ضرورتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ان انتخابات نے نہ صرف افغانستان کا مسئلہ حل نہیں کیا بلکہ کٹھ پتلی حکومت کو حاصل مغربی حمایت اور بھی کھل کر سامنے آگئی۔ بہت زیادہ دھاندلی کی گئی۔ ووٹ بکس غائب ہوگئے۔ حلف اٹھانے کی تقریبات تاخیر اور بدنظمی کا شکار ہوئیں۔ عوامی جرگے کی افتتاحی تقریب کے انعقاد میں کئی ماہ کی تاخیر ہوئی۔

3۔ امارت اسلامیہ:

امارت اسلامیہ سرزمین افغانستان کے اوپر ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ یہ مملکت عزیز میں ایک بحال اور فعال نظام کا نام ہے۔ اس کی ساری حکومتی کارروائیاں اور گورننس کا نظام فعال ہے۔ ملک کے اکثر حصوں میں قابل توجہ کامیابیاں ملی ہیں۔ ملک کے اکثر حصوں میں عوام امارت اسلامیہ کی عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔ اس کا فعال سیاسی کردار سیاسی دفتر کی شکل میں ساری دنیا کے سامنے ہے۔ ہماری یہاں موجودگی اسی سیاسی فعالیت ہی کی ایک مثال ہے۔ ہمارے تعلیمی معاملات بھی ملک کے اکثر حصوں میں امارت کے تعاون سے روبہ ترقی ہیں۔

امریکا کے ورغلانے پر 40 سے زیادہ ممالک نے ہماری سرزمین پر جارحیت کی ہے۔ گیارہ سال سے زائد کا عرصہ ہوتا ہے امارت اسلامیہ نے غیر ملکی جارحیت کے خلاف واضح جہادی مزاحمت جاری رکھی ہے۔ ملک عزیز کی آزادی، دین اور ناموس کے دفاع کی خاطر بے انتہا قربانیاں دی ہیں اور دیتے رہیں گے۔ امارت اسلامیہ نے جارحیت سے قبل ملک کے 95 فیصد سے زیادہ حصے پر امن وامان کی صورتحال کو کنٹرول کیا ہوا تھا۔ عوام کو غیر مسلح کردیا تھا۔ بارودی اور نشہ آور مواد کا مکمل خاتمہ ہو چکا تھا۔ امارت اسلامیہ نے ملک عزیز کی سرحدوں کی حفاظت کی۔ عوام کے لیے امن وامان کے ساتھ تعلیم، روزگار اور آزاد تجارت کی راہیں ہموار کیں۔ بلکہ ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ امارت اسلامیہ نے اپنے گذشتہ دور میں وہ ترقیاتی کام کیے جو مغربی دنیا اپنی بے پناہ معاشی اور دفاعی قوت کے باوجود نہ کر سکی۔

امیر المومنین ملا عمر مجاہد حفظہ اللہ تعالی نے اپنے پیغاموں میں بار بار تاکید کی ہے کہ "طاقت اور اقتدار کو منحصر کرنا ہماری خواہش نہیں۔ ہم اپنے ملک میں تمام افغانوں کی مشترکہ حکومت تشکیل دینا چاہتے ہیں"۔ انہوں نے اپنے سیاسی مخالفین سے بار بار جارحیت کے خاتمے کے لیے مدد مانگی۔ امیر المومنین اپنے مخالفین کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، وہ افہام وتفہیم پر اصرار کرتے ہیں اور وطن کے ناموس کی دفاع کے لیے ان سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ ان کی اخلاص نیت اور سیاسی بصیرت کی واضح دلیل ہے۔

2۔ افغانستان کا استقلال:

اللہ تبارک وتعالی نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ استقلال اس کی فطرت کا حصہ ہے۔ کوئی بھی انسانی معاشرہ آزادی اور استقلال کے بغیر اقتصادی، سیاسی، تہذیبی اور تعلیمی میدانوں میں ترقی نہیں کر سکتا۔ اسے اپنے استعداد، موجودہ ماخذ اور محنت کے ثمرات سے فائدہ اٹھانے کا اختیار بھی حاصل نہیں ہوتا۔ آزادی اور استقلال سے محبت افغانوں کی مٹی میں ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ افغانوں نے انتہائی فخر اور پورے ولولے سے قیمتی جانوں اور مصلحتوں کی قربانیاں دیں۔ گزشتہ دہائیوں میں جارحیت کے خلاف جو بھی معرکے لڑے گئے اور جو تحریکیں اٹھیں وہ سب استقلال کی خاطر تھیں۔ اس ہدف کے حصول کی خاطر نہ کسی جارح کی معاشی، فوجی اور سیاسی قوت سے خائف ہوئے ہیں اور نہ ہی ان کی بے کسی اور سخت حالات اس راہ کے حائل بنے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملک کو ایک بار پھر فطری ترقی اور وقار عطا کریں تو لازمی ہے کہ افغانستان کا استقلال اس کو واپس لوٹا دیں۔ جارحیت کا خاتمہ کریں تاکہ افغان عوام زندگی کے ہر شعبے میں اپنے مفادات اور حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کر سکیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ ملک اور وطن کو استقلال کے حصول کے بعد داخلی امن وامان اور سرحدوں کی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ضرورت عوام، دین اور ملک کی وفادار فوج اور پولیس سے پوری کی جا سکتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہماری پولیس اور فوج کی قومی محبت اور دینی اصولوں کی روشنی میں تربیت کی جائے۔ لسانی، نسلی اور فرقہ بندی کے تعصب سے انہیں پاک رکھا جائے۔ ان کے ذہن میں صرف استقلال وآزادی کی حفاظت اور عوام کی خدمت ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایسی فوج قومی اور دینی اہداف کی حفاظت نہیں کر سکتی اور نہ ہی ایسی فوج قومی فوج کہلانے کی مستحق ہے۔ ملکی مفادات کی بجائے عوام، دین، اور ملکی مفادات کے خلاف استعمال کی جائے گی۔ اسی لیے افغانستان کی فوج کا وجود جتنا ضروری ہے اتنی ہی اسکی اصلاح اور صحیح تربیت کا اہتمام ضروری ہے۔

افغانستان اقتصادی اعتبار سے انتہائی کمزور ملک ہے۔ اس میں اتنی سکت نہیں کہ طویل مدت کے لیے کثیر اخراجات کے مصارف رکھنے والی فوج رکھے۔ اخراجات بھی اتنے کثیر جو داخلی مصارف سے کئی گنا زیادہ ہوں۔ اس لیے کہ اس صورت میں حکومت اس بات پر مجبور ہوگی کہ فوجی اخراجات پورے کرنے کے لیے قرض دینے والے ممالک کی سخت شرائط اور بعض حالات میں غیر معقول مطالبات پورے کرے۔ سارے عوام سود کے بوجھ تلے دب جائے گی آخر کار ملک اقتصادی بحران کا شکار

ہو کر رہ جائے گا۔اسی لیے بہتر یہ ہوگا کہ تمام افغان ملک کی حفاظت کا فریضہ ادا کریں۔ اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ آج کی دنیا میں مضبوط دفاعی نظام کے بغیر ملک میں امن اور خوشحالی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ہر وقت دوسروں سے خطرے کا احساس رہتا ہے۔اسی لیے تو خود مختاری اور آزادی کے حصول کے بعد افغانستان کو زمینی فوج کے ساتھ مضبوط ہوائی فوج بھی رکھنی چاہیے تاکہ ہمارا ملک اور ہمارے عوام مطمئن اور پر اعتماد رہیں۔ پھر بھی ہم کہتے ہیں ملک کی خود مختاری بنیادی شرط ہے ۔اس لیے کہ جارحیت کے دوام کی صورت میں پھر یہ ساری قوت اپنے عوام کے خلاف اور غیروں کے مقاصد کے لیے استعمال ہوگی۔ گزشتہ دہائیوں میں ہم نے دیکھ لیا کہ سیاسی بنیادوں پر بنائی گئی فوج ہمیشہ جارح خارجی قوتوں کی طرح عوام کے مد مقابل کھڑی ہوئی اور کئی المناک واقعات کا سبب بنی۔

کسی ملک کی دائمی خوشحالی کے لیے طاقتور فوج کے ساتھ دیگر ممالک خصوصا پڑوسی ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات ضروری ہیں۔اس میں شک نہیں کہ کسی ملک کے مسائل کا اثر پڑوسی ملک پر ہوتا ہے۔اسی طرح کسی ملک کی ترقی اور خوشحالی کا اثر بھی اس کے پڑوس پر پڑتا ہے۔افغانستان بھی اس سے مستثنی نہیں۔ لیکن جس طرح ہر ملک کے لیے اس کے ملی مفادات اور عوامی خواہشات زیادہ مقدم ہوتے ہیں اسی طرح ہمارے لیے بھی ہمارے ملکی مفادات اور عوامی خواہشات اولیت رکھتی ہیں ۔ انہیں دو چیزوں کو سامنے رکھ کر افغانستان کو دیگر ممالک کے ساتھ دو طرفہ احترام اور دوستی کا رشتہ رکھنا چاہیے ۔ اقتصادی، علمی، تہذیبی اور معاشرتی تمام شعبوں میں اسلامی اصولوں کی روشنی اور قومی مفادات کے تحفظ کو سامنے رکھ کر دو طرفہ تعاون کرنا چاہیے۔

3 ۔ افغانستان مں دایمی امن کیسے قایم ہو:

امارت اسلامیہ کا آغاز عوام کی خوشحالی کے لیے ہوا:

امن اور خوشحالی اللہ تعالی جل جلالہ کے تمام مخلوق کا ایک فطری مطالبہ ہے۔ انسان کے لیے تو خاص طور پر امن زیادہ ضروری ہے۔ آج کا انسان ترقی یافتہ بن چکا ہے، قتل وغارت کے لیے نئے سے نیا ہتھیار ایجاد کر چکا ہے۔ ہلکے ہتھیار سے لے کر کیمیائی اور ایٹمی ہتھیار تک انسان کے ہاتھ میں آچکے ہیں۔ اسی لیے سب زیادہ اس وقت انسان کو صلح جوئی اور امن کی ضرورت ہے۔اور اسے آج کل سب سے زیادہ کوششیں امن اور صلح کے لیے کرنی چاہییں۔

امارت اسلامیہ نے صلح اور خوشحالی کے لیے جو سب کا ہدف ہے، بے دریغ قربانیاں دی ہیں۔ بلکہ دراصل امارت اسلامیہ کے مجاہدین اٹھے ہی صلح اور امن کے لیے تھے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ امارت اسلامیہ سے قبل افغان عوام کو بڑے بڑے مسائل کا سامنا تھا، خانہ جنگی اور بدامنی کی شرح سب سے اونچے درجے پر پہنچی ہوئی تھی۔ عوام کی جان اور مال محفوظ نہ تھی۔ ملک کو تقسیم اور تجزی کا خطرہ تھا۔اسی لیے تو امارت اسلامیہ کی قیادت نے اللہ جل جلالہ کی نصرت اور عوام کے تعاون سے بے دریغ قربانیاں دے کر اس خطرناک صورتحال کا ایسا خاتمہ کیا کہ کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور ملک کی بدامنی اور خانہ جنگی کو امن اور خوشحالی میں بدل دیا۔

واقعہ گیارہ ستمبر کے نام پر افغان عوام کے امن کا خاتمہ:

امارت اسلامیہ نے ملک کے 95 فیصد حصے پر امن قائم کیا ہوا تھا۔اس سے عالمی وعلاقائی اور خصوصا اپنے عوام اور ملک کے بارے میں امارت اسلامیہ کی احساس ذمہ داری کا پتہ چلتا ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ غاصب جارحیت پسندوں نے افغان عوام کو اس نعمت سے محروم کردیا۔اور اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس گیارہ سالہ جنگ میں افغان عوام کو بدامنی دینے کے ساتھ ساتھ بے انصافی اور فساد کو ترویج دی ۔

قتل وغارت کا بازار گرم رکھا۔خون کی ندیاں بہادی گئیں۔افغان عوام سے جیلیں بھردی گئیں ۔ گلی محلوں میں بچے، خواتین ، بوڑھے اور نوجوان قتل کردیے گئے۔ زندگی خواتین کا سب سے اہم اور بنیادی حق ہے اس حق سے خواتین کو محروم کردیا۔افغانستان اور اس کے پڑوسی ممالک کے درمیان دشمنی کی بیج بودی گئی۔

اس ناروا یلغار کے نقصانات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

1۔افغانستان پر جارحیت اور امن وامان کی صورتحال کا خاتمہ۔
2۔افغانستان کے عوام پر ایک غلط اور منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث حکومت مسلط کرنا۔
3۔ متحد ومتفق افغان عوام کی بے شمار فرقہ وارانہ ، لسانی، قومی، سیاسی اور مذہبی تعصبات کی بنیاد پر ٹکڑوں میں تقسیم۔
4۔منشیات کا پھیلاو، حالانکہ امارت اسلامیہ نے اپنے دور میں اس مسئلہ کا مکمل خاتمہ کردیا تھا۔
5۔بے شمار انسانی حقوق کی پامالی، جن میں سب سے اہم خواتین کی زندگی اور مستقبل ہے۔ بعض قابل اعتماد تحقیقی رپورٹوں کے مطابق ہر سال ہزاروں خواتین مختلف قسم کی زیادتیوں کا شکار ہوتی ہیں، حتی کہ سینکڑوں خواتین اپنی زندگی کی بازی تک ہار جاتی ہیں۔

اتحادیوں کے پاس قیام امن کے لی کوئی واضح روڈ میپ نہیں:

خارجی ممالک اور کابل حکومت امن اور مذاکرات کے لیے سنجیدہ نہیں۔نہ سنجیدگی سے مذاکرات کے اصول اور اہداف قبول کرنے کو تیار ہیں۔ اگر جارح قوتیں واقعتا مذاکرات پر یقین رکھتیں تو ابتداء ہی میں امارت اسلامیہ کی معقول پیشکش قبول کرلیتیں۔ طاقت سے پہلے مذاکرات آزمالیتے، اگر مذاکرات نتیجہ خیز نہ

ہوتے تو جنگ ایک آخری آپشن تھا مگر انہوں نے پہلے ہی جنگ کا راستہ اپنایا۔

اب بھی یہ لوگ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ۔ ایک طرف تو کہتے ہیں مذاکرات ہونے چاہئیں۔ دوسری طرف جن لوگوں پر پابندی عائد ہے اس فہرست میں نئے نام ڈال رہے ہیں۔ ایک طرف کہتے ہیں ہم افغانستان سے نکل رہے ہیں دوسری طرف اسٹریٹجک معاہدوں کے بہانے اپنی جارحیت کو طول دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ خود غیر ملکی غاصبوں کو معلوم ہے کہ کابل حکومت کسی طرح بھی افغان عوام کی میزبانی کا حق نہیں رکھتی، پھر بھی افغان عوام کے مستقبل کا سودا انہیں کے ساتھ کرتے ہیں۔

کابل حکومت ایک بے صلاحیت اور بے اختیار حکومت ہے۔ ان کے سامنے اور ان کے ذریعے ہی افغان عوام پکڑے اور جیلوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ ان کے تعاون اور ان کی حمایت سے خارجی دشمن تمام قوانین، روایات اور اصولوں کو توڑتے ہوئے افغان عوام کے گھروں پر انتہائی بے باکی سے چھاپے مارتے ہیں۔ بچے، بوڑھے اور خواتین جو گہری نیند سو رہے ہوتے ہیں انتہائی بے رحمی سے قتل کیے جاتے ہیں۔ مگر یہ لوگ ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر پاتے۔

کابل حکومت کے کچھ اقدامات سے لگتا ہے کہ وہ مذاکرات کے لیے تیار نہیں۔ اسی لیے تو مذاکرات کے لیے ان کے پاس کوئی واضح روڈ میپ اور پالیسی نہیں۔ ایک طرف کہتے ہیں ہم امن چاہتے ہیں دوسری طرف دسیوں مجاہدین روزانہ شہید یا قید وبند کی صعوبتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ گاؤں اور گھروں سے ہجرت پر مجبور کیے جاتے ہیں۔ ایک طرف مذاکرات کے نعرے لگتے ہیں دوسری طرف مجاہدین کو تمام عالمی قوانین کے برخلاف پھانسی دی جاتی ہے۔

کبھی کہتے ہیں ہم امارت اسلامیہ سے بات چیت کریں گے کبھی کہتے ہیں ہم پاکستان سے مذاکرات کریں گے۔ اس طرح کا مبہم رویہ کسی طرح بھی مفید نہیں ہو سکتا۔

درحقیقت یہ لوگ مصالحت کے نام پر مجاہدین سے ہتھیار ڈلوانا چاہتے ہیں۔ اسلحہ ڈال دو، جارحیت کے سائے میں بنے آئین کو تسلیم کر لو، آؤ ہمارا حکم مانو، ہم کچھ بھی نہیں کہیں گے۔ کیا یہی مصالحت ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ افغانستان کے مجاہد عوام نے گیارہ سال تک بے دریغ قربانیاں جارحین کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے لیے دی تھیں۔ اس لیے دی تھیں کہ کوئی ان کی جان کی ضمانت دے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی مصالحت کے لیے اخلاص اور واضح روڈ میپ نہیں۔

مصالحت کے مقابلے میں پروپیگنڈا:

وہ اسباب وعوامل جن کے باعث مذاکرات تعطل کا شکار ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک زہریلا منفی پروپیگنڈا ہے جس کے ذریعے ملک میں حقائق کو بدل کر دکھایا جاتا ہے۔ امریکا کے خلاف جاری جہاد کے خلاف طرح طرح کے پروپیگنڈے کیے جاتے ہیں۔ کبھی اس کا سلسلہ پڑوسیوں سے جوڑتے ہیں، کبھی اسے علم اور ترقی کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ کبھی مجاہدین پر عوام کے قتل کا الزام لگایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ثبوت کے لیے ان کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں۔ وہی پرانی گھسی پٹی باتیں ہیں جن کا بار بار تکرار کیا جاتا ہے۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کے ارکان اپنے اسلامی و قومی موقف کے باعث ملک بھر کی جیلوں میں تشدد کا شکار اور شہید کیے گئے۔ بلکہ ملک سے باہر بھی اسی طرح کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ کیا اس طرح کا موقف رکھنے والے کسی کے غلام ہو سکتے ہیں؟

امارت اسلامیہ کے سربراہ عالی قدر محترم امیر المومنین حفظہ اللہ نے اپنے عید کے پیغاموں میں تعلیمی اداروں کی تباہی اور عوامی مقامات پر دھماکے نہ کرنے کے متعلق امارت اسلامیہ کے مجاہدین کو واضح ہدایات دی ہیں جو ذرائع ابلاغ پر بھی آ چکا ہے۔ مجاہدین اس پر عمل کر رہے ہیں۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کچھ انٹیلی جنس ادارے کچھ ناگوار قسم کے واقعات میں ملوث ہو رہے ہیں۔ پل تباہ کرتے ہیں، طالبات پر تیزاب پھینکتے اور سڑک کے کنارے عام لوگوں کی گاڑیوں پر بم دھماکے کرتے ہیں۔

کابل حکومت نے امارت اسلامیہ کے امیر کا موقف مد نظر رکھے بغیر ہمیشہ اس طرح کے واقعات کا الزام امارت اسلامیہ پر لگایا، اس طرح کے واقعات کے ذریعے امارت کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کیا۔ اور ان تحقیقات کے نتائج بھی روک دیتی ہے جس میں یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ کام امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے نہیں انٹیلی جنس نے کیا تھا اور کر رہے ہیں۔ ان لوگوں میں یا تو حقائق بیان کرنے کی جرأت نہیں اور یا ان کا مفاد حقائق چھپانے میں ہے۔

یہ سب اس لیے کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے امارت اسلامیہ عوام اور دنیا بھر میں بدنام ہو جائے گی اور ان کے اقتدار کے دن کچھ اور طویل ہو جائیں گے۔ اس طرح کے غیر معقول اقدامات میں حقائق اور مصالحت قربان ہو جاتی ہے۔ اگر یہ سلسلہ یونہی جاری رہا تو اس کا نقصان مصالحت، مذاکرات اور افغان عوام کو ہو گا۔

کابل حکومت اور اس کے اتحادیوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ٹیکنیک اور حربے جس نے گزشتہ دس سالوں میں عوام کو امن نہیں دیا، بلکہ اور بھی بدامنی کے شعلوں میں دھکیل دیا، ان کا حق پامال کیا، غاصبوں کے قیام کو مزید طول دیا اب بھی یہ حربے کامیاب نہیں ہوں گے۔

حقیقی مصالحت کیسے ہوگی؟

دراصل افغانستان مسئلہ دو انتہاؤں پر مشتمل ہے، ایک بیرونی اور دوسری داخلی۔ بیرونی انتہا خارجی اور غیر ملکی لوگ ہیں اور داخلی انتہا افغان عوام ہیں۔ ان دونوں کے اتفاق اور عوامی خواہشات کے مطابق ایک آزاد اور خود مختار اسلامی نظام قائم کیا جائے جو انصاف، استقامت، ترقی، معاشی بہتری اور خوشحالی کا ضامن ہو۔ یتیموں کے آنسو پونچھے اور عوام کے زخموں پر مرہم رکھے۔ امارت اسلامیہ دیگر

کوششوں کے ساتھ اسلامی نظام اور حقیقی امن کے قیام کے لیے جدوجہد کررہی ہے اور انہیں انسانی زندگی کی اہم ضرورت سمجھتی ہے۔اور اس حوالے سے چند ذیلی نکات امارت کے نزدیک انتہائی اہم ہیں۔

1۔ واقعی امن کے لیے عوامی خواہشات کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ پہلے قدم کے طور پر جارحیت کا خاتمہ کرنا ہوگا جو سارے عوام کا مطالبہ ہے۔ اس لیے کہ سارے مسائل اسی سے ہی جنم لیتے ہیں۔ جارحیت پسندوں اور اس کے اتحادیوں کو یہ بات ماننی پڑے گی کہ کوئی بھی قوت عوامی قوت کا خاتمہ نہیں کرسکتی اور نہ ہی مسئلے کا خاتمہ غیر قانونی اور غیر ذمہ دارانہ اقدامات سے ہوگا۔

2۔اسلام ہمارا دین ہے، جو ملک کی اقتصادی ترقی،اجتماعی انصاف اور قومی یکانگت کا ضامن ہے۔ ملک میں ایک خودمختار اسلامی نظام کے علاوہ کوئی اور نظام مسائل کا خاتمہ نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ افغان عوام اسلامی نظام کے علاوہ کوئی اور نظام قبول ہی نہیں کرتے۔ انہوں نے تیس سال کی قربانیاں اسی مقصد کے لیے ہی دی ہیں اور دے رہے ہیں۔

3۔ امن اور مصالحت کے لیے صداقت اور نیت کا ٹھیک ہونا ضروری ہے۔ ذاتی مفادات کی بجائے عام مصلحتوں اور قومی مفادات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ سچائی اور اخلاص کے ذریعے مصالحت اور امن کی جانب قدم اٹھایا جاسکتا ہے، دھوکے اور جنگ کے ذریعے نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں جب ہم صلح کی جانب قدم اٹھاتے ہیں کابل حکومت کی جانب سے ٹیکنیکی برخورد سامنے آتا ہے۔ وہ ایسے اقدامات کرتے ہیں جس سے مذاکرات بھی ناکام ہوں اور انہیں مصالحت کے مخالف بھی نہ سمجھا جائے۔ جس طرح قطر میں امارت اسلامیہ کی جانب سے امن مذاکرات کے لیے دفتر کھولنے کے موقع پر کابل حکومت نے امریکی اشارے اور اس کے تعاون پر دوحہ سے اپنا سفیر واپس بلالیا تھا۔

4۔امارت اسلامیہ کے امیر عالی قدر امیر المومنین حفظہ اللہ نے گزشتہ عید کے پیغام میں واضح طور پر کہا تھا کہ سیاسی کوششوں کے لیے سیاسی دفتر کی شکل میں ہمارا صرف ایک چینل ہے۔ اور اس کا ہم نے سب سے اعلان کردیا ہے۔ لیکن پھر بھی کابل حکومت صلح کی کوششیں سبوتاژ کرنے کے لیے ایسے لوگوں سے رابطہ کرتی ہے جنہیں امارت اسلامیہ نے متعین نہیں کیا۔ اور پھر مذاکرات ناکام کرنے کا الزام بھی امارت اسلامیہ پر لگاتے ہیں۔ صلح اور مصالحت شطرنج کا کھیل نہیں کہ دونوں فریق ایک دوسرے کو زیر کرنے کی فکر میں ہوں۔ مصالحت ایک مشترکہ ذمہ داری ہے اور حقدار کو حق دینے کا ایک راستہ ہے۔ صلح اور مذاکرات کو اسی نظر سے دیکھنا چاہیے اور اسی مقصد کے لیے ہی زمین ہموار کرنی چاہیے۔

5۔امارت اسلامیہ ان تمام شہری تنظیموں کو خوش آمدید کہتی ہے جو افغان عوام کی خدمت کے لیے کمربستہ ہوں۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں افغانی وانسانی کرامت کے محافظ ہوں۔

6۔ خواتین کے حقوق اور خواتین کے کردار کے متعلق امارت اسلامیہ کا روڈ میپ واضح ہے۔ امارت اسلامیہ زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کے ان تمام حقوق کا خود کو ضامن سمجھتی ہے جو اسلام کے مبارک دین نے انہیں دیے ہیں۔ عورت کو شوہر پسند کرنے کا اختیار ہے، ملکیت کا حق ہے، میراث کا حق اسے حاصل ہے، اسے علم حاصل کرنے اور کام کرنے کا حق ہے۔ امارت اسلامیہ خواتین کے ان حقوق کی حفاظت اس طرح سے کرے گی کہ ان کا جائز حق بھی پامال نہ ہو اور نہ تعلیم اور روزگار کے نام پر انسانی کرامت اور اسلامی تعلیمات کی بربادی ہو۔

7۔ مصالحت اور مذاکرات کے پیش نظر مذاکرات کے لیے ایسے عناصر کا انتخاب ضروری ہے جو صلح کے تقدس کے قائل ہوں۔ جو ملک میں مصالحت پر یقین رکھنے والوں کی حیثیت سے معروف ہوں۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہوں کہ مصالحت اور مذاکرات افغان عوام کی بنیادی ضرورت ہے نہ کہ خارجی عناصر کے فرمائشی دستور کی حیثیت سے۔

8۔ مصالحت کے لیے عملاً جنگ کی جگہ بات چیت کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔ اب بھی کابل حکومت اور اس کے دوست اس کوشش میں ہیں کہ مجاہدین پر دباؤ بڑھادیں تاکہ ان کی مرضی کے مطابق مذاکرات ہوں۔ یقیناً اس سے صلح کی راہ میں بڑی رکاوٹیں کھڑی ہوں گی۔

9۔جب تک مجاہدین جیلوں میں ہیں اور وہاں ان پر تشدد ہوتا ہے اس وقت تک واقعی مصالحت ممکن نظر نہیں آتی۔

10۔ امارت اسلامیہ دنیا کے ساتھ دوطرفہ تعاون اور دوطرفہ احترام کے ساتھ معاملہ چاہتی ہے۔ نہ پہلے کسی کو نقصان پہنچایا اور نہ اب پہنچارہی ہے اور نہ آئندہ کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور نہ کسی کو اجازت دیتی ہے کہ وہ افغانوں کی سرزمین کسی کے خلاف استعمال کرسکے۔

آخرمیں عالمی دنیا سے مصالحت کے بارے میں چند مطالبات:

1۔ تمام منصف ممالک، عوام، سوسائٹیاں، تنظیمیں اور خاص طور پر علماء کی عالمی تنظیم، اسلامی کانفرنس، اسلامی ممالک اور عوام جارحیت کے خاتمے کے لیے مظلوم افغان عوام کے ساتھ تعاون کریں۔ تاکہ یہ بڑی رکاوٹ درمیان سے ہٹ جائے اور بین الافغانی تفاہم کے لیے راہ ہموار ہوجائے۔

خاص طور پر اقوام متحدہ کے رکن ممالک سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فلسطین کے عوام کی طرح مظلوم افغان عوام کی مدد کے لیے ان شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔ جس طرح وہاں کوئی دباؤ اور طاقت کی پرواکیے بغیر فیصلہ کیا گیا افغان عوام کے حق میں بھی ایسا منصفانہ موقف اختیار کرے۔ تاکہ اس طرح ایک طرف مظلوموں کی مدد ہو دوسری طرف ظالم سمجھ جائیں کہ اب ان کی طاقت اور ظلم کو مزید فرصت نہیں ملے گی۔ شاید اس طرح سے وہ مظالم سے باز آجائیں۔

3۔امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو جو مختلف ناموں سے یہاں آئے ہیں انہیں افغان عوام کے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے اپنے فوجوں کو نکال دینا چاہیے ۔ مظلوم افغانوں کے قتل، قید وبند اور تکالیف سے باز آجائیں۔اور ان کے ساتھ ایسا تعاون کریں جس سے عوام میں امن اور خوشحالی کی فضا پیدا ہو۔

اس حوالے سے فرانس حکومت کے اقدامات قابل تحسین ہیں ، فرانسیسی فوج کی طرح سارے ممالک اپنے عوام کے مطالبات اور مفادات کا خیال رکھیں۔جس طرح اپنے عوام کے لیے انہیں بلائیں، بدامنیاں ، بے انصافی ، فساد اور شر، پسند نہیں دوسرے ممالک کے عوام کے لیے بھی انہیں یہ چیزیں پسند نہیں کرنی چاہیئیں۔

3۔ خصوصا ان ممالک کے عوام سے مطالبہ کرتے ہیں جن کی حکومتوں نے ان کی مرضی کے بر خلاف ان کے بیٹے افغانوں کی قتل کے لیے یہاں بھیجے ہیں۔ کہ وہ فرانسیسی عوام کی طرح اپنی حکومتوں پر دباو ڈالیں تاکہ ہمارے ملک سے اپنی فوجیں نکال دیں۔

4۔امارت اسلامیہ کو پھر سے آزادی ملنی چاہیے۔عالمی دنیا تک اپنے آواز پہنچانے کے لیے ان کے ساتھ تعاون ہونا چاہیے ،تاکہ دنیا اور دنیا والوں تک اپنا موقف اور اپنا مطالبہ اپنی زبان سے اور روبرو پہنچائیں۔ بین الاقوامی سوسائٹی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ امارت اسلامیہ کے تمام ارکان کو سہولیات مہیا کی جائیں اور مشکلات درمیان سے ہٹائی جائیں

ہم جاپان حکومت اور دوشیشا یونیورسٹی کے ذمہ داران کا شکریہ ادا کرتے کہ انہوں نے امارت اسلامیہ کو یہ موقع فراہم کیا کہ اپنا موقف دنیا والوں کو بالمشافہ پہنچائیں۔ اور اب اسٹریٹجک ریسرچ فاونڈیشن کے ذمہ داروں اور تمام متعلقہ طبقات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں امارت اسلامیہ سے تعاون کیا۔دیگر ممالک کو بھی حقائق کے ادراک کے لیے اس سلسلے میں مفید اقدامات کرنے چاہیئیں۔

5۔عالمی ذرائع ابلاغ سے توقع ہے کہ افغان عوام کی حقیقی آواز عالمی دنیا تک پہنچادیں ۔زمینی حقائق معروضی طریقے سے لوگوں کے سامنے رکھیں اس لیے کہ یہ ان کی ایک انسانی ذمہ داری اور صحافتی اصولوں کا مطالبہ ہے۔

ومن اللہ التوفیق

●●●

امریکی غرور اور طالب کا ایمانی عزم

اور دہشتگردوں کو تو نیٹو نے مضبوط کیا ہے۔

اب سب کو معلوم ہے کہ غیروں کے بل بوتے پر حکمرانی کرنے کا انجام کتنا خطرناک ہوتا ہے۔امریکا اور اس کے اتحادی آج پے در پے افغانستان نکلنے کے بہانے تلاش کر رہے ہیں لیکن افغانی فوجیوں کے متعلق مجھے یقین نہیں ہے کہ جس طرح انہیں ہیلی کاپٹروں میں بٹھا کر اپنے ساتھ لائے تھے اسی طرح اپنے ساتھ لے بھی جائیں۔

آج وہی متکبر امریکا اور کابل کی بے اختیار حکومت اپنے وفد پاکستان بھیج رہی ہے اور طالبان قیدیوں کی رہائی کے لیے لسٹیں ان کے حوالے کر رہے ہیں اور اس خام خیالی میں مبتلا ہیں کہ طالبان اب اپنے خیالات سے ہٹ گئے ہوں گے۔اور کابل حکومت یا امریکا سے صلح کرلیں گے۔یہی وجہ ہے کہ اگر ایک طرف ہزاروں مجاہدین مشترک دشمن کی جیلوں میں گوانتانامو، بگرام، پل چرخی اور دیگر بدنام زمانہ اندرونی وبیرونی جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں اکثر ان میں سے شہید ہو رہے ہیں تو دوسری طرف جہادی محاذ دن بدن مضبوط ہو رہے ہیں۔مجاہدین دشمن سے صلح اور مصالحت کو یک جنبش لب رد کر رہے ہیں۔ایک سچے اور حقیقی مجاہد کی پہچان یہی ہے کہ ہر وقت وہی راستہ اپناتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے پسند کیا ہے۔

ان گیارہ سالوں میں ہزاروں مجاہدین اپنے دین اور زمین کا دفاع کرنے کے جرم میں گرفتار یا شہید ہوچکے ہیں اور آج تک کرزئی حکومت اور اس کے اتحادیوں کی جیلوں میں ہیں۔ان کے حکم پر ہی ان کو پھانسی دی جاتی ہے۔کیا پھر بھی ان سے صلح یا صلح اور مصالحت کی توقع کی جاسکتی ہے۔

اوقات اور حالات کے بدلنے میں اللہ تعالی کی حکمت یہی ہے کہ حالات کے تغیر سے اپنا ایمان اور اپنا موقف تبدیل نہ کریں۔افغانستان کے مجاہد عوام ان لوگوں سے کیسا سلوک کریں گے جن کی رہنمائی میں بمباریاں اور آپریشن ہوتے رہے ،لوگوں کے گھر تباہ ہوتے رہے ،انکے رشتے دار اور اہل خانہ شہید یا قید ہو رہے تھے۔اور وہ آخر تک غاصبوں کی ہمنوائی سے باز نہ آئے۔

کابل حکومت اور فوج کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ خارجیوں کی موجودگی کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔اور نہ غاصب فوج ان کی حکمرانی کو دوام دینے کا باعث بن سکتی ہے اگر اپنے عوام کے خلاف خارجیوں کی مدد کے لیے تیار نہ ہوتے تو آج ہر کس وناکس کے دروازے پر کھڑا نہ ہونا پڑتا۔نہ افغانی تفاخر پامال ہوتا۔ان فوجیوں کو اب بھی اپنی فکر کرنی چاہیے اور غاصبوں کی مدد چھوڑ کر مجاہدین کی صفوں میں کھڑا ہونا چاہیے ۔تاکہ غلامی کا مردود لقب ان سے ہٹ جائے اور ان کی بداعمالیوں کا جبیرہ ہوسکے۔

جہاد مسلمانوں کی سربلندی اور باعزت زندگی کا واحد ضامن ہے۔اسلامی شریعت کا قیام صرف جہاد ہی سے ممکن ہے۔ دشمن جتنا چاہے پروپیگنڈا کرلے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکے مگر مجاہد طالب اپنے عقیدے سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ ان شاء اللہ۔

***

جنگی جرائم

سید سعید

(نومبر)

5نومبر کو صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں اتحادی افواج نے اپنے فوجی اڈے سے میزائل کے گولے داغے جو مذکورہ ضلع کے یتیم گاؤں میں فقیر نام کے گھر میں لگے جس سے ایک خاتون اور ایک بچی شہید جبکہ ایک خاتون اور ایک لڑکی زخمی ہوئی۔

5نومبر کو اتحادیوں نے صوبہ ہلمند ضلع نگی کے زمینداور شاکاریزاور لنڈی کاریز علاقے میں رات کے چھاپے کے موقع پر 5 شہریوں کو شہید کر دیا۔

8نومبر کو قندھار کے ضلع میوند بندی تیمور علاقے میں ایک شہری کو امریکی فوج نے ہیلی کاپٹر سے نشانہ بناکر شہید کر دیا۔

10نومبر کو اتحادیوں نے صوبہ ننگرھار ضلع شیرازدو کے کندمک علاقے میں رات کے وقت چھاپہ مارا اور گھر گھر کی تلاشی لینے میں لوگوں کو مالی نقصان پہنچایا اور ایک غریب شخص کو حراست میں لیکر اپنے ساتھ لے گئے۔

10نومبر کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ سرپل کے صیاد ضلع میں قومی میلشیا نے عام شہریوں کے تین گھروں کو لوٹنے کے بعد جلایا، علاقے میں قومی میلشیا نے لوگوں پر اس کے بعد ظلم کا آغاز کیا جب مذکورہ ضلع کے مزار گاؤں میں ایک بدنام زمانہ کمانڈر [معروف شاہ جنہوں نے سرعام قرآن پاک کی توہین کی تھی] کو قتل کر دیا۔ قومی ملیشیا نے اس کا انتقام لوگوں سے لینے کے لئے ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے

10نومبر کو صوبہ ہلمند ضلع سنگین کے گوبتو گاؤں میں افغان فورسز نے محلے کے امام [ملاحیات اللہ] کو تشدد کا نشانہ بنایا کر شہید کر دیا۔

10نومبر کو قابض فوجیوں نے صوبہ قندوز کے ضلع دشت ارچی کے لغمانوتیپہ علاقے میں ایک شہری کے گھر پر چھاپہ مارا جس میں انہیں کچھ ہاتھ نہیں آیا جاتے ہوئے کئی افراد کو حراست میں لیکر اپنے ساتھ لے گئے۔

11نوبمر کو قابض افواج نے صوبہ قندھار ضلع پنجوائی کے تلکان علاقے میں فقیران گاؤں میں فضائی حملہ کرکے ایک شہری کو شہید کیا

11نومبر کو قابضین نے صوبہ میدان شہر کے پولادخان علاقے میں لالی نام کے ایک دوکاندار کو شہید کر دیا واضح رہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب علاقے میں قابض فوجیوں پر دھماکہ ہوا۔

11نومبر کو اتحادی افواج نے صوبہ تخار ضلع خواجہ غار کے مین چو علاقے میں مقامی لوگوں کے گھروں پر رات کے اندھیرے میں چھاپہ مارا اور گھر گھر کی تلاشی لی جس میں لوگوں کو کافی مالی نقصان پہنچایا اور آخر میں دو افراد کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

12نومبر کو غاصب فوجیوں نے صوبہ میدان وردگ ضلع نرخ کے حیات اور کریمداو علاقوں میں 40 شہریوں کو باغوں، راستوں اور کھیتوں سے پکڑ کر ایک سکول میں بغیر کسی جرم کے گھنٹوں تک قیدی بنائے رکھا۔ اس واقعہ کی تائید صوبائی ترجمان شاہداللہ شاہد نے بھی کی۔

14نومبر کو قابض قوتوں نے صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے ستانی علاقے میں چھاپے کے دوران 8 ملکی افراد کو حراست میں لیکر اپنے ساتھ لے گئے۔

14نومبر کو اتحادی افواج نے صوبہ غزنی کے ضلع دیک کے سنگر علاقے میں چھاپہ مارا اور لوگوں کو شدید مالی نقصان پہنچایا اور ایک شہری کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

20نومبر کو قابض افواج نے صوبہ قندھار کے ضلع شاولیکوٹ کے مختلف علاقوں پر حملہ کیا، گھر گھر کی تلاشی لینے کے موقع پر لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور جاتے ہوئے ملکی افراد جن میں نوجوان اور بوڑھے شامل تھے شہید کر دیا اور ایک شہری کو گرفتار کیا۔

20نومبر کو مقامی ملیشیا صوبہ غزنی کے گیلان ضلع کے شیلہ گاؤں میں سات افراد امام سمیت اٹھاکر اپنے ساتھ لے گئے پھر ان میں سے امام [مولوی ذبیح اللہ جو امام اور مدرس تھا] کو دو مقتدیوں سمیت شہید کر دیا۔

22نومبر کو افغان فورسز نے صوبہ دائکنڈی کے ضلع گزاب میں علاقے سے انخلاء کے بعد 2 افراد کو شہید کر دیا اور 4 گھروں کو آگ لگاکر جلا دیا۔

22نومبر کو صوبہ روزگان ضلع چنارتو کے چنار علاقے میں اتحادی فوجیوں نے چھاپے کے دوران ایک ملکی شہری کو شہید اور دو کو حراست میں لیا۔

22نومبر کو قابضین نے صوبہ کونڑ کے ضلع غازی آباد کے گنگوی گاؤں پر یلغار کے دوران لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور تکالیف دیئے۔ جاتے ہوئے ایک شخص کو شہید کر دیا۔

26نومبر کو غیر ملکی اور افغان فورسز نے صوبہ نیمروز ضلع خاشرود کے خواجہ شردی کے علاقے میں آپریشن کے دوران 3 شہریوں کو حراست میں لیا۔

27نومبر کو اتحادیوں نے صوبہ روزگان ضلع چہار چینو کے گوہر گین ناوہ علاقے میں چھاپے کے دوران ایک شہری کو شہید اور ایک کو تشدد کا نشانہ بنایا۔

27نومبر کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ قومی ملیشیا نے صوبہ لوگر نے صوبائی دارالحکومت کے قریب کمال خیل گاؤں کے امام [ملابشیر] کے گھر پر راکٹ حملہ کیا جس سے اس کے گھر کے ایک حصے کو نقصان پہنچا، اس کے بعد قومی ملیشیا آپس میں لڑ پڑے جس سے دونوں جانب کو جانی نقصان پہنچا، قومی ملیشیا نے اسی علاقے میں صبح ایک اور محلے کے امام [ملاعبدالاحد] کو مسجد سے نکال کر تشدد کے ذریعے شہید کر دیا۔

اقتباسات: {بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو =، افغان اسلامک نیوز ایجنسی، پژواک، روحی، لراوبر، نن ټکی آسیا اور بینوا ویب سائٹس}

DANGER

امارت اسلامیہ افغانستان کا اقتصادی کمیشن

محترم آپ کے علم میں ہے کہ اسلامی ملک افغانستان امریکی جارحیت پسندوں کے قبضے میں ہے۔ مغربی جارح اس لیے افغانستان آئے ہیں تاکہ اس ملک میں ایک روشن اور پاکیزہ اسلامی نظام کا راستہ روکیں۔ ہمارے مسلمان عوام کی دینی اور مذہبی مصالح کا خاتمہ کریں، ہماری آئندہ نسلوں کو اسلام سے برگشتہ کردیں اور سربلند مجاہد افغان عوام کو ہمیشہ کے لیے جارحیت اور غلامی میں رکھیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان ملک کے وفادار فرزندوں پر مشتمل ایک تحریک ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور عوام کے تعاون سے جارحیت کرنے والے کفار کے خلاف قرآنی اور نبوی راہ نمائی میں جہاد کا اعلان کیا ہے۔ جو الحمد للہ پوری کامیابی سے جاری اور منزل کے بہت قریب ہے۔

کافر دشمن نے جہاں ہماری سرزمین پر قبضہ کیا ہوا ہے وہاں ساری اسلامی دنیا کو خطرے کا سامنا ہے۔ اس لیے شرعاً ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے جان و مال سے جارحیت پسندوں کے خلاف جہاد میں حصہ لے۔ امارت اسلامیہ افغانستان جو امت مسلمہ کی جانی ومالی تعاون سے اٹھی ہے اب تک عام مخلص مسلمانوں کے تعاون سے چل رہی ہے۔ روزمرہ کے فوجی اور غیر فوجی مصارف کے باعث انہیں مسلمان بھائیوں کے مالی تعاون کی انتہائی شدید ضرورت ہے۔

یہود و نصاریٰ دنیا کے کونے کونے سے افغانستان میں اپنی شروع کی گئی جنگ کے جیتنے اور جنگ کو مزید طول دینے کے لیے ہمیشہ امداد جمع کرتے رہتے ہیں اور اس مقصد کے لیے بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کراتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی اپنی دینی غیرت کے پیش نظر دین کا دفاع کرنے والے مجاہدین کو بھولنا نہیں چاہیے۔ جانی تعاون کے ساتھ مالی تعاون بھی کرنا چاہیے۔ احادیث کی مشہور کتاب ابوداؤد نے حضرت ابی امامہ الباھلی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نہ جہاد کیا اور نہ کوئی مجاہد تیار کیا اور نہ کسی مجاہد کے گھر کی خیر خبر پوچھی اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سے پہلے ایک سخت عذاب میں پکڑے گا۔ {کتاب الجہاد 22-3}

اس سخت عذاب سے بچنے اور پاکیزہ دین پر غیرت کرکے سخت حالات میں مجاہدین بھائیوں سے تعاون کرنے اور قیامت کے دن کے لیے اجر کا ذخیرہ رکھنے کے لیے امارت اسلامیہ آپ کو دعوت دیتی ہے کہ اپنے مالی تعاون امارت اسلامیہ کے مرکزی اقتصادی کمیشن کے ذمہ داران تک پہنچائیں۔ تاکہ آپ کا تعاون نظم وضبط اور اصولی طریقے پر مجاہدین کی ضروریات میں خرچ ہو۔ اپنے مالی تعاون کے لیے ذیل میں دیے گئے نمبروں پر رابطہ کریں اور مالی جہاد میں اپنے حصہ ڈالیں۔

فون نمبرز

0093772784376

0093798098813

اقتصادی کمیشن

امارت اسلامیہ افغانستان

ایمیل ایڈرس:

Financecm.iea@gmail.com

f_commission@yahoo.com

تحریکِ آزادی ایک فیصلہ کن دوراہے پر!

مولوی ابوبکر صدیق عفی عنہ

برس ہابرس جنگ زدہ رہنے اور خلافت اسلامیہ کا سایہ امت کے سر سے اٹھ جانے کے بعد افغانستان پر طالبان دور حکومت کا وجود مسعود مسلمانوں کے لئے وہ پر مسرت موقع تھا جس کا بیان زبان سے ممکن نہیں ہے۔ لیکن مشیت خداوندی کے مطابق ابھی مؤمنین کی مزید آزمائش اور منافقین سے تطہیر مطلوب تھی کہ عالم کفر نے
قوانین خداوندی کے
نفاذ کی
آماجگاہ "امارت اسلامیہ افغانستان کو مقتل گاہ بناڈالا۔

سابقہ ادوار میں امت پر مجموعی لحاظ سے شاید ہی ایسا وقت آیا ہو کہ کفار و مرتدین کے اتنے بڑے گٹھ جوڑ نے باہم مل کر کسی اسلامی عملداری کو نیست و نابود کرنے کے لیے چڑھائی کی ہو۔ افغانستان میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جانے کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند ہی برسوں میں مجاہدین اسلام نے امیر المؤمنین کی قیادت میں قربانی کی شاندار تاریخ رقم کرتے ہوئے ایک طویل صبر آزما جہادی محنت کے ذریعے کفار کو ناکوں چنے چبوا ڈالے..... آج عالم کفر اور اسکے ہمنواؤں پر یہ حقیقت کھل کر آشکارا ہو گئی ہے کہ اللہ کے سپاہیوں کو جنگ کے ذریعے زیر نہیں کیا جاسکتا نہ ہی لالچ، دھونس دھاندلی کے ذریعے ان میں پھوٹ ڈالنے کی سکیمیں کامیاب ہو سکتی ہیں۔ تو انہوں نے آج کل آخری حربے کے طور پر (مختصراً دیکھا جائے تو) ایک سہ نکاتی ایجنڈے کو کامیاب بنانے کی کوششیں شروع کر رکھی ہیں ۔ ہم ذیل کے مضمون میں اس سہ نکاتی ایجنڈے کی وضاحت، اس کے بھیانک مضمرات اور اس سے بچنے کی تدابیر کے بارے میں کچھ ذکر کریں گے، تاکہ امت مسلمہ خصوصاً طالبان مجاہدین کفار کی تازہ بتازہ سازشوں سے آگاہ رہیں اور کم ہمت یا بددل ہونے کی بجائے ثابت قدمی اور اسلام سے وفاداری کا ثبوت دیں۔

ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب کفر کے بادل چھٹ جائیں گے اور اسلام کا بول بالا ہو گا۔ جس طرح غزوۂ خندق کے موقع پر کفار ملکر حملہ آور ہوئے شکست کھائی اور آیندہ سے مسلمانوں پر اس طرح ملکر حملہ آور ہونے کی انہیں جراءت نہ ہوئی۔ اسی طرح اس فیصلہ کن موڑ پر جوانمردی دکھانے کے نتیجے میں اللہ نے چاہا تو ایسی ہی صورتحال پیدا ہو جائے گی کہ آیندہ کفار اور مرتدین اس طرح مل کر مسلمانوں پر چڑھ دوڑنے کی سکت نہیں رکھیں گے۔ ہمیں اس آیت کو مشعل راہ بنانا ہے، جس میں فرمایا گیا ہے:

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ (14) وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (15) (التوبة)

"ان سے لڑو اللہ تعالیٰ (کا وعدہ ہے کہ) ان کو تمہارے ہاتھوں سزا دے گا اور ان کو ذلیل (و خوار) کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور بہت سے (ایسے) مسلمانوں کے قلوب کو شفاء دے گا اور ان کے قلوب کے غیظ (و غضب) کو دور کرے گا اور جس پر منظور ہو گا اللہ تعالیٰ توجہ (بھی) فرمادے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑے علوم والے اور حکمت والے ہیں۔"

اب آتے ہیں اس سہ نکاتی ایجنڈے کی طرف جس کے بل بوتے پر افغانستان میں دوبارہ اسلامی سلطنت کے قیام کو ناممکن بنانے کے لیے امریکہ اور اس کے حواری پر تول رہے ہیں..... ہم نے کفار کی حالیہ سازشوں کو سمجھنے کے لیے ان کی اسلام دشمن ترکیبوں کو تین نکات میں سمو دیا ہے۔ ہم ہر ایجنڈے کے ذیل میں بالترتیب ہر سازش کی وضاحت، اسکے مضمرات اور ان سے بچنے کی تدابیر بیان کریں گے۔ تاکہ ہم غلط پروپیگنڈے کا شکار نہ ہوں اور اپنے ایمان کی حفاظت یقینی بنا سکیں۔

پہلا ایجنڈا

سازش:

اللہ کے دشمنوں کی سب سے پہلی کوشش یہ ہے کہ ان گیارہ سالہ عظیم الشان قربانیوں، کوششوں، محنتوں کے حوالے سے مجاہدین اور امت مسلمہ میں مایوسی کی فضاء قائم کی جائے (جن کے سبب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہدین فتح کی طرف جا رہے ہیں اور عالم کفر شکست کھا رہا ہے)۔ چوں کہ عوام الناس لڑائی کی طوالت سے پریشان ہوتے ہیں اس لیے اس بات کا پروپیگنڈا زور و شور سے کیا جارہا ہے کہ مزید لڑائی سے کیا فائدہ ہے؟ بھلائی اسی میں ہے کہ دوست اور دشمن دونوں مل بیٹھ کر افغانستان میں امن و امان کے قیام کو یقینی بنانے کی سعی کریں، قطع نظر اس کے کہ مجوزہ امن و امان کا منصوبہ کن خطوط اور کن اشاروں پر ترتیب دیا جارہا ہے؟

مضمرات:

مجاہدین میں کم ہمتی کا فروغ، غیرت اور جذبہ جو امریکی شکست میں کار فرما ہے

اسے سرد مہری کا شکار بنانا تاکہ دشمن کو سنبھلنے یا بھاگنے کا موقع ملے۔اسی طرح اس پروپیگنڈے کی آڑ میں وہ امن و صلح کے نام پر رچائے گئے امریکی ڈرامے کو کامیاب بنا نا چاہتے ہیں،ان کی کوشش ہے کہ طالبان کی مظلومانہ حمایت میں موجود رائے عامہ کو متنفر کیا جائے یا لوگوں کی نظر میں طالبان کو سیاسی سوجھ بوجھ سے عاری محض جنگجوانہ طبیعت کے حامل دکھا کر انھیں بد ظن کیا جائے۔اور مجاہدین کو سماجی طور پر تنہا کر کے اپنی من پسند قیادت کے ہاتھوں افغانستان کو کھلونا بنایا جائے۔

بچنے کی تدابیر:

سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیئے کہ یہ کوئی علاقائی،خاندانی، زمینی، بین الاقوامی طاقتوں کے اشاروں پر لڑی جانے والی یا ذاتی لڑائی نہیں ہے بلکہ جہاد ہے،اور جہاد کا حسن یا اس کی خاصیت جاری رہنا ہے نہ کہ رک جانا،اور جہاد سے مقصود محض کسی مملکت،سلطنت کا حصول نہیں بلکہ اس کا منشا اعلاء کلمۃ اللہ اور دشمنان دین کو دفع کرنا ہے۔لڑائی کی طوالت سے پریشان یا پیچھے ہٹنے کا تو تب سوچا جائے جب اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام نافذ ہو چکا ہو،اللہ کا کلمہ بلند ہو چکا ہو اور دنیا بھر سے کفر کی شوکت ختم ہو چکی ہو۔جب یہ سب کام نہیں ہوئے تو کاہے کی پریشانی یا لڑائی ختم کرنے کی فکر؟ جہاد کا حکم تو تاابد ہے۔ایک حدیث میں ہے:

حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک آدمی آکر کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ لوگوں نے گھوڑوں (کی دیکھ بھال) کو چھوڑ دیا اور اسلحہ رکھ دیا کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اب لڑائی نہیں ہوگی اب جنگ ختم ہو چکی ہے حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے جھوٹ بولا ہے،قتال اور جہاد تو اب شروع ہو گیا ہے،اور میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے راستے میں لڑتی رہے گی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اللہ تعالی کچھ لوگوں کے دلوں کو کفر و باطل کی طرف مائل کرے گا تاکہ اللہ تعالی ان کی وجہ سے مجاہدین کو رزق عطاء کرے،مجاہدین ان کفار سے قیامت تک لڑتے رہیں گے اور ہتھیار نہیں رکھے جائیں گے یہاں تک کہ یاجوج ماجوج نکل پڑیں۔(السنن الكبرى للنسائي » كِتَابُ : الْمَنَاقِبِ » مَنَاقِبُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ)

لہٰذا جنگ کے شروع یا ختم ہونے کی فکر کی بجائے ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم عائد فریضہ کی طرف متوجہ ہوں،باقی نتائج موافق ہوں یا مخالف یہ اللہ تعالی کا معاملہ ہے۔جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ طالبان کو سیاست آتی ہے یا نہیں تو ہر عاقل وبالغ کو یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ دینی سیاست شعائر اللہ اور احکام خداوندی کی حفاظت کا نام ہے اور بے دین سیاست کا مطلب ایسے ہتھکنڈوں کا استعمال ہے جن کے ذریعے مسلمانوں کو بیوقوف بنایا جائے اور کفار کو یقین دہانی کرائی جائے کہ آپ پریشان نہ ہوں،مسلمان ہماری مٹھی میں ہیں۔دینی سیاست والے تو دین کو بچاتے ہوئے خود کو مٹا دیتے ہیں اور بد دینی کے سیاستدان احکام قرآن کو بھی ذبح کرنے سے دریغ نہیں کرتے،چاہے عدم تشدد کے نام پر فریضۂ جہاد کو ساقط بھی کرنا پڑے تو یہ کر گذرتے ہیں۔

الحمد للہ طالبان کو سیاست دینی تو آتی ہے اور ثم الحمد للہ باری تعالی نے انھیں سیاست بد دینی سے بچا رکھا ہے۔اب آپ ہی سوچیئے اس میں پریشانی کی کوئی بات ہے کہ جنگ لمبی ہو گئی؟ کب تک لڑیں گے؟ شاید دوبارہ اسلامی حکومت آئے گی بھی یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔بس اللہ کی طرف متوجہ ہو جایئے اور کام میں لگے رہیے۔

[illegible]

سازش:

جغرافیائی لحاظ سے دنیا بھر کے مجاہدین گروہوں کے مختلف محاذوں پر برسرپیکار ہونے کے باوجود افغانستان کے معاملے میں فکری،نظریاتی اور عملی لحاظ سے ایک موقف اور ایک طاقت ہونے اور مجاہدین کے سواد اعظم کا امیر المؤمنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی زیر قیادت متفق ہونے اور افغانستان کے دنیا بھر میں "جہادی محور" کی حیثیت سے مرکزیت حاصل ہونے کے سبب عالم کفر انتہائی غم والم میں مبتلا ہے۔مجاہدین کے اس اتحاد یا یکجہتی کو ہر طرح سے سبوتاژ کرنے کی عالم کفر و نفاق کی طرف سے ہر ممکن سعی کی جا رہی ہے؟ کسی مخصوص گروہ کی حمایت یا مخالفت سے ان کا مقصود کسی مجموعے کی خیر خواہی نہیں بلکہ صرف اور صرف مجاہدین کے درمیان اختلاف و افتراق کا بیج بونا ہے تاکہ افغانستان میں طوائف الملوکی کا دور دورہ ہو اور افغانستان سے باہر مجاہدین کی بدنامی کا سامان پیدا کیا جاسکے۔

مضمرات:

اس ایجنڈے میں کامیاب ہونے سے ماضی کی بڑی بڑی جہادی تحریکوں کی طرح امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی زیر قیادت مجاہدین کے اجتماع میں تفرقہ پیدا کرنا ممکن ہو جائے گا،اور دنیا بھر میں جہادی روح کی بیداری اور امت کی دوبارہ اٹھان کو بزور قوت دبانے کی راہ ہموار ہو جائے گی۔جس کے نتیجے میں آئندہ صدیوں تک امت میں مقاومت وجہاد کا دوبارہ تصور ناممکن ہو جائے گا۔نتیجتاً نفاذ اسلام کی جدوجہد کا ہدف روبہ عمل نہ آسکے گا۔اور امت مایوسی و ناامیدی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرے گی۔

بچنے کی تدابیر:

اولاً تو یہ چاہیے کہ اپنے تعلقات کو شرعی بنیادوں پر استوار کیا جائے،اللہ تعالی کے حکم "انما المؤمنون اخوۃ" کو مشعل راہ اور امیر کی اطاعت کو حرز جان بنایا جائے، اور جہادی مجموعوں کے باہمی منازعات کا حل ذاتی ترجیحات کی بجائے دینی احکامات کے مطابق عمل میں لایا جائے۔ہر ممکن ایک دوسرے کی غیبت سے گریز کیا جائے،

اس سے باہمی منافرت پیدا ہی نہیں ہوگی۔ متعین مقاصد واہداف کی تکمیل میں دل و جان سے لگ جانے سے کفر کی یہ بیہودہ سازش ان شاء اللہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو پائے گی۔ ہمیں بہر صورت دشمن کو باور کرانا ہے کہ ہم امیر المؤمنین کی قیادت میں، عالمی امریکی استعمار کے مقابلے میں "بنیان مرصوص" یعنی سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کی کوشش ہونی چاہیے کہ ہمارا ذرہ برابر عمل بھی جہادی ذمہ داریوں اور تعلیمات سے متصادم نہ ہو، ان شاء اللہ جہاد بند کرانے یا ختم کردینے کی سوچ بھی دفن ہو جائے گی۔

تبصرہ

سازش

پہلے دو حربوں میں امریکہ اور اس کے حواریین کو مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہونے کی وجہ سے انھوں نے ایک پرانا حربہ نئے انداز میں پروان چڑھانا شروع کیا ہے۔ اور یہ حربہ تصور جہاد کی مسخ یا تبدیل و تحریف کی نذر کرنا ہے۔ اپنی اس مذموم سازش کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے وہ دو خطوط پر کام کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو وہ یہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں کہ اگر جہاد سے طالبان کا مقصود امن کا قیام ہے تو امن کے عمل میں شریک کیوں نہیں ہوتے؟ ان کا امن و صلح کی کوششوں میں شریک نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لوگ افغانستان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں۔ (حالانکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ دشمن نے امن کے لیے کبھی سنجیدہ کوشش کی ہی نہیں ہے۔ وہ تو آیا ہی افغانیوں کی تذلیل اور ان کی تباہی کے لیے ہے۔ اولاً تو اس کا منصوبہ من چاہی حکومت ہے، اگر بس نہ چلے افغانستان کے حصے بخرے کرنا اس کا مطلوب و مقصود ہے)۔ دوسری طرف وہ مختلف سطح پر علمی مباحثے، مناقشے اور کانفرنسیں منعقد کراتے ہیں، جہاں افغانستان سے ہمدردی کے نام پر تجاویز کے ڈونگرے برسائے اور مگرمچھ کے آنسو بہائے جاتے ہیں، تاکہ افغان صورتحال کو من پسند رنگ دے کر اپنے مطلوبہ نتائج کے حصول کے لئے راہ ہموار کی جائے۔ دنیا کے سامنے ایسی تصویر کشی کی جاتی ہے کہ افغانستان میں امن وامان کے لیے ماحول انتہائی سازگار ہے، اگر کوئی مسئلہ ہے تو طالبان کا ہے، اگر وہ مان جائیں تو افغانستان جنت نظیر بن سکتا ہے۔ (حالانکہ ہر فرد بشر کے علم میں ہے کہ افغانستان کا اصل مسئلہ امریکا ہی ہے، جس کے پیسوں اور اشاروں پر ایسی مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں، جہاں امریکی مظالم کے تذکرہ کی بجائے، طالبان کی جارحیت کا رونا رویا جاتا ہے)۔

مضمرات:

اس ایجنڈے کا سب سے بڑا ہدف اہل علم اور دانشمند طبقہ میں جہادی مقاومت اور فکر کی حوصلہ شکنی ہے۔ یہ لوگ دنیا والوں کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم تو مذاکرات کے لیے تیار بیٹھے ہیں، یہ طالبان کی ہٹ دھرمی ہے کہ وہ مذاکرات کی میز پر نہیں آتے۔ یہ پراپیگنڈا کرتے ہوئے دشمن لوگوں کو مذاکرات کی روح یعنی امریکی تسلط کی بات کیے بغیر حکومت میں شریک ہونے کا حکم قبول کرنا جیسی منحوس کارستانیوں سے لاعلم رکھتا ہے تاکہ لوگ مذاکرات کے حقیقی مطلب یعنی ہمارا حکم مانو سے ناآشنا ہیں اور اہل حل و عقد میں طالبان کا محض لڑائی پسند ہونا مشہور کیا جائے۔ اگر کسی خاص موضوع پر طالبان سے مذاکرات ہو بھی رہے ہوں تو اسے اس انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ اس کی زد براہ راست مزاحمت پر پڑے، تاکہ مجاہدین کا زور توڑا جاسکے۔

بچنے کی تدابیر

بہت عرصے بعد امت کو یہ یقین آچلا ہے کہ تبدیلی کا حقیقی منہج جلسے جلوس نہیں بلکہ جہاد و قتال ہے۔ دنیا کو یہ مطلب مجاہدین نے رسالوں اور ویڈیوز کے ذریعے نہیں، اپنے پاکیزہ خون کے دریا بہا کے سمجھایا ہے۔ سوائے مومنین کے کسے یقین تھا کہ امریکہ جیسے فرعونِ وقت اور اس کے ظالم حاشیہ برداروں کے چنگل سے افغانستان کو آزادی نصیب ہو پائے گی؟... کسے گمان تھا کہ چند نہتے لوگ ایک بے خانماں امیر کی معیت میں افغانستان کو باطل کا قبرستان بنا ڈالیں گے؟.... جب مسلمانوں نے دیکھا کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف اللہ کی راہ میں ثابت قدمی دکھانے اور دفع ظلم کے لیے نازل کردہ اللہ کے حکم جہاد کرنے ہی کی وجہ سے ممکن ہوا ہے تو دنیا میں تبدیلی کی لہریں اٹھ کھڑی ہوئیں، لوگوں نے طاغوتوں سے بغاوتیں کر ڈالیں اور دنیا میں غلامی کی زنجیریں ٹوٹنا شروع ہو گئیں۔

ظاہر ہے کہ عالم کفر کو ہرگز یہ منظور نہیں کہ اس کا تسلط کمزور ہو، اس لیے جس وجہ سے عوام الناس میں یہ تحاریک پیدا ہوئی ہیں ان سے توجہ ہٹانے کے لیے طالبان کو مذاکرات کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ لوگوں کے ذہن میں یہ بٹھا دیا جائے کہ طالبان کے لیے انتالڑ کر بھی مذاکرات کے بغیر چارہ نہیں تو تم کس کھیت کی مولی ہو۔ مذاکرات کا نام لے کر ایک طرف تو لوگوں کو اندھیرے میں رکھا جاتا ہے اور دوسری طرف افغانستان میں ظلم کا بازار گرم کیا جاتا ہے، حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ اگر یہ اتنے ہی مذاکرات چاہنے والے ہوتے تو ظلم بند نہ کرتے؟

ہمیں ہر طبقے تک یہ بات پہنچائی جانی چاہیے کہ درحقیقت آج بھی دشمن قتل و غارت، اپنا شیطانی قبضہ اور امت مسلمہ کو اپنے گھر کی لونڈی بنائے رکھنا چاہتا ہے۔ ہمیں دشمن کے مکروفریب اور دھوکہ دہی پر مبنی تمام حربوں کو کھول کھول کر بیان کرنا چاہیے، انہیں باور کرانا چاہیے کہ دشمن نہ تو کل مخلص تھا اور نہ ہی آج مخلص ہے۔ ہمیں مجاہدین کی طرف سے جاری کردہ اعلامیے، ان کا موقف اور ان کی تحریرات بروقت اور موثر انداز میں پڑھے لکھے اور عامی طبقے تک پہنچانی چاہئیں۔ ان شاء اللہ جب مجاہدین کے موقف سے انھیں آگاہی رہے گی تو وہ شکوک وشبہات میں بھی مبتلا نہیں ہوں گے اور کافروں کے پروپیگنڈے میں بھی نہیں آئیں گے نہ مجاہدین کی حمایت میں کمی آئے گی اور نہ ہی ان کا عزم کمزور ہوگا۔

آخری اور اہم بات!

آخری اور اہم بات یہ ہے کہ جن کافرانہ ایجنڈوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ان کی کامیابی کے لیے جو طریقہ اپنایا جارہا ہے اس کا بھی ہمارے علم میں آنا ضروری ہے، تاکہ دشمن کی چال سمجھنے میں آسانی ہو۔ کیونکہ جہاں ایک طرف امریکہ مذاکرات کے راگ الاپتا ہے اور دوسری طرف مظلوم افغانوں کا قتل عام بھی جاری رکھے ہوئے ہے۔ لوگوں تک اس کے مذاکرات کی بات تو پہنچائی جاتی ہے لیکن اس کے مظالم کا تذکرہ نہیں کیا جاتا، حالانکہ مذاکرات سے اس کی غرض صرف اور صرف یہ ہے کہ دنیا کے سامنے اس کے مظالم کا بھیانک چہرہ چھپا رہے۔ میڈیا کے کفری آلہ کار ہونے کی وجہ سے اسے اپنے مشن میں بظاہر کامیابی کی توقع ہے۔ یہ مجاہدین اور مسلمانوں کے ساتھ اس طرح مکر کرنا چاہتے ہیں، مگر ان کے مقابل اللہ بھی تدبیر کر رہا ہے، ان شاء اللہ اللہ کی تدابیر کامیاب ہوں گی۔

اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہے کہ آج تک افغانوں کو دبانے کے لیے امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دھونس، دھاندلی اور لالچ سے کام لیا ہے۔ اور اس کی ان مذموم کوششوں کو باغیرت افغان قوم نے کامیاب نہیں ہونے دیا ہے، اسے سمجھ آگئی ہے کہ افغانی زبردستی یا لالچ سے زیر نہیں کیے جاسکتے، اب اس نے پیار محبت اور نت نئی مراعات کے ذریعے انھیں قابو کرنے کا سوچا ہے۔ اچانک ہی جانی دشمن ، دوست بنتے دکھائی دے رہے ہیں، وہ جو طالبان کے سایے کے بھی خلاف تھے آج ان کے لیے فراشِ راہ بنے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر ہمیں دوست دشمن کی پہچان کرنی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ ہم میں سے کوئی جہاد مخالفین کی سازشوں میں آکر تحریک کے لیے نقصان دہ ثابت ہو، اور ہمیں اللہ تعالی سے دعا کرنی ہے کہ دشمن کی جھوٹی تسلی میں آکر مجاہدین کی قوت کمزور کرنے کی کوئی سازش کامیاب نہ ہو پائے۔ کسی کی نرم خوئی یا ترش روئی ہمیں ہرگز احکام الہیہ سے ہٹنے اور مجاہدین سے محبت میں کمی کا موقع نہ فراہم کرے۔ ہمیں اپنے اندر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین والی صفات پیدا کرنی چاہئیں، جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (29) (الفتح)

" محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں (عموماً) وہ کافروں کے مقابلے میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں، کبھی سجدہ کر رہے ہیں، اللہ تعالی کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں ان (کی عبدیت) کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں سے نمایاں ہیں، یہ (جو) ان کے اوصاف (مذکور ہوئے) توریت میں ہیں اور انجیل میں ان کا وصف یہ (مذکور) ہے کہ جیسے کھیتی اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس کو قوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی اور پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ اپنی (نشوونما) کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی، تاکہ ان کی اس حالت سے کافروں کو جلادے، اللہ تعالی نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔"

آج تحریک آزادی ایک فیصلہ کن دوراہے پر کھڑی ہے، کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ استقامت، متانت، دیانت فراخ دلی اور شجاعت کا مظاہرہ کیا جائے، ہمیں جہاد کرتے ہوئے اور مجاہدین سے تعاون کرتے ہوئے نہ تو خود پر گھمنڈ ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی کمترین کو حقیر سمجھنا چاہیے، ان شاء اللہ مستقبل اسلام ہی کا ہے اور عزت اللہ ہی کے لیے ہوگی۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جہاد..........افضل ترین عبادت

فضل بن زیاد کہتے ہیں کہ:

ایک بار میں نے امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل کو دشمن کا ذکر کرتے سنا۔ دشمن کا ذکر کرتے وہ رو پڑے اور فرمایا: نیکی کا اس سے بڑھ کر کوئی کام نہیں ہے کہ دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔

انھی میں سے ایک او صاحب نے روایت کیا:

دشمن کے مقابلے کے لیے میدان میں آنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں، پھر میدان میں خود آنا سب سے افضل عمل ہے۔ یہی ہیں وہ لوگ جو دشمن سے لڑتے ہیں اصل میں اسلام کا دفاع اور امت کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں کچھ وہ لوگ ہیں جو گھروں میں قید "جنگ کی" مشکلات سے محفوظ ہیں مگر خوف سے ان کی جان نکلی جارہی ہے۔ ان کے پاس زندگی گزارنے کا اپنا کوئی لائحہ عمل نہیں ہے۔

اوباما، امریکہ کے داخلی مسائل اور عالمی امن

سلیم نوری

در حقیقت امریکی زوال کی کہانی کا آغاز اس وقت ہو چکا تھا جب ڈبل بش نے اپنے دور صدارت میں پر پرزے نکالے اور سات سمندر پار آکر غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر قانونی اقدام کر کے افغانستان کے نہتے عوام پر اپنا تسلط جمانے کی کوشش کی۔ ابھی افغانستان پر آگ و آہن کی بارش ختم نہ ہوئی تھی کہ انہوں نے عراق پر اپنے ناجائز قبضے کا آغاز کر دیا۔ ہو سکتا ہے اس بے وقوف کو اب احساس ہو گیا ہو کہ اس نے یہ اقدامات کر کے اپنے ملک اور اپنے عوام پر کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔

سرخ چمڑی والا بش رخصت ہوا تو سیاہ فام اوباما کی باری آئی۔ شروع میں اس نے بھی وہی راستہ اپنایا جو بش نے اپنایا تھا اور وہی پالیسی اپنائی جس پر بش امریکہ کو چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ مگر عوامی دباؤ کے باعث بعد میں اس نے اپنا راستہ بدل دیا۔ بعد میں اس کی کچھ عقل ٹھکانے آنے لگی، اسی لیے تو اس نے مذاکرات کی پیش کش کی ہے اور اس کا مطالبہ ہے کہ مسئلے کا حل مذاکرات کے ذریعے تلاش کیا جائے۔ یہی مذاکرات کی کوششیں اور پر امن پالیسی اپنانے کی کوششیں تھیں کہ حالیہ انتخابات میں ایک بار پھر "سرخ رو" مٹ رومنی "سیاہ رو" ٹھہرا، جبکہ اس کے مقابلے میں اوباما ایسا "سیاہ رو" "سرخ رو" ہو گیا۔

مذاکرات اور صلح جوئی کا راستہ اختیار کرنا اب امریکی عوام کو پسند اس لیے ہے کہ اب امریکی عوام اپنے جھوٹے حکمرانوں کے دھوکوں اور شاطرانہ چالوں سے تنگ آ چکے ہیں۔ امریکی عوام اب مزید اپنے حکمرانوں کی خونخوارانہ اور وحشیانہ پالیسیوں کی خونخواری کا بوجھ اپنے سروں پر نہیں لاد سکتے۔

خدا کرے یہ "سیاہ رو" اپنے عوام سے کیے وعدے پورے کر کے اپنے عوام کی توقعات پر پورا اترے اور لگتا ایسا ہے کہ کافی حد تک مجبوری کے باعث اپنے وعدے پورے کر لیں گے۔ کیوں کہ امریکی اب اپنے نوجوان بیٹوں کے جنازے اٹھاتے اٹھاتے تھک چکے ہیں، ان کا انسانی شعور اب انہیں مجبور کر رہا ہے کہ اس ہوس کا اب اختتام ہونا چاہیے۔

اوبامہ کے حالیہ انتخاب پر دنیا بھر کے ممالک نے انہیں مبارک باد کے پیغام بھیجے اور ہر ایک نے پہل کی کوشش کی۔ سب نے ان کے انتخاب پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ تو اب دنیا کا معمول بن چکا ہے کہ جو بھی صدر منتخب ہوتا ہے سارے ممالک اسے مبارکباد کا پیغام بھیجتے ہیں اور اپنے مفادات کی خاطر اس کے انتخاب پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

ان کے انتخاب پر امارت اسلامیہ افغانستان نے بھی اپنا موقف نشر کیا۔ مگر اس موقف اور دنیا بھر کے پیغامات میں بہت فرق تھا۔ پہلا فرق تو یہ تھا کہ اس میں مبارک باد کا پیغام نہیں تھا دوسرا یہ کہ اس میں اوبامہ کو وہ راستہ دکھایا گیا جس میں خود اس کی بھی، امریکی عوام کی اور ساری دنیا کے مظلوموں کی بھلائی تھی۔ وہ رہنمائی یہ تھی کہ اوبامہ کو چاہیے کہ اب وہ امریکہ کے داخلی مسائل اور کشمکش سے نمٹنے پر توجہ دیں۔ اپنے عوام پر رحم کھائیں۔ مزید خون بہانے اور انسانوں کی بستیاں ویران کرنے سے احتراز کریں۔ اپنے عوام کو عالمی نفرت کا نشانہ نہ بنائیں۔ زبردستی افغانستان کے اگلے موروچوں تک لا کر انہیں اندھا، بہرا، لولا، لنگڑا، ذہنی مریض اور پاگل بنانے کی بجائے اپنے ملک میں ہی امن، سکون اور پوری صحت کے ساتھ رکھیں۔

اور حقیقتاً یہ انتہائی اچھا اور بجا مشورہ ہے۔ اگر اوباما مان جائے اور امارت کے اس مشورے پر عمل کر لے تو یقیناً فلاح میں رہے گا۔ ورنہ اس کا انجام بھی اسی "سرخ رو" بش کی طرح سیاہ روئی ہی ہو گا۔

آج میں نے لندن سے چھپنے والے عالمی روزنامہ الحیاۃ میں پڑھا کہ وینزویلا کے صدر ہوگو شاویز نے بھی اوبامہ کو بعینہ وہی مشورہ دیا تھا جو امارت اسلامیہ نے دیا تھا۔ موصوف نے اوباما سے یوں کہا تھا:

"عوام پر تسلط اور مختلف ممالک کا امن تباہ کرنے سے باز آجاؤ۔ صدر اوباما دوبارہ صدر منتخب ہو گئے ہیں مجھے امید ہے کہ وہ اور اس کی حکومت سب سے پہلے اپنے ملک کی فکر کریں، جو اقتصادی اور معاشرتی حوالے سے انتہائی افسوسناک صورتحال سے دوچار ہیں۔ بلاشبہ امریکہ اب ایک تقسیم شدہ اور اجتماعی اور اقتصادی حوالے سے دھتکارہ ہوا ملک ہے۔ یہاں روز بروز غربت بڑھ رہی ہے۔ درحقیقت کچھ لوگ ہیں جنہوں نے ملک اور معاشرے کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ یہ لوگ پروپیگنڈے کے ذریعے معاشرے میں زہر پھیلا رہے ہیں، ان کو دھوکہ دیتے اور ان کے جذبات سے کھیلتے ہیں"

مجھے امید ہے صدر اوباما عقل اور سمجھ سے کام لیں گے اور دنیا کے دیگر خطوں پر تسلط جمانے اور دنیا کا امن تباہ کرنے کا سلسلہ ترک کر کے خود کو اپنے ملک کے مسائل کے لیے فارغ کر دیں گے"۔

http://alhayat.com/Details/451314

ہوگو شاویز کا یہ بیان پڑھ کر مجھے امارت اسلامیہ کے سیاسی فہم، خطے اور دنیا کے امن کے لیے ان کے معقول مشوروں اور بجا موقف پر اعتماد مزید پختہ ہوا۔ امید ہے اوبامہ دنیا کے امن کی خاطر اپنی بنیادی اور حقیقی ذمہ داریوں پر توجہ دیں گے۔ اپنی استطاعت کے مطابق عوام کی خود مختاری اور امن کے لیے کردار ادا کریں گے اور ظلم و زیادتی سے بچیں گے۔

◆◆◆

افغانستان

گزشتہ نومبر میں

احمد فارسی

رواں عیسوی سال 2012 کے نومبر کا مہینہ بھی دیگر مہینوں کی طرح گذر گیا۔اس ماہ بھی غاصب دشمن کے جانی ومالی نقصانات کے اعداد وشمار کی شرح اونچی سطح پر رہی۔ مجاہدین نے بہت سی قابل ذکر کامیابیاں حاصل کیں۔ جن کی تفصیلات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

جانی نقصانات:

نومبر کے مہینے میں دشمن کے جانی نقصانات کی شرح اونچی سطح پر رہی۔ قدرتی طور پر جغرافیائی لحاظ سے افغانستان میں سردی کا موسم انتہائی شدید سرد ہوتا ہے۔ نومبر کا مہینہ اپنے ساتھ سردی کی شدت کی لہر لے کر آتا ہے۔ سردی کے موسم میں جانی نقصانات کی شرح گرمیوں کے مقابلے میں تو کم رہی مگر پھر بھی اس مہینے میں دشمن کو پہنچنے والے نقصانات قابل توجہ رہے۔

نومبر کے پورے مہینے کے دوران جارح فوجیوں کی ہلاکتوں کی تعداد ان کے اعتراف کے مطابق 17 رہی جن میں 16 امریکی اور 1 اتحادی شامل ہے۔ جارحیت کے بعد کے پورے دورانیے پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جارحیت کے پہلے سال نومبر کے مہینے میں 5 فوجیوں کی ہلاکتوں کا اعتراف کیا تھا دوسرے سال یہ اعداد گھٹ کر 1 تک پہنچ گئے۔ 2003 سے 2006 تک یہ اعداد 7 سے 9 تک رہے۔ 2007 اور 2008 میں اسی مہینے میں یہ اعداد بالترتیب 22 اور 12 رہے۔ 2009 کے نومبر میں یہ اعداد بڑھ کر 32 تک جا پہنچے جو 2010ء کے نومبر میں 58 ہوگئے۔ ان تمام سالوں میں دشمن نے اپنے جانی نقصانات کی اصل تعداد چھپاتے ہوئے ہمیشہ کم ہی تعداد میں ہلاکتوں کا اعتراف کیا مگر 2010 کے بعد اپنے شکست خوردہ فوجیوں کا گرتا ہوا مورال بلند رکھنے کے لیے انہوں نے اپنے ہلاک شدہ فوجیوں کی تعداد اور بھی کم بتانی شروع کردی۔ اسی لیے 2011ء کے نومبر میں دشمن نے 27 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا اور اب 2012ء کے نومبر کے مہینے میں دیکھیں کہ دشمن نے 17 ہلاکتوں کا اعتراف کیا ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سال 30 ہزار سے زائد جارح فوجی 60 کے قریب فوجی مراکز خالی کرکے چلے گئے ہیں۔ دشمن کے جانی نقصانات کی کمی میں فوجیوں کی تعداد میں کمی کا بھی دخل ہے۔ اگر دشمن کی شکست اور فرار کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ہوسکتا ہے آئندہ مہینوں میں ان کے نقصانات کا ریشو اور بھی گھٹ جائے۔ دشمن کے کم جانی نقصانات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جہادی محاذوں کی سرگرمیاں ٹھنڈی پڑ گئی ہیں۔ ان حالات میں بھی گذشتہ نومبر کے اعترافی نقصان کے بشمول رواں سال میں ہلاک ہونے والے اتحادی فوجیوں کے ہلاکتوں کی تعداد 386 ہوگئی ہے۔ جن میں سے 279 امریکی فوجی ہیں۔ اس طرح جارحیت کے تمام سالوں میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کی کل تعداد 3 ہزار 2 سو 33 تک پہنچ جاتی ہے جن میں 2 ہزار 1 سو 61 امریکی، 438 انگریز اور 634 دیگر صلیبی فوج شامل ہیں۔ اس کے علاوہ لاکھوں کی تعداد میں زخمی، دائمی معذور، اعصابی مریض اور جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہوچکے ہیں۔

مالی نقصانات:

غاصب دشمن کو مذکورہ جانی نقصانات کے علاوہ گذشتہ ماہ بہت سے بھاری مالی نقصانات کا بھی سامنا رہا۔ باوجود اس کے کہ مالی نقصانات کے اعداد وشمار باریکی اور پوری تفصیل کے ساتھ میسر نہیں ہیں۔ کیوں کہ ہمارے ملک کے عوام ہر روز مقامی صلیبی مزدوروں کے بے شمار ٹینکوں، ٹینکروں اور سامان رسد سے لدے پھندے کنٹینروں اور گاڑیوں حتیٰ کہ ہیلی کاپٹروں کی تباہی اور نذر آتش ہونے کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

گذشتہ نومبر کے دوران مذکورہ نقصانات کے علاوہ دشمن کے دو بغیر پائلٹ طیارے بھی گر کر تباہ ہوگئے۔ ایک طیارہ 2 نومبر کو لوگر کے محمد آغہ کے علاقے اور دوسرا 28 نومبر کو صوبہ ہرات کے پشتون زرغون کے علاقے میں گرگیا تھا۔ اگرچہ دشمن نے ان طیاروں کے گرنے کی وجہ تیکنیکی خرابی بتائی ہے مگر اس بات کا اعتراف خود دشمن نے بھی کیا ہے کہ مذکورہ دونوں علاقے مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔ اس لیے ممکن ہے یہ طیارے مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بنے ہوں۔

اس کے علاوہ نومبر کے مہینے میں غیر ملکی فوجیوں کا ایک حمل بردار طیارہ صوبہ پکتیکا کے ضلع خیر کوٹ میں گر کر مکمل طور پر تباہ ہوگیا۔

ملکی دشمن کے نقصانات:

غاصب دشمن کے جانی نقصانات کے علاوہ ملکی دشمن کی صفوں میں جانی نقصانات کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شکست پر مجبور جارح فوجیوں نے بہت سے فوجی مراکز خالی کرکے ان کی ذمہ داری ملکی فوجیوں کے سر ڈال دی ہے۔ ان کو مجاہدین کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے اس لیے ان کے بکھرے ہوئے صفوں میں جانی نقصانات کی شرح بڑھ رہی ہے۔ 20 نومبر کو کابل

کے کٹھ پتلی حکومت کے وزارت دفاع کے ترجمان نے وضاحت کے ساتھ کہا کہ حالیہ دنوں میں ملی اردو {نیشنل آرمی} کے نقصانات کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس لیے انہوں کہا وہ چاہتے ہیں وزارت دفاع کے ذریعے فوجی مناصب اور عہدوں پر فائز شخصیات کے عہدوں میں تبدیلیاں لائی جائیں شاید اس سے حالات میں کچھ درستگی لائی جاسکے۔

مقامی دشمن کی صفوں میں جانی نقصانات اتنے بڑھ گئے ہیں کہ تحقیقی اور صحیح اعداد و شمار بیان سے باہر ہیں۔ پھر بھی ان چند "مزدوروں" کی ہلاکتوں کی طرف اشارہ کریں گے۔

صوبہ قندہار کے ضلع ڈنڈ کے سیکورٹی کے سربراہ مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بن گئے۔

24 نومبر کو صوبہ نیمروز میں اس صوبے کے سابق وزیر حج و اوقاف اور حال میں زرنج کے بلدیات کا سربراہ مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بن کر ہلاک ہوا۔ اسی طرح 29 نومبر کو امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ایک گوریلا کارروائی میں صوبہ ننگرہار کے ضلع چپرہار کے ڈائرکٹر کے معاون حملے کا نشانہ بن کر ہلاک ہو گئے۔

دشمن کی صفوں میں مجاہدین کا نفوذ اور ان کے درمیان بداعتمادی کی فضا:

دو سال سے کچھ زائد کا عرصہ ہوتا ہے کہ مجاہدین نے مقامی دشمن کی صفوں میں نفوذ، پولیس، ملی اردو اور سیکورٹی اداروں میں موجود لوگوں کے درمیان دعوت و ارشاد کی کوششوں کے نتیجے میں ان کے درمیان بداعتمادی کی فضا قائم ہو گئی ہے۔ مجاہدین کی یہ سیاست کامیابی سے ہمکنار ہو گئی ہے۔ اسی ہدف کے حصول کے لیے ایک خاص کمیشن تشکیل دیدیا ہے جو الحمد للہ نہایت کامیابی سے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کر رہا ہے۔

امارت اسلامیہ کی ان کوششوں نے کابل کے مزدور ادارے کو لاتعداد مشکلات سے دوچار کر دیا ہے۔ انہیں بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مزدور حکومت کے اہلکار آئے روز ایک دوسرے کو اس الزام میں پکڑتے ہیں کہ امارت اسلامیہ سے اس کے تعلقات ہیں۔ کئی مرتبہ ان کے بڑے عہدیداروں نے اعتراف کیا ہے کہ ان کی صفوں میں ایسے افراد موجود ہیں جو امارت اسلامیہ کے لیے کام کرتے ہیں۔

انہی مسائل کے حل کے سلسلے میں 4 نومبر کو صوبہ ہلمند کے سیکورٹی سربراہ نے پولیس کی صفوں میں صفائی کے عمل کا آغاز کیا۔ ایسے افراد جن پر امارت اسلامیہ سے تعاون کا شبہ تھا ان کو پولیس کی صفوں سے نکالا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں غاصب دشمن اور ان کے ملکی مزدور گذشتہ کئی سالوں سے کئی ملین ڈالر صرف کر چکے ہیں لیکن اب تک کسی قسم کی کامیابی حاصل نہیں کر سکے ہیں۔ بلکہ مجاہدین کا نفوذ دن بدن بڑھ رہا ہے۔

دوسری طرف مزدور حکومت کے منتشر صفوں میں بداعتمادی اس سطح پر پہنچ گئی ہے کہ 4 نومبر کو صوبہ قندہار کے سیکورٹی ادارے نے نام نہاد شورائے علماء اصلاحی کے سربراہ مجاہدین سے تعاون کے شبہ میں گرفتار کر لیا ہے۔

اسی طرح 8 نومبر کو کابل حکومت کے وزارت داخلہ کے پولیس چیف نے اپنے اعلامیہ میں کہا کہ بہت سے مخالفین ان کی صفوں میں گھسے ہوئے ہیں۔

مجاہدین کی صفوں میں شمولیت:

امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے دعوت و ارشاد کمیشن کی تشکیل نو کے بعد اس کمیشن کی کوششیں بھی تیزی سے جاری ہیں تاکہ مزدور پولیس، نام نہاد قومی فوج، سیکورٹی اداروں لاتعداد دیگر ملکی و فوجی اہلکاروں کے درمیان لوگوں کو ابھارا جائے جس کے نتیجے میں سینکڑوں افراد مجاہدین سے آملے ہیں۔

رپورٹس بتاتی ہیں کہ گذشتہ نومبر کے دوران مختلف علاقوں میں بہت سے حکومتی افراد مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ اکثر مقامات پر اسلحہ اور دیگر وسائل بھی اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں۔ کئی ان میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے نکلتے وقت اپنے ایسے ساتھیوں کو جن سے کسی خیر کی توقع نہ تھی، یا وہ اربکی یا محلی پولیس کے اہلکار تھے ان کو ہلاک کر کے مجاہدین سے آملے ہیں۔ یہاں محض مثال ذکر کرنے کے لیے کرزئی حکومت کے ان افراد کا ذکر کریں گے جو نومبر کے مہینے میں ان کی صفوں سے الگ ہوئے ہیں۔

2 نومبر کو سرپل کے ضلع صیاد میں 3 فوجی مجاہدین سے مل گئے۔ 3 نومبر کو زابل کے ضلع شاہ جوئی میں محلی پولیس کا ایک اہلکار مجاہدین سے آملا۔ مذکورہ شخص کے تعاون اور ان کی رہنمائی کے بدولت مذکورہ علاقے میں مجاہدین نے حملہ کر کے محلی پولیس کی ایک چوکی تباہ کر دی جس میں 10 اربکی قتل ہو گئے۔ 4 نومبر کو ہرات کے ضلع شنک کہنہ میں 2 فوجی اپنے اسلحہ اور موٹر سائیکل کے ساتھ آکر مجاہدین سے مل گئے۔ اسی طرح 4 نومبر کو فراہ کے ضلع فراہ رود میں دو افراد، 7 نومبر کو بادغیس کے درہ بوم میں 2 افراد، فاریاب کے ضلع پشتون کوٹ 1 کمانڈر اپنے 8 مسلح ساتھیوں کے ساتھ مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گیا۔ اسی طرح 9 نومبر ایک اور کمانڈر 15 پولیس اہلکاروں کے ساتھ بادغیس کے اقمری کے علاقے میں مجاہدین سے مل گئے۔ 10 نومبر کو زابل کے شہر صفا میں 11 اربکی اور اسی تاریخ کو صوبہ غور کے ضلع دولنہ میں 4 حکومتی اہلکار، 12 نومبر کو ایک شخص اپنے اسلحہ سمیت سرپل کے مرکز میں اور اسی طرح 22 نومبر کو اروزگان کے ضلع چورہ میں 1 حکومتی اہلکار مجاہدین کے ساتھ آکر مل گیا۔

ان کامیابیوں کی مفصل روداد آپ دعوت و ارشاد و جلب و جذب کمیشن کے نومبر کی رپورٹ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

عوام پرمظالم اور ملکی نقصانات:

غاصبوں کی جانب سے ہمارے مملکت عزیز پر وحشی اور بلاجواز تسلط کے بعد سے اب تک عام اور بے گناہ لوگوں کو زخمی کرنے، سزائیں دینے اور ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ جاری ہے۔ رات کے وقت چھاپے مار کر بچوں، خواتین

اور ضعیف بوڑھوں کو دہشت زدہ، قتل، اغواء، قید اور وحشیانہ مظالم ڈھانے کا سلسلہ بھی حسب سابق جاری ہے۔ ہر ماہ عوام پر مظالم اور تکالیف کے کئی کئی واقعات پیش آتے رہتے ہیں جن میں کچھ اہم واقعات کی جانب یہاں اشارہ کریں گے۔

12 نومبر کو میدان وردگ کے مختلف اضلاع سے کئی افراد مذکورہ صوبے کے صوبائی شوریٰ کے دفتر کے باہر جمع ہوگئے تھے۔ یہ مجمع خارجی فوجیوں کے مظالم اور تکالیف کی شکایت کر رہا تھا۔ انہوں نے دھمکی دی کہ اگر غاصب قوتیں اپنے مظالم سے باز نہیں آتیں تو وہ دوسرے ذرائع اور دوسرے طریقے سے ان مظالم کا راستہ روکنے پر مجبور ہوں گے۔

6 نومبر کو غاصبوں نے نائٹ آپریشن کے دوران ہلمند کے ضلع گرشک کے کم از کم 5 نہتے ملکی لوگوں کو شہید کردیا۔ اس واقعے کے دو دن بعد قندھار کے ضلع میوند میں ایک شخص کو اس وقت ہیلی کاپٹر سے فائر کرکے نشانہ بنایا گیا جب وہ موبائل فون پر بات کر رہا تھا۔

17 نومبر کو غاصب صلیبی فوجیوں نے صوبہ ہلمند کے باباجی کے علاقے میں 3 بے گناہ افراد کو شہید کردیا۔ مذکورہ افراد اس وقت شہید کردیے گئے جب غاصب فوجیوں نے ان کے گھروں میں دستی بم پھینکے۔ گاؤں کے لوگوں نے احتجاجاً شہداء کے اجساد صوبائی صدر مقام پر رکھے مگر ان کی کوئی دادرسی نہ ہوئی۔

اس سے قبل 8 نومبر کو بھی صوبہ کاپیسا کی حکومت نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے ضلع اڑوبند میں 24 مجاہدین مار دیے ہیں مگر مقامی لوگوں کا کہنا ہے جارح فوجیوں کے وحشی مظالم کا نشانہ بننے والے خالص بے گناہ افراد تھے جن کی تعداد 18 بتائی گئی۔ مذکورہ واقعے کے ایک دن بعد جارح نیٹو فوجیوں نے صوبہ کنڑ میں بچوں پر فضائی بمباری کردی۔ جس میں تین بے گناہ بچے زخمی ہوگئے۔

20 نومبر کو شنگر کے اربکیوں {کرائے کی پولیس} نے غزنی کے ضلع اندڑ میں ایک امام مسجد سمیت 4 افراد کو شہید کردیا۔ اس حادثے کے ایک ہفتے بعد 28 نومبر کو وحشی اربکیوں نے صوبہ لوگر کے ایک گاؤں کمال خیل میں ایک امام مسجد کے گھر کو راکٹ کا نشانہ بنایا اور اس کے ایک دن بعد امام کو مسجد سے گرفتار کیا اور سخت ایذا اور تکالیف دے دے کر انہیں شہید کر ڈالا۔

وحشی جارحین اور ان کے مزدور فوجیوں کی جانب سے عام ملکی لوگوں کی شہادتوں کے واقعات بے شمار ہیں۔ صرف 13 نومبر کو ہونے والے حادثے میں بہت سے عام ملکی لوگ شہید کردیے گئے تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ نومبر کے مہینے میں 40 نہتے عام لوگ

امریکہ اور اس کے اتحادی گزشتہ 11 سالوں سے اس قابل بھی نہ ہوسکے کہ اپنی کٹھ پتلی حکومت کو استقامت اور دوام دلاسکیں۔ بلکہ اس کے برعکس خود یہ جارحیت پسند ممالک بے شمار مسائل اور مشکلات کا شکار ہوچکے ہیں۔ اب مزید ان میں اس بے فائدہ جنگ کو طول دینے اور نقصانات برداشت کرتے رہنے کی سکت نہیں رہی تو ان کے پاس اب صرف ایک راستہ ہے جسے انہوں نے اختیار کیا ہوا ہے یعنی میدان جنگ سے برملا فرار

دشمن کے اس طرح کے مظالم کا شکار ہوئے۔ مذکورہ ملکی نقصانات کے ساتھ دسیوں لوگ ایسے ہیں جو جارح فوجیوں کی جانب سے ہونے والی تلاشی اور آپریشن کے دوران گھروں سے گرفتار کیے گئے۔ انہیں سخت زدو کوب کے بعد فوجی اڈوں میں قید میں ڈال دیا گیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس طرح کے حملے، قتل اور گرفتاریوں کے واقعات میں ہمیشہ عام لوگوں کے تکالیف، اذیت اور تعذیب کے بغیر واقع نہیں ہوتے۔

نفرت اور بیزاری :

جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں وحشی جارح اور ان کے ملکی مزدور فوج کے خلاف عام لوگوں کی نفرت اور بیزاری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اس نفرت کا آغاز ریلیوں اور مظاہروں سے ہوتا ہے جو آگے بڑھ کر کسی اور طرح کے ردعمل میں بدل جاتا ہے۔

2 نومبر کو اسی سلسلے میں ہلمند ضلع گریشک میں ایک پولیس اہلکار نے اپنے چیک پوسٹ پر موجود پولیس پر حملہ کرکے کم از کم 4 پولیس اہلکاروں ہلاک کردیا۔

ایک اور واقعے میں بادغیس کے ضلع مقر میں ایک باضمیر افغان نے جو نیشنل آرمی کے صفوں میں داخل ہوگیا تھا ہسپانوی فوجیوں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 4 ہسپانوی فوجی شدید زخمی ہوگئے۔ اسی طرح ایک دن بعد ایک اور واقعے میں ایک باضمیر فوجی نے ہلمند کے ضلع نادعلی میں خارجی فوجیوں پر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں 3 انگریز فوجی ہلاک ہوگئے۔

الفاروق آپریشن:

الفاروق آپریشن سرما کے موسم کے باوجود حسب سابق جاری وساری ہے۔ گذشتہ ماہ کے دوران اس میں بہت سی کامیابیاں حاصل ہوئیں جس میں چند اہم واقعات کی طرف اشارہ کریں گے۔

21 نومبر کو امارت اسلامیہ افغانستان کے ایک بہادر مجاہد نے کابل شہر کے وزیر محمد اکبر خان مینہ کے علاقے میں قائم CIA کے دفتر پر فدائی حملہ کیا جس میں 15 اتحادی ہلاک اور کئی شدید زخمی ہوگئے۔ دشمن نے ان حملوں میں ہونے والے نقصانات کا اعتراف نہیں کیا لیکن ایک دن بعد اتنا تسلیم کر لیا کہ اس حملے میں ایک بڑا جنرل جو اس ادارے میں وزارت دفاع کی جانب سے بین الاقوامی رابطوں پر متعین تھا شدید زخمی ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ 2 ذاتی محافظین کی ہلاکت اور چند دیگر افراد کے زخمی ہونے کا بھی اعتراف کیا۔ 23 نومبر کو بھی شیر صفت مجاہدین نے صوبہ میدان وردگ کے مرکز پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں دشمن کو بہت سے مالی وجانی نقصانات اٹھانے پڑے۔ باوجود اس کے کہ مذکورہ کارروائی فوجی ہم آواز

مرکز کے قریب ہوئی لیکن اس کے متعلق کوئی معلومات دستیاب نہ ہو سکیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس حملے میں کم از کم 93 فوجی ہلاک یا شدید زخمی ہو گئے۔ امارت اسلامیہ کے ترجمان نے اس کارروائی کو پل چرخی کی جیل میں قید مجاہدین کی پھانسی کی سزا کے خلاف رد عمل اور اس کا انتقام قرار دیا۔

اسی دن شام کے وقت امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے ننگرہار کے تورخم کے علاقے میں قائم غیر ملکی فوجیوں کے اہم مرکز پر حملہ کر کے دسیوں غیر ملکی فوجیوں کو ہلاک اور کئی کو زخمی کر دیا۔

راز سے پردہ اٹھتا ہے:

یہ سنت الٰہی ہے کہ باطل راستے کے راہرو کبھی کبھی نہ چاہتے ہوئے بھی کسی راز کے بارے میں منہ کھول دیتے ہیں۔ اور رازوں سے پردہ اٹھا کر خود اپنی رسوائی کا سامان کرتے ہیں۔ 22 نومبر کو کٹھ پتلی صدر حامد کرزئی نے حکم دیا کہ نوجوانوں کی عمومی تحریکیں مجاہدین کے خلاف حتی الوسع ہتھیار کے استعمال سے گریز کریں۔ کرزئی کی نام نہاد عوامی تحریک جس کو اربکی یا محلی پولیس کہا جاتا ہے کی بنیاد اور تمویلی جہات آغاز ہی سے سب کو معلوم ہیں مگر کرزئی نے اپنے بیان کے ذریعے یہ بات اور واضح کر دی کہ یہ نام نہاد عوامی تحریکیں اسی حکومت ہی کی مرہون منت ہیں اور یہی حاکم ہی ان کی رہنمائی کرتے ہیں، اسی لیے تو انہوں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا ہے کہ اسلحہ کے استعمال سے منفی نتائج نکلے ہیں اس لیے اس سے حتی الوسع دستبردار ہو جائیں۔

غلام کے خلاف آقا کی گواہی:

افغانستان پر گیارہ سالہ تسلط کے دوران غیر ملکی صلیبیوں نے ایک دوسرے سے بڑھ کر مظالم ڈھانے کے مقابلے میں مختلف انداز میں انتہائی وحشتناک مظالم ڈھائے۔ اگرچہ این جی اوز نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے ملینوں ڈالر کے بجٹ اڑا دیے مگر نہ بچوں کے حقوق کی حفاظت ہو سکی اور نہ خواتین اور قیدیوں پر ہونے والے مظالم کی روک تھام ہو سکی۔ حتیٰ کہ شہداء کی اجساد کی توہین و تحقیر سے بھی دریغ نہ کیا گیا۔ ان وحشتناک کارروائیوں کے ساتھ کبھی کبھی اعترافات بھی ہوتے رہے۔ انسانی حقوق کے این جی اوز اور کبھی کبھی کابل کی نام نہاد حکومت اپنے آقاؤں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی اور جنگی جرائم کے الزامات لگاتی رہتی ہے جس کے مقابلے میں ان کے آقا بھی انہیں جنگی جرائم اور وحشیانہ کارروائیوں میں ملوث قرار دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف انہیں گواہیوں کے سلسلے میں 30 نومبر کو برطانوی حکومت نے اعلان کیا کہ وہ اس بات کے لیے تیار نہیں ہیں کہ اپنی قید میں موجود قیدیوں کو کابل حکومت کے حوالے کر دیں۔ برطانیہ کے وزیر دفاع نے اپنے پارلیمنٹ کو بھیجے گئے ایک خط میں لکھا تھا کہ کابل حکومت کو حوالہ کیے گئے قیدی کابل حکومت سے متعلقہ پولیس اور سیکورٹی اداروں کی جانب سے مظالم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کا عزم مصمم ہے کہ جنگی قیدیوں کو کابل حکومت کے حوالے نہیں کریں گے۔ عالمی تعاون کی تنظیم نے بھی برطانیہ کے اس موقف کی تائید و تعریف کی ہے۔

مشرق بعید میں عالمی تعاون کی تنظیم کے علاقائی معاون پولی ٹرسکاٹ نے برطانیہ کے اس موقف کی تائید کرتے ہوئے کہا "یہ برطانیہ کا ایک مثبت اقدام ہے، جو عالمی قانون کے مطابق ہے۔"

لندن کی عدالت عالیہ میں حقوق کی خاتون دانشور روز نے کہا ہے کہ برطانیہ کے وزیر دفاع نے اپنے خط میں کہا ہے کہ ان کی معلومات کے مطابق ایسی معتمد شواہد دستیاب ہوئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قیدی جو انہوں نے ہلمند کے ضلع لشکر گاہ میں کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے حوالے کیے تھے، حوالے کیے جانے بعد ان پر شدید مظالم ڈھائے گئے۔ روز نے کہا کہ وزیر دفاع نے ان سے درخواست کی ہے کہ ان کی قید میں موجود افغان قیدیوں کی منتقلی اور حوالہ کرنے کا سلسلہ روک دیا جائے۔

ہارٹ اٹیک سے قبل استعفی:

امریکی صدر کے نمائندہ خاص رچرڈ ہالبروک مجاہدین کے حملوں کی تاب نہ لا سکے اور دسمبر 2010ء کو ہارٹ اٹیک کا شکار ہو کر اس جہانی سے آنجہانی ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے جانشین مارک گراسمین بنے اور اب دو سال سے کچھ کم عرصے میں ان کی حالت یہ ہے کہ اگر اس بھاری ذمہ داری سے استعفی نہ دیں تو ان کا انجام بھی اپنے سلف کی طرح ہو۔ یہی وجہ ہے انہوں نے 28 نومبر کو اپنے استعفی کا اعلان کر دیا اور دل کے آخری حملے کا شکار ہونے سے کچھ مدت کے لیے نجات پالی۔

میدان جنگ سے فرار:

امریکہ اور اس کے اتحادی گزشتہ 11 سالوں سے اس قابل بھی نہ ہو سکے کہ اپنی کٹھ پتلی حکومت کو استقامت اور دوام دلا سکیں۔ بلکہ اس کے برعکس خود یہ جارحیت پسند ممالک بے شمار مسائل اور مشکلات کا شکار ہو چکے ہیں۔ اب مزید ان میں اس بے فائدہ جنگ کو طول دینے اور نقصانات برداشت کرتے رہنے کی سکت نہیں رہی تو ان کے پاس اب صرف ایک راستہ ہے جسے انہوں نے اختیار کیا ہوا ہے یعنی میدان جنگ سے برملا فرار۔

2012ء کے دوران 30 ہزار سے زائد غاصب افغانستان سے نکل چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ انشاء اللہ ان کے مکمل انخلاء تک جاری رہے گا۔ نومبر کے مہینے کے دوران غاصب فوجیوں کی ساتھ ملکی فوجی بھی فرار کی راہ اختیار کیے ہوئے تھے۔ جس کے چند نمونے یہاں پیش کیے جاتے ہیں:

7 نومبر کو قندہار کے ضلع ارغنداب میں 80 مقامی پولیس اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر فرار ہو گئے ہیں۔ حالانکہ کابل حکومت اور اتحادی اربکیوں اور محلی پولیس کے ذریعے اپنی شکست کو فتح میں بدلنا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ جن کی اربکیوں کی صف میں ایک بار مجاہدین سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے بہت جلد اربکیوں کی صف چھوڑنے پر مجبور ہو کر فرار کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ صرف اجرتی قاتل اربکی اور پولیس ہی نہیں حکومت کے بڑے بڑے افسر اور عہدیدار بھی موقع کی تلاش میں رہتے ہیں اور

فرصت سے فائدہ اٹھا کر شکست کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ 2 نومبر کو ذرائع ابلاغ نے 2 بڑے افسروں کی فرار کی خبر نشر کی جو تربیت کے لیے یورپ بھیجے گئے تھے۔

مذکورہ دو افراد جن پر الزامات ہیں اس وقت لاپتہ ہوئے جب وہ جرمنی میں دس ہفتوں پر مشتمل ایک تربیتی کورس میں شرکت کے بعد ایک تحقیقاتی سیر اور سفر پر امریکہ چلے گئے تھے۔ یاد رہے ان میں سے ایک نام نہاد دہشت گردی اور منظم شدہ جرائم کے خلاف جنگ کے ذمہ دار اور دوسرا امریکا اور یورپ کے سیکیورٹی امور کی ذمہ دار کمیٹی کے رکن تھے۔

ملکی جنگجوؤں کی فرار کے ساتھ خارجی دشمن بھی چاہتا ہے کہ ملک سے نکل جائے۔ 14 نومبر کو ناروے حکومت کے وزیر فوجیر سولکیل نے اعلان کیا افغانستان کی جنگ محض ایک دعوکہ تھا، اب ہمیں اپنی شکست کا اعتراف کر لینا چاہیے۔ 18 نومبر کو امریکی سینیٹر نے بار بار اپنی حکومت سے مطالبہ کیا کہ مقررہ مدت سے قبل ہی اپنی فوج افغانستان سے نکال لے۔ ان مطالبات کے بعد 29 نومبر کو امریکا کے 42 سینیٹرز نے 33 دیگر مخالف رائے رکھنے والے سینیٹرز کے مقابلے میں حکومت پر دباؤ بڑھایا کہ مقررہ مدت سے قبل بیڑے کی شکل میں اپنی فوج افغانستان سے نکال لیں۔

یہ سب جارحیت پسندوں پر مجاہدین کے حملوں کا دباو ہے کہ ان سربراہ اور عوام سب اپنی حکومتوں سے یہ مطالبہ کرنے پر مجبور ہیں کہ افغانستان سے اپنی فوج نکالنے کا اعلان کردیں۔ اور فرار کی راہ اپنا کر اس گرداب سے نکل جائیں جس میں روزانہ ان کے سینکڑوں فوجی اپنی جانیں ہار رہے ہیں۔

شکست کا اعتراف:

افغانستان کی جارحیت کو کئی سال ہو رہے ہیں لیکن غاصب قوتیں پھر بھی اجرتی ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈے کے ذریعے اپنی شکست مجاہدین پر ڈال رہے ہیں۔ حقائق کو مسخ کر کے انتہائی منفی پروپیگنڈے سے مجاہدین کو شکست خوردہ ثابت کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے جانی ومالی نقصانات اس قدر زیادہ ہوگئے کہ ان کے چھپانے کی سکت نہیں رہی اس لیے اب مجبور ہو کر اپنی شکست کا اعتراف کر رہے ہیں۔

شکت کا اعتراف بھی کبھی ان کے فوجی جنرلوں اور کبھی ان کے ملکی اداروں کی جانب سے سامنے آتا ہے۔ 12 نومبر کو بارک اوباما نے افغانستان سے اپنے فوجوں کے نکالنے کے مسئلے پر انتہائی تاکید سے کہا: "افغان جنگ کا دردناک عشرہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے"۔ اوباما کا یہ اعلان در حقیقت جنگ کی شدت، جارحیت پسندوں کے قریب الوقوع انخلاء اور شکست کا برملا اعتراف تھا۔

دوسری طرف امریکی ویب سائٹ گلوبل پوسٹ نے افغانستان سے آنے والی اپنی ایک رپورٹ میں خدشہ ظاہر کیا کہ بہت جلد صوبہ لوگر مجاہدین کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ: طالبان وہاں کسی مزاحمت کے بغیر ہی بڑی شاہراہوں پر کارروائیاں کر رہے ہیں اور کوئی ان کے سامنے رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

جنگی قوانین کی خلاف ورزی

امریکی حکام نے اعتراف کیا ہے کہ بگرام جیل میں 200 افغان بچے قید ہیں وہ ان بچوں کو جنگجو کا نام دیکر طویل مدت تک قید میں رکھنے کا حق محفوظ رکھنے کے دعویدار ہیں، امریکہ میں انسانی حقوق کی تنظیم کے سربراہ داکوارنے کہا ہے کہ بگرام میں قید بچوں کی عمریں 13 اور 14 سال ہیں اس کے علاوہ ان پر تشدد بھی کیا گیا ہے، اسی طرح انسانی حقوق کی ایک فعال تنظیم ٹینا فوسٹر کے مطابق بگرام جیل میں 11 اور 12 سال کے بچوں کو انہوں نے دیکھا ہے، ان کا کہنا تھا کہ جیل کے معائنے کے موقع پر دیکھا کہ ان [200] بچوں کے علاوہ کثیر تعداد میں مذید سیکڑوں بچے قید تھے جن کی عمر درج کرنے کی اجازت امریکی حکام نہیں دے رہے تھے۔

افغانستان میں قابض استعماری قوتیں جھوٹ اور پروپیگنڈے کا سہارا لے کر زمینی حقائق کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں، انہوں نے ہمیشہ دنیا کو ورغلانے کے لئے خود کو معتزز اور دوسروں کو کمتر سمجھا ہے مگر دنیا جان چکی ہے کہ ان کے آٹے میں محض نمک برابر سچ ہوتا ہے۔ متعدد بار ثابت ہو چکا ہے کہ قابض دشمن نے عوامی مقامات پر فضائی حملے کئے ہیں جن میں عام شہریوں کو شہید کیا گیا اور پھر دعوی کرتے ہیں کہ اس میں مخالف جنگجو کو مارا گیا ہے اگرچہ عینی شاہدین اور افغان حکام بھی اس میں عام شہریوں کی شہادت کی تائید کرتے ہیں اسی طرح وہ اپنے نقصانات کو بھی چھپاتے ہیں کہ جب ان کا جہاز گر کر تباہ ہو جاتا ہے اور ان کے ٹینک دھماکے میں تباہ ہو جاتے ہیں تو اس وقت بھی ان کے فوجی بچ جاتے ہیں یا معمولی زخمی ہوتے ہیں وہ مانتے ہیں کہ بگرام میں 200 بچے قید ہیں اصل تعداد ان سے کئی زیادہ ہوسکتی ہے جس طرف ٹیناپچی نے بھی اشارہ کیا۔

قابض استعمار دوسروں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا الزام لگاتے ہیں اور خود تمام اخلاقی حدود کو پار کر کے انسانیت پر مظالم کے پہاڑ گرا دیتے ہیں در حقیقت انہوں نے خود انسانیت کی جو تحقیر کی ہے اس کی مثال دوسرے ممالک کی تاریخ میں نہیں ملتی، مغرب خود کو مہذب اور ایشائی اور افریقی دنیا کو جاہل سمجھتا ہے لیکن حقیقیت میں وہ خود جاہلیت کے اندھیرے میں رہتا ہے، قرون وسطی کی طرح پاپایت اور سرداری نظام کے وفادار ہیں، اس کی زندہ مثال گلوبل دنیا کا مطلق العنان چوہدری [امریکہ] ہے جو ابتداء سے آج تک مظلوم انسانوں کے خون پر پل رہا ہے اور کوئی انسانی، قانونی اور بین الاقوامی حدود اور قوانین کی پاسداری نہیں کرتے۔

دیکھیں، یہ 200 کم عمر بچے ہیں اگر واقعی ان کو جنگ کے میدان میں اسلحہ سمیت گرفتار کئے جاتے تب بھی انہیں غیر قانونی جیلوں میں بغیر کسی مقدمے کے طویل مدت تک قید رکھنا خود جرم اور جنگی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

ترجمہ: مولوی جان محمد

عظیم قائد مولوی محمود شہید رحمہ اللہ کی زندگی ایک نظر میں

تحریر: سعد اللہ بلوچی

بیشک افغانستان ایک ایسا ملک ہے جو تاریخ اسلامی میں بہادر شہسواروں کا سرچشمہ، دلیر و جری سرداروں کا مسکن، بہادر فاتحین کی جائے ولادت، اسلام کی پناہ گاہوں میں سے ایک ناقابل تسخیر پناہ گاہ اور ایمان کے قلعوں میں سے ایک مضبوط قلعہ رہا ہے۔ اس ملک کے بارے میں بات کرتے ہوئے امیر شکیب ارسلان رحمہ اللہ کو اسلامی غیرت و جوش کے کیف نے جکڑ لیا اور ان کے سامنے اس غیور و خوددار ملک کی تاریخ آگئی تو ان کے رواں قلم کی نوک نے اس اچھوتے و برجستہ خیال کو پیش کیا کہ:

"قسم ہے اگر اسلام کا ارتعاش دنیا بھر میں نہ بھی رہا تو مجھے نظر آرہا ہے کہ یہ کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کے مابین رہنے والوں کے ہاں تھرائے گا، اور اس کی چمک یہیں نمو پائے گی۔ (حواشي حاضرالعالم الإسلامي للأمير شكيب أرسلان، المجلد الثاني ص 197.)

عجلت میں لکھی گئی اس تحریر میں ہم اس مبارک سرزمین پر بسنے والے بہادروں میں سے ایک کا تذکرہ کریں گے، جس نے بہادری و خودداری میں کئی ایسی روشن مثالیں قائم کی ہیں کہ تاریخ ان کا تذکرہ ہوشیار شہسوار اور بہادر قائد کے طور سے کرنے پر مجبور ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إنّ الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مئة سنة من يجدّد لها دينها. (رواه أبو داود:4291)

"بیشک اللہ تعالی مبعوث فرماتا ہے اس امت کے لیے ہر صدی کے سرہانے کسی ایسے شخص کو جو اس امت کے دین کی تجدید کرتا ہے۔"

اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث زمان و مکان کی طرح فرد اور جماعت کو بھی شامل ہے۔ یہ اس طرح کہ اللہ تعالی ہر زمانے میں ایسے معتز افضل، تقوی والے اور وفادار رجال کار پیدا کرتا ہے جو اس دین کی حفاظت کرتے ہیں اور مکر و فریب کرنے والوں کی رسائی سے دور رکھنے کے لیے اور اس سے بغض رکھنے والوں کے بغض سے بچانے کے لیے اپنی کثیر و بیش ترقیمتی متاع اور اپنی جانوں کو کھپا دیتے ہیں۔ ہمارے خیال میں شیخ محمود رحمہ اللہ اس دور کے ایسے ہی مجددین میں سے ہیں [ولانزكي على الله احدا]۔ حالانکہ ان کا تعلق ایسے قبیلہ سے تھا جو بے شک جہاد افغانستان میں شریک رہے لیکن جہاد کے حوالے سے اس قبیلہ میں کافی عرصہ سے کوئی بڑی شخصیت سامنے نہیں آئی۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بلوچوں کی کوئی الگ مملکت نہیں بلکہ یہ تین مختلف اور ملی ہوئی حکومتوں میں رہتے ہیں اور ان کی اکثریت دیہات میں رہنے والی ہے۔

جس بات نے سب سے زیادہ شیخ کو غمزدہ اور کبیدہ خاطر کیا وہ جہالت تھی جو ان کے قبیلے والوں پر عرصہ دراز سے سایہ فگن تھی۔ پس کتنے ہی (بلوچ) جہالت، عصبیت، ناگوار نخوت، نسلی و قبائلی اثر و رسوخ کے ہاتھوں بے دریغ قتل ہوئے۔ شیخ رحمہ اللہ جانتے تھے کہ یہ صورتحال اجتماعی مصالح کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے، اور ذاتی مصالح کی آئینہ دار ہونے کی بناء پر اسلامی روح سے سراسر متصادم ہے۔

اور بسا اوقات یہ عصبیتیں اتنا اثر رسوخ اور اقتدار حاصل کر لیتی ہیں کہ ان لوگوں کی نظر میں جن سے اللہ نے اس زندگی میں بصیرت چھین لی ہے عزت اور فخر کی بات بن جاتی ہیں، حالانکہ یہ سب کچھ جاہلی رذائل اور مومن آدمی کے لیے توہین آمیز ہے۔ کیا ان کے مناسب حال یہ بات نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت میں خود کو پروان چڑھائیں اور ایک دوسرے کے گلے کاٹنے کی بجائے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے دشمن کو ہدف بنائیں؟ کیا ان کے لیے یہ بہتر نہیں کہ وہ راہ خدا میں قتال کریں تاکہ ان کا ٹھکانہ فردوس اعلی اور ایسی جنت قرار پائے جس کی لمبائی چوڑائی آسمان و زمین کی مانند ہے، بجائے اس کے کہ وہ اس قاتل و مقتول کے بدلہ کی فکر کریں جو دونوں جہنم میں ہیں۔ قاتل کو یہ نہیں معلوم کہ اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول یہ نہیں جانتا کہ وہ کس ضمن میں مارا گیا۔ اور افسوسناک امر یہ ہے کہ بلوچ علاقوں میں ہونے والی چھ معائنوں میں تعلیمی شرح ۴۰ فی صد نوٹ کی گئی ہے۔ اور کل زمین کے صرف چوتھائی حصے پر زراعت کاری ہوتی ہے۔ اسی طرح دینی، ثقافتی اور دیگر معاملات میں بھی بہت پیچھے ہیں، اور ان میں سے

بہت سے لوگ تو دوسرے علاقوں اور شمالی امریکہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں۔یہ مختصر سی صورتحال تھی جو اس قوم کے بارے میں ہم نے ذکر کی ہے۔

لہذا ہم اپنے شیخ اور قائد کو اس قوم کے اندر مجدد جہاد کے روپ میں دیکھتے ہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کے فضل سے آپ کو یہ توفیق نصیب ہوئی کہ آپ نے ان بلوچ نوجوانوں کو اسلامی جھنڈے تلے اور امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی زیر قیادت جمع کیا جو مختلف قبائل اور عصبیتوں میں جکڑے ہوئے تھے ،تاکہ وہ راہ خدا میں جہاد کریں اور اندھی عصبیتوں کو چھوڑنے اور پس پشت ڈالنے والے بنیں۔یہ آپ پر اللہ تعالی کا فضل تھا اور اس کا اجر بھی وہی دے گا۔ قبل اس کے کہ ہم شیخ کی حیات وکارناموں کے بارے میں بات کریں، مناسب ہے کہ ہم ایک اچٹتی سی نظر شیخ کے قبیلہ اور ان کے علاقے بلوچستان پر ڈالیں۔

بلوچستان:

جب بھی مطلق بلوچستان کا نام لیا جائے تو اس سے مراد وہ علاقہ ہوتا ہے جہاں بلوچ قوم بستی ہے۔ بنظر غائر اس کی تازہ سیاسی حدود کا مطالعہ کیا جائے تو یہ علاقہ 58اور 70 طول بلد شرقا اور 25 اور 32 عرض بلد شمالا کے مابین ہے۔ جبکہ قدیم سیاسی حدود میں اس کی تقسیم یوں ہے:

خانہ کلات (خان آف قلات): عادتاً سی پر بلوچستان کا نام بولا جاتا ہے۔

فارسی (ایرانی) بلوچستان :

برطانوی (ھندی) بلوچستان؛ پنجاب اور سندھ کی حدود میں وہ علاقہ جہاں بلوچ قوم رہتی ہے۔:

بلوچستان کا شمالی حصہ جو قومی اعتبار سے افغانستان کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

اور بلوچستان کا موجودہ وسیع رقبہ ایک طرف تو مغربی سمت سے ایرانی شہر (کرمان) مشرقی جانب میں سبی تک (جو کہ سند اور پنجاب کی مغربی حدود ہیں) اور شمالی میں ایرانی سیستان اور افغانستان سے بڑھتے بڑھتے جنوبا خلیج عمان تک جا پہنچتا ہے۔ ساحل خلیج میں صحراء لسبیلہ سے لیکر یہ خطہ ایران میں مینا جاسک کے مغرب تک 965 کلو میٹر دراز ہے۔ پہاڑی سلسلوں میں سے تکتان 3941 میٹر، ذرعان 3578 میٹر ،خلیفت 3487 میٹر ،بزمان 3503 میٹر بلند و بالا چوٹیوں پر مشتمل ہے ۔(دائرة المعارف الإسلامية، 122/4، دارالمعرفة، دائرة المعارف معارف القرن العشرين محمد فريد وجدي،)

رہے مکران کے علاقے تو یہ بلوچستان کے ان شہروں میں سے ہیں جو خلیج عمان کے ساحل پر واقع ہیں۔اور بلوچ قوم کی گزشتہ زمانوں کے تمام واقعات پر مشتمل کوئی مدون تاریخ نہیں ہے۔البتہ چند ایک سینہ بہ سینہ پہنچی ہوئی روایات ہیں ۔کوئی مورخ قبل از اسلام ان کا درست مذہب نہیں بتلا سکتا، سوائے اس کے کچھ خطوط اور اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایرانی قوموں میں سے ہیں۔اور قبل از اسلام انہوں نے ایرانی بادشاہوں کے لئے بہت سی خدمات پیش کی ہیں۔اور شاید ان کی تاریخ نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ بلوچوں کا طرز معاشرت شہری ثقافت سے دور صحراؤں میں قبائل کی طرز پر رہا ہے۔

بلوچستان کی فتح :

فارس کی زمین میں اسلامی فتوحات کے لئے غزوہ نہاوند ایک دروازہ تھا ۔وہ اس طرح سے کہ جلیل القدر صحابی نعیم بن مقرن رضی اللہ عنہ نے یہاں کا رخ کیا تو اللہ تعالی نے ان کے ہاتھ پر فتح عطاء فرمائی۔اور سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ سے اصفہان پہنچے اور اسے فتح کیا۔ حضرت سراقہ بن عمرو رضی اللہ عنہ آذربیجان کی طرف بڑھے ،احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے خراسان کی طرف رخ کیا ،اور سہیل بن عدی خزرجی رضی اللہ عنہ اور ساریہ رضی اللہ عنہ کرمان کی طرف، اور عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ سجستان کی طرف متوجہ ہوئے اور حکم بن عمرو ثعلبی رضی اللہ عنہ نے مکران (بلوچستان) کا قصد کیا(یہ ۲۳ ہجری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مبارک عہد کی بات ہے۔)

علامہ ابن جریر نے سیف کے واسطے سے ان کے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حکم بن عمرو ثعلبی رضی اللہ عنہ نے مکران کا قصد فرمایا اور اس تک آ پہنچے ،اور یہاں آپ سے شہاب بن مخارق رضی اللہ عنہ اور سہل بن عدی خزرجی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان رضی اللہ عنہ آ ملے۔

یہ حضرات دریائے سندھ کی طرف بڑھنے لگے ،اُدھر سے اہل مکران اس کے کنارے آ پہنچے ، یہاں لشکر تشکیل دیے گئے ، پھر اہل مکران کے بادشاہ نے سندھ کے بادشاہ سے مدد طلب کی ،اس نے ایک عظیم لشکر روانہ کردیا، نہر کے ایک جانب ان سب نے ملکر مسلمانوں کے خلاف ایسی گھمسان کی جنگ لڑی کہ ان کے ساتھ لشکر پہ لشکر آکر ملتے رہے۔ پھر اللہ نے مکران اور سندھ کی فوجوں کو شکست سے دوچار کیا اور ان کے لشکر مسلمانوں کے لئے مباح کر دیے ۔اس معرکہ میں ان کی بہت بڑی تعداد قتل ہوئی۔ پھر مسلمانوں نے لوٹ کر مکران میں پڑاؤ کیا ،اور فتح کی خبر کے ساتھ خمس (مال غنیمت) دیکر حضرت صحار عبدی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔اور آپ سے قبلہ کے متعلق حکم طلب کیا ۔سو جب حضرت صحار رضی اللہ عنہ خبر اور مال غنیمت لیکر مدینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان سے مکران کی بابت سوال فرمایا اور جو شخص جہاں سے آتا آپ اس سے وہاں کی صورتحال دریافت فرماتے تھے

تو حضرت صحار رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے امیر المؤمنین ،وہ ایسی سر زمین ہے کہ وہاں کا آسان راستہ بھی پہاڑ ہے ،وہاں کا پانی ٹپک ٹپک کر گرتا ہے ،وہاں کی کھجور ردی ہے (یعنی کھانا ،پینا سب بیکار ہے) وہاں کے دشمن بہادر ہیں۔اس زمین میں خیر قلیل اور شر طویل ہے۔وہاں کثیر (تعداد میں جانیوالے) بھی تھوڑے ہیں اور تھوڑی تعداد تو ضائع ہونے والی ہے ہی۔اور اس کے پرے تو شر ہی شر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (حضرت حصار رضی اللہ عنہ) سے فرمایا:

کیا تم (ایسے ہی) مسجع عبارت کہہ رہے ہو یا (سچ) کہہ رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا: (مسجع) نہیں! بلکہ مخبر ہوں (صحیح خبر دینے والا)۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، قسم بخدا! ان سے میرا لشکر جہاد نہ کرے۔ پس حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ اس کے بعد مکران میں لڑائی نہ کریں اور تمہارے لشکروں میں سے کوئی ایک بھی آگے نہ بڑھے۔ وہ نہر کے اس طرف پر ہی اکتفاء کیے رکھیں۔ (318/9، مطبعة دارالفكر: معجم البلدان، ياقوت الحموي).

لیکن حموی حضرت حکم بن عمرو جدیدی ازدی رضی اللہ عنہ کی فتح مکران کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ کسی شخص کو سندھ کی سرحد کی طرف بھیجیں جو انہیں اس کے بارے میں معلومات لا کے دے۔ تو انہوں نے حکیم بن جبلہ کو بھیجدیا، پھر جب وہ واپس لوٹے تو انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے شہروں کے حالات دریافت فرمائے۔ تو انہوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! میں نے انہیں پہچانا اور ان سے باخبر ہوا۔ آپ نے فرمایا، مجھے ان کے بارے میں بتاؤ؟ انہوں نے فرمایا:

وہاں پانی کی قلت ہے۔ وہاں کی کھجور ردی ہے۔ وہاں کے چور بھی بہادر ہیں۔ اگر اس سرزمین میں تھوڑا لشکر جائے تو ضائع ہو جائے اور زیادہ جائے تو سب بھوکے رہیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم خبر دینے والے ہو یا ایسے ہی مسجع عبارت پیش کر رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا: جی! خبر دینے والا ہی ہوں۔ سو آپ کے ایام میں ان سے کوئی جنگ نہ ہوئی اور وہاں پہلی جنگ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے عہد میں لڑی گئی۔ الكامل في التاريخ، لابن الأثير، 45/3، مطبعة دار صادر.

اب ہم شہید قائد شیخ مولوی محمود بلوچ رحمہ اللہ کی زندگی کے کچھ لمحات کا ذکر کریں گے:

آپ کی پیدائش :

شہید قائد مولوی محمود (سیف اللہ) سن 1392ھ بمطابق 1972ء کو صوبہ نیمروز کے قصبہ "ناد علی" میں پیدا ہوئے جو کہ افغانی ایرانی حدود کے مغربی جنوب میں واقع ہے!

آپ کا نسب :

شہید محمود بن ملا عبد الحمید نے بلوچ قبیلہ شاہوزئی کے ایک شریف گھرانے میں پرورش پائی۔ یہ مغربی جنوبی علاقوں میں آباد مشہور افغان بلوچ قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ کا تینوں زمانوں کے جہاد میں خصوصاً امریکی اور ان کے دم چھلوں کے مقابل جہاد میں بہت بڑا حصہ ہے۔

آپ کے اخلاق :

آپ درگذر کرنیوالے، نرم خو، وجیہ، دلکش چہرے، شیریں لسان، میٹھی گفتگو والے انسان تھے۔ آپ ہر چھوٹے، بڑے، بوڑھے، جوان کی بات غور سے سنتے تھے اور کسی کی بات نہ کاٹتے تھے، بلکہ اسے موقع دیتے کہ وہ اپنا مافی الضمیر، اپنی رائے اور خیال مکمل کے بیان کر سکے۔

تعلیم و جہاد :

شہید مولوی محمود (سیف اللہ) نے ایک شریف دیہاتی گھرانے میں پیار، محبت و راحت کی چھاؤں میں نشو و نما پائی۔ چھوٹی سی عمر میں ہی علوم شرعیہ کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ اور ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ کی مساجد و مدارس میں منتقل ہوتے رہے۔ حتی کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے علوم شرعیہ کی تحصیل کے لئے آپ کو دار الہجرہ کی طرف ہجرت کی توفیق عطا فرمائی، آپ نے مدرسہ تجوید القرآن میں داخلہ لیا پھر علمی چشموں سے سیراب ہونے کے لیے پنجاب بھی گئے۔

شیخ مولوی عبد الرشید والی نیمروز فرماتے ہیں: میں شیخ کو اس وقت سے جانتا ہوں کہ جب ہم چھوٹے تھے، ارشاد الصرف پڑھتے تھے۔ ہم تقریباً 3 سال مدرسہ حیدر آباد میں رہے۔

شیخ عبد العزیز جہاد یار (جہاد افغان کے پرانے مجاہدین میں سے ہیں) فرماتے ہیں:

"جب ہم تو حید آباد میں ارشاد الصرف پڑھتے تھے تو ہمیں مایہ ناز شیخ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے جو کہ امارت اسلامیہ کے عہد میں ضلع جار برجک میں شہید ہوئے، جہاد کی ترغیب دی۔ وہ ہمارے سامنے وضاحت کرتے کہ اس وقت رحمانی لشکروں اور مرتد نجیب کے ماتحت شیطانی لشکروں کے بیچ ایک پاکیزہ لڑائی ہو رہی ہے۔ اور یہ اس کے دور حکومت کے سقوط سے سال یا دو سال پہلے کی بات ہے۔ پس شیخ محمود رحمہ اللہ قندھار میں شیخ منصور لنگڑیال کے معسکر میں تشریف لے گئے اور اعلی عسکری تربیت حاصل کی۔ اور جب آپ نے عسکری مشق و تربیت میں ایک وافر حصہ حاصل کر لیا تو پھر سے مدارس اور علوم کی طرف متوجہ ہوئے اور حصول علم کے لیے کے لئے مستونگ (پاکستانی بلوچستان کا ایک شہر) چلے گئے۔ تاکہ علوم صرف میں مہارت تامہ حاصل کر لیں، پس انہوں نے اس علم کو پڑھا اور خوب مہارت حاصل کر لی۔ (روس کے جانے کے بعد) جب مجاہدین کی حکومت آئی تو شیخ اس کے کسی بھی عہد میں کھیل کود میں نہ پڑے اور نہ کوئی اور مشغولیت اپنائی بلکہ بس علم ہی حاصل فرماتے رہے۔ پھر جب امارت اسلامی آئی تو شیخ پہلے سے تربیت یافتہ لوگوں میں سے تھے، مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہم سبق پڑھتے تھے کہ ہم نے سنا کہ مجاہدین کو سخت افرادی ضرورت پیش آئی ہے۔ شیخ تو پہلے سے ہی تربیت یافتہ تھے، آپ نے خود کو مجاہدین بھائیوں کی نصرت کے لئے پیش کر دیا۔ شیخ جہاد یار بات بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

کچھ ماہ بعد شیخ کابل کے قریبی علاقے چہار آسیاب کی طرف چلے گئے، جہاں سخت معرکے ہو رہے تھے، وہ فتح میں مقدم، مجاہدین کے محبوب، تقوی، جہاد

اور لڑائی کے شیر، عظیم قائد ملا داداللہ شہید رحمہ اللہ- کما نحسبہ واللہ حسیبہ - کی جماعت میں تھے۔ جو کہ شیخ کے شاگرد بھی تھے،(انھوں نے کچھ فنون قتال ان سے سیکھے تھے)

پھر علوم کی تحصیل کے کے لیے مدارس کی طرف لوٹ گئے، پھر چند ماہ بعد ہم نے سنا کہ مجاہدین جلال آباد کی فتح کے لئے تیار ہیں۔ شیخ نے مجھ سے کہا آؤ ہم بھی جلال آباد چلتے ہیں۔ مجھے بھی اس میدان کا کچھ تجربہ تھا۔ پر میں نے کہا: شیخ! ابھی مجاہدین تیار تو ہو جائیں اور عملیات شروع کر دیں پھر اگر اس میں طوالت آگئی تو ہم تعلیم سے فرصت نکال کے چلے جائیں گے اور خود کو پیش کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا: نہیں! میں تو ابھی قندھار یا ہلمند جا رہا ہوں نشانہ بازی اور ٹینک چلانے کی تربیت حاصل کروں گا۔ سو آپ چلے گئے اور مکمل توجہ سے ٹینک چلانا سیکھا۔ یہ اس لیے بھی ممکن ہوا کہ آپ انتہائی ذہین اور بیدار مغز تھے۔ پھر آپ "چہار آسیاب" آگئے اور آپ اپنی لگن میں ثابت قدم اور صابر تھے حتی کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے مجاہدین کے ہاتھوں دار الحکومت کابل فتح فرمادیا۔ سو کتنے ہی بھائی اس واضح نصرت پر فرحاں و شاداں تھے اور یہ اشعار ہر فاتح مجاہد کے دل کی آواز تھے:

خوش ہوجا اے زخمی دل اور پرے ہٹ جا اے وحشتناک رات
اے کبوتر ہم میں نغمہ سرا ہو، اور اے غم دردناک تو زائل ہوجا
اے دل ہرغم بھول جا ،اب تو غم غلط ہوچکے ہیں
فتح کے آثار نمایاں ہیں
خیر پھیل چکی ہے اور نعمتیں بڑھ گئی ہیں
کابل میں خوشیاں لوٹ آئی ہیں
اور(بڑی خوشی تو) فتح عظیم ہے
اس کی وادیوں کے چہرے کھل اٹھے ہیں
اور اس کے پہاڑوں پر بادِ صبا پھیل چکی ہے
اس کے آسمان پہ عزت کے عقاب ہالہ بنائے ہوئے ہیں
ستارے اور کہکشاں سلام پیش کررہے ہیں
اور اس کی سرزمین پرلشکروں نے بہادری کی داستانیں رقم کر دی ہیں
اور ہماری سرزمین بدبختوں سے پاک ہوچکی ہے
پس خوش آمدید اے اہل حق کے لشکرو!
اپنے ملک کے کنارے خوش خوش رہو
زمین پر اسلام و عدل پھیل چکے ہیں
اور رحمان و رحیم قوم کا مددگار ہے
اے کابل صدق دل سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند رہ!
(تو کیا جانے)تجھے فتح کی بزرگی حاصل ہونے میں کتنی ٹھنڈی آہیں بھری گئی ہیں
میری قوم تو دین کو چاہنے والی ہے
رحمت رب پہ ہماری مملکت کھڑی ہے
میں کمینوں سے کہتا ہوں کہ مکر کے دن ختم ہوچکے ہیں
اب تو خیر آگئی ہے اور زخم مندمل ہوچکے ہیں
اے کابل ہرلوٹنے والے کے لیے گھر ہوجا
کمیونسٹوں کو کینہ تو پرانا تھا
پس کمیونسٹ تو کچلے جاچکے ہیں
تحقیق ہمارے شہروں سے زہرناکیاں منہ پھیر چکی ہیں

(معجم البلدان ج 5 ص 179- 180.)

ان کا کمرہ کابل میں آریانا ہوٹل میں تھا۔ پھر جب شیخ نے دیکھا کہ بلوچ جماعت دن بدن بڑھ رہی ہے اور آپ ان کے مزاج شناس بھی تھے تو آپ نے چاہا کہ ان کے لئے کوئی خاص نظم بن جائے۔ سو آپ نے بلوچ قیادت کو جمع فرما کر ان کے سامنے یہ رائے رکھی کہ اگر ہم اپنا ایک امیر مقرر کرلیں، پھر جہاد کریں اور اپنا دائرہ عمل وسیع کریں؟ تو انہوں نے ان کی موافقت کی، او کہا ہم آپ کے بغیر کسی اور امیر پر راضی نہیں ہیں، بس آپ ہی ہمارے امیر ہیں، پس انھوں نے امیر المؤمنین حفظہ اللہ (آمین اللھم آمین) کو اپنے ارادہ سے مطلع فرما کر اجازت طلب کی۔ اس پر امیرا المؤمنین حفظہ اللہ نے ان کی تائید فرمائی اور بلوچ بھائیوں کے لئے خاص جماعت کا تعین فرمادیا تاکہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کریں۔ اور ہمیشہ دیکھا گیا کہ یہ لوگ جنگوں اور معرکوں میں آگے آگے ہوتے تھے۔

اور اس طرح اللہ کی مشیت سے آپ کو اس عظیم خدمت کی توفیق حاصل ہوئی کہ اس سے پہلے کسی بلوچ کی قسمت میں یہ بات نہیں لکھی تھی۔ پس آپ نے بلوچ نوجوانوں کو ایک ہی جھنڈے تلے جمع کیا۔ انہوں نے شمالی افغانستان کے خوفناک وگھمسان معرکوں میں حصہ لیا اور خائنین کی اتنی بڑی تعداد ہلاک کی کہ ہم اسے شمار کرنے سے عاجز ہیں۔ پھر سنہ 1418ھ میں آپ جامعہ علیہ کوہ ون آگئے اور شیخ التفسیر والحدیث محمد عمر سربازی شہید رحمہ اللہ سے درجہ عالیہ کے پہلے سال کے علوم سے متعلق علمی سیرابی حاصل کرنے لگے۔ میرا اس مدرسہ کی طرف جانا ہوا تو میں نے شیخ کے درجات کو بلند پایا آپ ہم جماعتوں پر فائز، ممتاز اور اول آنیوالوں میں سے تھے۔ میں نے ثانوی اور سالانہ امتحانات میں کتب میں حاصل کردہ آپ کے اعلی نمبر دیکھے تھے۔

پھر آپ جامعہ سعدیہ "کوٹ سبزل" صادق آباد آگئے تھے، یہاں آپ نے مدرسہ کے کبار شیوخ سے کتب حدیث کا درس حاصل فرمایا۔ پھر اپنے سر پر دستار فضیلت سجاتے ہوئے سن 1419ھ بمطابق 1998ء میں شہادۃ العالیہ کی سند فراغت حاصل فرمائی ۔آپ کے اساتذہ آپ کا ذکر بالخیر فرماتے ہوئے کہتے آپ علم وجہاد اور سلوک واحسان میں نابغہ روزگار حضرات میں سے تھے۔ آپ کے استاذ محترم الشیخ ابو یوسف فرماتے ہیں :۔ الشیخ محمود سن 1418ء میں ایک دوسرے ساتھی کے ساتھ علوم شرعیہ کے حصول کے لیے کے لئے ہمارے ہاں آئے، چونکہ انہوں نے گزشتہ سال کسی اور مدرسہ سے تعلیم حاصل کی تھی تو ہم نے ان کا ایک امتحان لیا۔ ہمیں نظر آیا کہ شیخ انتہائی ذہین، باصلاحیت، سمجھدار طالب علم ہیں لہذا وہ اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔

شیخ مجھ سے کتاب "مسند امام اعظم" پڑھتے تھے۔ میری اور ان کی اس دوران کئی گرما گرم محفلیں ہوئیں۔ وہ مجھے مشہور فاتح ملا داداللہ کے ہمراہ بیتے ہوئے ایام کے میدان جہاد کے واقعات بیان کرتے تھے۔ انہی دنوں افغانستان میں پے

درپے فتوحات ہو رہی تھیں اور ہم ان کا تذکرہ کرتے تو شیخ فرماتے: میرا جی ارضِ جہاد کے لئے بے قرار ہے، مجھ سے یہاں نہیں رہا جاتا۔ میں انہیں تلقین کرتا کہ درس مکمل کیے بنا مت چھوڑو۔ انہوں نے فرمایا: ٹھیک ہے بہت اچھا۔ میں ان شاء اللہ فتح کے بعد عن قریب ایسا ہی کروں گا۔

آپ کے اخلاق :

آپ انتہائی حسن سیرت وراز داری اور آسمان کو چھوتی ہوئی بلند ہمتی کے حامل تھے۔ مدرسہ چونکہ شہر کے ایک کونے میں تھا، بعض اوقات ہمیں کام کرنیوالوں کی ضرورت پیش آتی اور وہ ہمیں میسر نہ ہوتے تو شیخ خالصتاً اللہ سبحانہ وتعالی کی رضاء کے لیے بغیر دنیوی معاوضہ کے وہ کام کر دیتے تھے۔ آپ نے اپنے لیے خود اپنے ہاتھوں سے گارے اور پتھروں کا ایک کمرہ بنایا تھا۔ آپ کے جانے کے بعد بھی ایک عرصہ تک طلبہ اس میں سکونت پذیر رہے۔ اللہ آپ پر بے پایاں رحمت نازل فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں داخل فرمائے۔ آمین

افغانستان پر امریکی حملے کے بعد:

امریکی وصلیبی اتحاد کی افغانستان پر یلغار امارت کے صوبہ کابل اور شمالی ولایتوں سے پسپا ہونے کے بعد شیخ کے بہت سے قائدین شہید ہو گئے اور آپ کے مجموعہ کے بہت سے عناصر جو آگ برستے ہوئے خط اول (یعنی فرنٹ لائن) میں تھے، خائنین کے ہاتھوں قید ہوئے۔ جیسے مزار شریف میں دوستم کے ہاتھوں اور بعض صوبہ کابل میں۔ اس طرح امریکیوں نے شیخ کے معسکر پر دھاوا بول دیا جو کہ مشہور پہاڑ جبل ملک کی جانب واقع تھا اور امریکی طاقتیں مجاہدین کے ساتھ سخت الجھ پڑیں تو یہ بھائی سخت گھیراؤ میں شہید ہو گئے اور یہ کے لگ بھگ شہداء تھے۔

مصائب وآلام شیخ پر موسلا دھار بارش کی طرح برس رہے تھے، آپ بہت زیادہ غم میں ڈوبے ہوئے شہداء کے جسموں کو منتقل کرنے کے لیے آئے۔

مگر اللہ کی تقدیر پر آپ راضی تھے اور اپنے نفس کو اللہ سبحانہ وتعالی کے سپرد کر چکے تھے۔

قائد محمود پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنے بھائیوں کو قید خانوں سے نکالا:

شیخ پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے مجاہدین بھائیوں کو قید سے نکالنے کی جد وجہد کی۔ وہ یوں کہ آپ ایک قائد کے پاس آئے اور ان کا حلیہ بدل کر انہیں بہت سامان زاد راہ دیکر فرمایا کہ اللہ کا نام لیکر اپنے بھائیوں کو قید خانوں سے نکالنے کے لیے چلے جاؤ۔ اس لیے کہ آپ کو یقین تھا کہ یہ خائنین درہم ودینار کے بندے ہیں اور آپ نے ان سے کہا مال یا کسی اور حوالے سے مت پریشان ہونا، مال میرے ذمہ ہے۔ سو وہ بھائی مزار شریف چلے گئے اس لیے کہ اکثر بھائی شبرغان جیل میں قید تھے اور ان کی تعداد 120 سے بھی زیادہ تھی۔ اور اس بھائی نے بھی ایک طرح سے کبھی دوسری طرح سے بھائیوں کو نکالنے کی کوششیں شروع کردیں۔ شیخ اموال جمع کرنے صاحب ثروت لوگوں کے پاس فرداً فرداً جاتے اور ان کے دروازے کھٹکھٹاتے اور بہت مشکلوں سے مال جمع کر کے اس بھائی تک پہنچاتے، حتی کہ انہوں نے ان قید خانوں سے تقریباً سارے مشہور قائدین نکال لیے جیسے شیخ حافظ غلام اللہ، قائد محی الدین وغیرہ رحمہم اللہ تعالی۔

شیخ عبدالرشید حفظہ اللہ فرماتے ہیں: شیخ کے بڑے امتیازات میں سے یہ ہے کہ آپ پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے اپنے جانباز مجاہدین کو خائنین کی گرفت سے نکالا۔

سقوط کے بعد شیخ رحمہ اللہ کے کارنامے:

آپ دوسرے وہ شخص ہیں جنہوں نے پسپائی کے بعد اپنے عاجز سے مجموعہ کو لے کر جہاد کا آغاز فرمایا۔

شیخ عبد العزیز جہاد یار فرماتے ہیں: ہمیں شیخ نے جمع کر کے ایک مشاورتی مجلس منعقد کی اور بھائیوں سے سوال کرتے ہوئے کہا: ہماری اسلامی حکومت تھی اور ہمیں قدرت اور شوکت حاصل تھی، پھر اللہ نے اسے ہمارے ہاتھوں سے نکال دیا۔ اب ہم کیا کریں؟ جہاد یا کچھ اور؟ تو بھائی کہنے لگے: ہم جہاد کے منکر نہیں لیکن شیخ اب اقتدار امریکیوں کے قبضہ میں ہے وہ بحر و بر کا مالک ہو چکا۔ آپ کسی جگہ کارروائی کرنا چاہیں تو وہ نہیں چھوڑے گا۔

شیخ نے فرمایا: ایسا ہے تو قرآن وسنت سے واضح کوئی دلیل لے آؤ، جسے ہم اللہ کے حضور جہاد کے حوالے سے عذر گردان سکیں، پھر ہم اپنے مدارس اور گھروں کو لوٹ جائیں گے، پس آپ نے سب کو گنگ اور خاموش کرا دیا۔ پھر جب آپ نے دیکھا کہ وہ سب خاموش ہیں کوئی دلیل نہیں پاتے ہیں، تو آپ نے بات بڑھائی، فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی واضح چیز نہیں پا رہے؟ جو ہمیں جہاد سے معذور قرار دے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم جہاد کریں اور اس عظیم مہم کا آغاز کریں اور جب ہم جہاد شروع کر دیں پھر دشمن ہمیں قتل کر دے یا ہمارے ہاتھ، پاؤں کاٹ ڈالے، ہم بروز قیامت اللہ کے حضور عذر پیش کریں گے اور کہیں گے کہ اے اللہ! ہم نے آپ کے حکم جہاد کو شروع کیا لیکن ہم کمزور تھے، اور ہمارے ساتھ وہ کیا گیا جو آپ کے سامنے ہے۔

شیخ محمد رفیق جنہیں شیخ نے اپنی زندگی میں مالی نگران مقرر فرمایا تھا، فرماتے ہیں: شیخ نے ہمیں جمع کیا تاکہ ہم یہ کام شروع کریں اور ہم 17 بندے تھے آپ ہمیں لے کر ایک گھاٹی کے پاس چلے گئے ہم وہاں دن ٹھہرے رہے اور ان ایام میں ہمیں سخت ترین پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سے ایک بہت بڑی پریشانی کہر کا قہر تھا (ہلاک کن سردی) وہاں پانی بھی نہیں تھا۔ ان ایام کے دوران ہم وضوء اور غسل جنابت کے لیے تیمم کرتے تھے۔ حتی کہ بھائیوں نے شیخ سے شکوہ بھی کیا اور کہا کہ یہ کارروائی ممکن نہیں کہ ہم کر سکیں۔ ہمارے پاس کچھ مشین گن کے علاوہ اسلحہ بھی نہیں تھا۔ شیخ نے لوگوں

سے کچھ اسلحہ عاریۃ لیا۔ ہمارے پاس ایک ہی کار تھی شیخ نے عاریۃً لوگوں سے ایک اور گاڑی لے لی۔ ہم پہلے عملیہ کی طرف گئے اور یہ مشہور "شوٹو" کارروائی ہے۔یہ اندازاً سال 1423ھ مطابق 2002ء یوم عرفہ کو ہوئی۔

شیخ محمد امین فرماتے ہیں: شیخ اللہ تعالیٰ کی ذات پر خوب توکل رکھتے تھے ۔یہی وجہ تھی کہ آپ دوسرے وہ شخص ہیں جنہوں نے افغانستان سے مجاہدین کی پسپائی کے بعد انتہائی تھوڑی سی جماعت کے ساتھ گھمسان معرکوں کا آغاز فرمایا ،ایک ایسے وقت میں کہ جب ناامیدی سب پر غالب آچکی تھی اور کوئی بھی اپنی زبان پر مجاہد کا نام لانے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ شیخ امین بات آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

ایک دن شیخ میرے گھر آئے اور فرمایا: ہم نے دوبارہ جہاد کا آغاز کر دیا اور ہم دو عملیات کر چکے ہیں۔اور پھر مجھے ان کی مکمل تفصیل بھی بتائی پھر مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں ان کا اسلحہ ،ذخائر اور گاڑیاں اپنے پاس کسی خفیہ جگہ رکھوں، یہ انتہائی مشکل تھا،اس لیے کہ دشمن کا مکمل کنٹرول تھا اور کسی بھی وقت کسی کو قید کر لیا جاسکتا تھا۔میں نے آغاز ہی میں گاڑی رکھنے سے انکار کیا،اور میں نے ان سے عرض کیا: میرے بس میں نہیں کہ میں گاڑی چھپا سکوں ،البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ عملیہ میں شرکت کروں۔وہ جہاں کہیں اور جب کبھی ہو۔ لیکن شیخ نے مجھ سے کہا: گھبراؤ مت! مجھے تم پر تعجب ہے،آج تم ایک گاڑی کو چھپا کر نہیں رکھ سکتے تو جب ہمارے پاس 30 یا 40 ہوں گی تو پھر کیا کرو گے؟ اے شیخ! اللہ پر بھروسہ کرو! بے شک وہ چاہتا ہے کہ مجاہدین سے کمزوروں کی مدد کرے اور ان کے لیے ان کا وہ دین ممکن بنائے جو اس نے ان کے لیے پسند کر لیا ہے۔اور غالب دنیا کو ذلیل اور شکست سے دوچار کرے۔یہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے، اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم جہاد کریں سو میں نے اس حکم پر عمل کیا، میں اس سے نصر مبین کا یقین رکھتا ہوں۔ لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ ہماری اشیاء کی حفاظت کریں۔

شیخ محمود رحمہ اللہ ہمیں واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے: میں اپنے مجموعہ کیساتھ گھاٹیوں میں آیا،اور وہاں ہم 40 دن ٹھہرے رہے۔ بہادر قائد ملا داد اللہ شہید رحمہ اللہ پلان ترتیب دیتے رہے تاکہ ہم مختلف جگہوں میں ایک ساتھ عملیات شروع کریں۔ پس جب کارروائی کا مقررہ وقت آیا تو میں قائد ملا داد اللہ رحمہ اللہ سے ملا اور میں نے ان سے پلان کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: جب تک ہم اس کے لئے لیس نہ ہو جائیں تو اس منصوبے کی تکمیل کے لیے ہم موافق نہیں

اور شیخ (محمود رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: بہر حال میں نے تو کارروائی (شوٹو کارروائی)، پھر میں اس مہم کے بعد اسی گھاٹی میں جا ملا جہاں پہلے تھا۔ میں نے انہیں کامیاب کارروائی کی تفصیلات بتائیں۔ ملا داد اللہ رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کتنے گرفتار ہوئے اور کتنے قتل کیے؟ میں نے جواب دیا:

میں تو آپ کا شاگرد ہوں۔ میں نے جتنے کفار اور ان کے گماشتے قتل کیے تھے ان کے بارے میں بتا دیا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے گرفتار کوئی نہیں کیا اس لیے کہ اسباب اس کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔

میرا اس گفتگو سے مقصد یہ بتانا ہے کہ وہ دن کتنے مشکل ترین اور پریشان کن تھے۔ اس لیے کہ امریکی جاسوس ہر جگہ پھیل چکے تھے۔

شیخ نے یہ بھی بتایا کہ جب ہم نے یہ کارروائی کر لی اور صحیح وسالم مال غنیمت کے ساتھ لوٹ آئے تو سب میرے پاس آتے اور پوچھتے آپ نے کیسے یہ کارروائی ترتیب دی؟ اس لیے کہ ایسے وقت اور ایسے اسلحہ کے ساتھ یہ جرأت مندانہ فدائی عمل ایک ناممکن کارروائی تھی۔

پھر شیخ رحمہ اللہ اپنے مجموعہ کے ساتھ شب خون مارتے تھے حتیٰ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر "دیشو" اور خانشین" شہر فتح فرمادیے۔

اور اسی زمانے میں یعنی 8 سال قبل براموچہ مجاہدین کا مرکز بن گیا اور ان کے لیے آزاد علاقہ بن گیا۔ وہاں سے دیگر شہروں اور ولایتوں کے لیے کارروائیاں ترتیب دی جانے لگیں۔ شیخ رحمہ اللہ مسئول تو نیمروز کے تھے لیکن آپ هلمند وقندھار اور فراہ اور هرات کے مجاہدین کو بھی کمک فراہم کیا کرتے تھے،اور وہ امارت اسلامیہ افغانستان کے عسکری حلقے کے ایک مضبوط اور چست رکن تھے،آنے والی سطور میں ہم عسکری حلقے کے حوالے سے تعارف پیش کریں گے۔

عسکری ہیئت (حلقہ) اس عسکری مجموعہ کے نام ہے جو ۲۹ افغان ولایتوں کے عسکری قائدین پر مشتمل ہے۔اور یہ ھئیت مندرجہ ذیل امور کا اجراء کرتی ہے:

جہادی عملیات کے لیے عسکری پروگرام کے خط بندی کرتا اور ان کا نفاذ،

افغان ولایتوں میں مجاہدین کی تنظیم اور تیاری

آزاد علاقوں میں مجاہدین کی ٹریننگ کے لیے معسکرات کا سنگ بنیاد رکھنا۔(مجلة الجهاد، العدد (89)، ص42، صفر 1413هـ.ق اغسطس 1992م.)

شیخ رحمہ اللہ کا تعلیمی امور کا اہتمام اور مدارس کا اجراء:

عظیم قائد محمود رحمہ اللہ جب بھی کوئی علاقہ فتح کرتے وہاں طلبہ کے لیے ان چیزوں کا اہتمام فرماتے تھے۔ کیوں کہ آپ کے شیخ علامہ محمد سرباز رحمہ اللہ نے آپ کو اس کام کی خصوصی وصیت فرمائی تھی۔

ڈاکٹر ابو ریحان بلوچی کہتے ہیں: ایک مرتبہ ہم شیخ التفسیر والحدیث علامہ محمد سربازی رحمہ اللہ کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھے تھے تو شیخ رحمہ اللہ نے قائد محمود کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

آپ پر لازم ہے کہ جو علاقہ بھی فتح کریں اس میں مدارس و مکاتب کا قیام عمل میں لائیں۔

امارت اسلامیہ کے عہد میں شیخ نے دیشو میں ایک بڑا مدرسہ قائم کیا تھا۔ چھ سال پہلے میں نے وہ مدرسہ دیکھا وہ بہت بڑا تھا لیکن برباد تھا۔ اس لیے کہ خائنین جب اس پر قابض ہوئے تو اس مدرسہ کے ایک جانب اپنا مرکز بنایا اور مدرسہ کے کمروں کے دروازے اکھاڑ کے بیچ ڈالے، اسی طرح انہوں نے کھڑکیاں اور چھت کے شہتیر، لوہا وغیرہ قیمتی اشیاء سب چرا لیں اور یہاں تک کہ وہ مدرسہ کتوں کا ٹھکانہ بن گیا۔ پھر جب اللہ نے شیخ کے ہاتھ پر براچہ کو فتح فرمایا تو آپ نے وہاں طلبہ کے لیے مدارس بنائے ہر مدرسہ میں کم و بیش اڈھائی ، تین سو طلبہ پڑھتے ہیں۔

آپ کی حساسیت و تجربہ :

شیخ محمد امین حفظہ اللہ فرماتے ہیں شیخ محمود انتہائی دوراندیش اور حساس تھے، وہ آپ لوگوں کو پہچاننے میں انتہائی تجربہ شناس تھے، واقعہ یوں ہوا کہ ہم شمال کے خط اول میں تھے وہاں ایک شخص تھا جو مجاہدین میں دیوانہ مشہور تھا، وہ مجاہدین سے گھل مل جاتا اور مجاہدین بھی اسے مجنون خیال کرتے اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتے، یعنی کوئی پرواہ نہ کرتے، حتی کہ شیخ نے اس کو دیکھتے ہی شک کا اظہار کیا۔

ہوا یوں کہ ایک مرتبہ دشمن نے بدخشانی مجاہدین کی خندق پر بمباری کی۔ ہم حملہ کے بعد شیخ کے ساتھ ملبہ سے لاشیں نکالنے ک لیے گئے تو دیکھا کہ طیارے پھر سے منڈلا رہے ہیں۔ شیخ نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور اس مجنون کو قابو کر کے لے آؤ میں نے کہا: اس کا کیا کریں گے وہ تو مجنون ہے۔

فرمایا: لیکن میرا تجربہ یہ ہے کہ وہ جاسوس ہے پس وہ مجنون جہازوں کا انتظار کر رہا تھا جب وہ بمباری کے لیے آنے لگے تو اس نے فرار ہونا چاہا، ہم نے اسے قابو کر لیا اور تحقیق کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ وہ جاسوس ہے۔ اور اس نے انکشاف کیا کہ میرے ساتھ اور جاسوس اور بھی ہیں۔

آپ کی جہادی خدمات :

شیخ مولوی محمد امین حفظہ اللہ فرماتے ہیں: شیخ کی مایہ ناز صفات میں سے ایک صفت دوسروں کی خدمت کرنا ہے۔ آپ بذات خود مجاہدین کے لباس اور جبے سیتے تھے، اسی طرح ان کے لئے پانی گرم کر کے لاتے، اسلحہ کی میل کچیل کو پٹرول سے دھوتے اور اس کی درستگی کرتے۔ اور انہیں جدید خطوط پر تیار کرتے تاکہ وہ جنگ میں اوروں سے پیچھے نہ رہیں۔ آپ ان کی رہنمائی کے لئے بہت زیادہ اہتمام اور انتہائی جد وجہد فرماتے۔

پھر جب مجاہدین کا ہرات پر غلبہ ہوا تو انہیں پورے دن ایک آلو ملتا پھر بعد میں خشک دودھ کا بھی اضافہ ہوا تو ہم اس نعمت پر بہت خوش ہوئے اور ہم نے آپ کے سامنے گوشت کی بھی چاہت رکھی۔ آپ ہماری دلجوئی فرماتے اور فرماتے صبر کرو! ابھی گوشت موجود نہیں۔

اور ہاں! ہم اور وہ اس وقت طالب علم تھے اور ابھی علوم شرعیہ سے فارغ نہ ہوئے تھے۔ مگر شیخ تو تمام مشکلات اور تکالیف میں ایک بلند پہاڑ اور مضبوط چٹان کے مانند تھے اور آپ ہمیں صبر کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔

آپ کی بہادری :

شیخ محمد امین فرماتے ہیں: میں بہت سی کارروائیوں میں شیخ کے ساتھ شریک رہا۔ میں نے آپ کو آگے بڑھنے والا شیر پایا جو موت سے بالکل بھی نہ ڈرتے تھے۔ میں نے ایک معرکہ میں انہیں دیکھا کہ وہ مجاہدین کو بلند آواز سے پکار رہے ہیں اور انہیں ہدایات دے رہے ہیں جبکہ دشمن ان پر ہجوم کیے ہوئے اور انہیں ہر طرح کے اسلحہ سے نشانہ پر لیے ہوئے تھا۔ لیکن شہید قائد بے پرواہ ہو کر مجاہدین کو احکامات دے رہے تھے، اور انہیں رہنمائی دیتے ہوئے وصیت فرما رہے تھے اور اسی لمحے میں وہ ایک شیر کی طرح اعداء اللہ پر دھاڑ رہے تھے۔ آپ براچہ کا علاقہ مرتدین کے قبضے میں جاتے ہوئے دیکھ کر تھوڑا بہت پریشان ضرور ہوتے مگر ڈرتے نہ تھے۔

ورع و تقوی:

آپ عاجز، صاحب ورع، بردبار تھے، اور آپ شرور کو مٹانے والے اور حق کی نصرت اور اسے مضبوط کرنے والے تھے۔ آپ کے تقوی کے حوالے سے ایک خاکہ شیخ محمد امین حفظہ اللہ کے لفظوں میں کچھ یوں ہے: آپ جب بھی کسی مدرسہ میں ٹھہرتے، ہر کام سے پہلے وہاں کھانے کی قیمت ادا کرتے۔

ایک دن میں شیخ کیساتھ ایک معاون خیر کے ہاں گیا۔ ہم نے ان کے پاس کھانا کھایا پھر جب ہم اس کے گھر سے واپس اپنے ہاں لوٹے تو شیخ نے جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا، پھر میری طرف دیکھا اور فرمایا جاؤ اور گوشت کے متعلق پڑتال کرو جو ہم نے اس کے پاس کھایا تھا وہ کہاں سے آیا تھا؟

ایک مدت کے بعد میں گیا اور میں نے اس سے گوشت کے بارے پوچھا اس نے کہا: ایک معاون خیر طلبہ کے لئے اونٹ لایا، لیکن اس وقت طالب علم موجود نہیں تھے تو ہم نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ پھر میں نے شیخ کو یہ بتلایا تو آپ نے فرمایا: اسی وجہ سے وہ میرے پیٹ میں نہ رہا۔

ایسے ہی ایک دن اساتذہ گوشت بھون رہے تھے اور کلیجی وغیرہ اپنے

لیے بنا رہے تھے کہ شیخ نے یہ منظر دیکھا تو آپ بہت غمگین ہوئے اور انہیں اس سے روکا اور فرمایا یہ طلبہ کا حق ہے ان کے بغیر تمہارے لیے حلال نہیں۔ اور آپ فرماتے تھے اپنے کاموں میں تقویٰ کو شعار بنالو اور ایسے ہو جاؤ جیسے اکابرین اور اولیاء کے خدام ہوتے ہیں۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو نہ تو تم بڑے کہلانے کے مستحق ہو اور نہ ہی آزاد لوگوں میں تمہارا شمار ہوگا۔

شیخ رحمہ اللہ کی سخاوت :۔

اللہ کے راستے اور نیکوکاروں کی خدمت میں بے حساب مال لگانے میں آپ بڑے فراخ دل واقع ہوئے تھے۔ آپ مجاہدین کے درمیان ہدایا تقسیم کرتے تھے اور اس میں سے اپنا حصہ نہ نکالتے تھے اگر کبھی لیتے تو بہت تھوڑا۔

شیخ محمد امین فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ شیخ کے ساتھ ایک بڑے مالدار آدمی کے پاس تھا۔ اس نے آپ کی خدمت میں بہت سا مال پیش کیا، شیخ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور وہ مال مجھے ہدیہ کر دیا اور فرمایا: اس مجاہد کو میری نسبت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ اس کے ہاں ایک مریض ہے۔

شیخ جہادیار فرماتے ہیں: ایک مرتبہ شیخ ہمیں اپنے اساتذہ کی زیارت کے لیے لے گئے۔ سو جب ہم وہاں گئے اور آپ کے اساتذہ اور مدرسہ کی زیارت کی تو آپ نے اپنے شیخ کو کچھ مال ہدیہ کرنا چاہا، لیکن آپ کے پاس مال نہیں تھا اور ایک بھائی کے پاس تھا وہ حج کے لیے جانا چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے قرض لے کر اپنے شیخ کو ہدیہ کیا۔ مجھے دکھ ہوا لیکن انہیں کچھ نہ کہا، پھر ان کے شیخ نے کہا اگر تم فلاں علاقے کو جاؤ تو وہاں میرے ایک شاگرد سے ملاقات کر کے اس کے لیے اور اس کے مدرسے کے لیے دعا کر دینا۔ جب ہم اس مدرسہ میں گئے تو مہتمم مدرسہ مشکلات کے بارے میں بتانے لگے اور حالات کی تنگی کا تذکرہ کرنے لگے۔ شیخ نے اس بھائی سے کچھ قرض لیا اور انہیں ھدیہ کر دیا۔ ہم وہاں سے نکلے تو میں شیخ پر ناراض ہوا اور عرض کیا آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنی جیب میں کوئی پیسہ نہیں لیکن قرض لے کر اوروں کو دیے جاتے ہیں۔ آپ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: مجھے یقین ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے یہ عطا کر دے گا۔ حتیٰ کہ ہم واپس آ گئے۔ جب اپنے علاقے پہنچے تو ایک معاونِ خیر آیا اور ایک لاکھ روپے دیکر کہا یہ بیت المال کے لئے ہے، پھر چالیس ہزار نکالے اور کہا یہ آپ کی ذات کے لئے ہے۔ شیخ جہادیار کہتے ہیں: مال آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا، دیکھو! کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ جو میں نے دیا اللہ کا اس بدل عطاء فرمائے گا اور کہا، یہ نہ سمجھو! یہ میرے لیے ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ تمہارے اموال ہیں۔ مجھ میں تم سے زیادہ کوئی خاص بات نہیں سوائے اس کے کہ میں گویا تمہارا امیر ہوں اور لوگ امراء کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو انہیں تحفے تحائف پیش کرتے ہیں۔

آخری خواب اور شہادت :

شیخ محمد امین فرماتے ہیں: آپ نے شہادت سے کچھ عرصہ قبل خواب دیکھا کہ آپ کی تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ چکا ہے اور دانے گر رہے ہیں آپ انہیں روکنا چاہتے ہیں لیکن روک نہیں پاتے، پھر آپ نے اپنے اس خواب کی خود ہی تعبیر فرمائی کہ میرے قائد عنقریب شہید ہو جائیں گے۔ سو معاملہ ایسے ہی ہوا۔ آغاز میں میدانی قائد کبیر احمد رحمہ اللہ کی شہادت ہوئی جن کا مرثیہ شاعر کبیر فقیر محمد درویش نے کہا ہے۔ پھر قائد مولوی محی الدین اور قائد مفتی نصر اللہ رحمہما اللہ شہید ہوئے اور اسکے بعد قائد شیخ مولوی محمود (سیف اللہ) رحمہ اللہ شہادت سے سرفراز ہو کر اپنے لفظوں کو حقیقت بنا گئے۔

انہوں نے جہاد، بہادری اور دعوت فی سبیل اللہ میں ایک عمر بتادی تھی۔ اور ایسی قوم میں جہاد کی تجدید فرمائی جن کا جہاد میں بہت ہی معمولی حصہ تھا۔ انہوں نے امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ ۱۶ اشخاص کے ہمراہ اپنی روح ذات باری تعالیٰ کے سپرد کر دی۔ اور وہ سب اپنے خوابوں اور امیدوں کے ساتھ بروز جمعہ 23 جمادی الاولی 1428ھ بمطابق آٹھ جون 2007 کو کامیاب وکامران ہو گئے۔ اور یہ شہادت علاقہ تاغر ضلع خانشین، ہلمند کے قریب امریکی فضائی حملے میں ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (مجلة الجهاد، العدد (89)، ص42، صفر 1413ھ.ق اغسطس 1992م.)

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (27) ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (28) فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (29) وَادْخُلِي جَنَّتِي (30).(الفجر)

"(اور جو اللہ کے فرماں بردار تھے ان کے بارے ارشاد ہوگا) کہ اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کے (جوار رحمت) کی طرف چل، اس طرح سے کہ تو اس خوش وہ تجھ سے خوش، پھر (ادھر چل) کر تو میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا کہ (یہ بھی نعمت روحانی ہے) اور جنت میں داخل ہو جا۔"

اگرچہ دشمن نے ہمیں ایک بڑے شیخ سے محروم کر دیا ہے۔ لیکن وہ انہیں ہمارے سینوں سے نہیں نکال سکتا۔ آپ ہماری آنکھوں سے اگرچہ اوجھل ہو گئے لیکن آپ کی دل آویز مسکراہٹ ہمارے دل میں اب بھی نقش ہے۔ اور آپ کے خوشبوؤں بھرے تذکرے آپ کے ہزاروں شاگردوں اور بیٹوں کی زبانوں پر جاری ہیں، جو مسلسل آپ کے عہد کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں اور انہی راستوں پر بالاخر ان سے جاملیں گے جن کا ٹھکانہ اللہ کی طرف سے مغفرت کا پروانہ ہے۔

اللہ ہمارے شیخ اور تمام شہداء پر رحم فرمائیں اور ان سے راضی ہو جائے اور انہیں خوش کر دے اور اپنی جنتوں میں داخل فرما۔ اور ان کا حشر اپنے انعام یافتہ بندوں، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، صدیقین، شہداء و صالحین کے ساتھ فرما، اور یہ کیسے ہی اچھے رفیق ہیں۔

OOO

عُلماء کانفرنس ایک نیا حربہ

اکرم تاشفین

کشتی ٹوٹتی ہے تو اس میں بیٹھے ہوئے افراد کو بھی موت سامنے نظر آنے لگتی ہے۔ پانی کی موجیں خونخوار بلاؤں کا رخ دھار لیتی ہیں جو اٹھ اٹھ کر انسانوں کی طرف لپکتے ہیں اور زندہ انسانوں کو لقمہ اجل بنا دیتے ہیں۔ ایسے میں انسان کو ڈوبنے سے بچنے کے لیے کسی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاروں طرف ہاتھ مارتا ہے کوئی تختہ کوئی لکڑی کوئی مددگار کوئی سہارا کچھ بھی ہاتھ آجائے جس کے سہارے پانی کے شکم سے خود کو اونچا کر کے زندگی کا سانس لے۔ مگر وہ پانی ہوتا ہے کہ ملک الموت کا پنجہ جو دم بدم رگوں سے زندگی کی روح کھینچتا ہے اور بالآخر زندگی کا چراغ گل ہو جاتا ہے۔

ڈوبتے ہوئے اس بے سہارا انسان کی کیفیت سے آج امریکا دوچار ہوا ہے۔ اس نے جارحیت کے آغاز کے وقت یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ اسے شکست ہوگی اور شکست بھی اتنی اذیت ناک کہ جس کے تصور ہی سے امریکا کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بی باون طیارے، کارپٹ بمباری اور کروز میزائلوں کی بارش میں امریکی فوج قندہار ائیرپورٹ پر اتری تو اسے لگا کہ ہمیں براعظم ایشیا کو کنٹرول کرنے کے لیے اپنا فوجی بیس مل گیا ہے۔ سارے ایشیاء کو یہیں سے نکیل ڈالیں گے اور جس کو چاہیں گے جس طرف چاہیں گے چلائیں گے۔ مگر تاریخ نے یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ امریکیوں کی یہ سوچ غلط تھی۔ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے اپنی منتشر قوت جمع کرنی شروع کی تو امریکا کو لگا کہ یہ دو دن کی مزاحمت جلد ختم ہو جائے گی۔ مگر مزاحمت تھی کہ ختم ہونے میں نہیں آرہی تھی۔ جارحیت پسندوں نے جاسوسوں کے لشکر تشکیل دے دیے، گاؤں دیہات شہر اور گلیاں جاسوسوں سے بھر دی گئیں۔ ہر ہر شخص پر جاسوس کا گمان ہونے لگا، کسی سے راز کی بات کہنا مشکل ہو گیا۔ ایسے میں ملا داد اللہ شہید رحمہ اللہ کی حکمت عملی کام آئی اور جاسوسوں کا کسی حد تک سدباب ہو گیا۔ پھر اژدھا، پنجہ، آہنی مکا ایسے مختلف ناموں سے آپریشن کیے گئے مگر جارحیت پسندوں کا کوئی وار کامیاب نہ ہو سکا۔ ہر آپریشن پر بے انتہا مالی اخراجات آئے، بے شمار فوجی مارے گئے مگر خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ گیارہ سال تک ان دیکھے دشمن سے مقابلہ رہا، شک کی بنیاد پر بمباریاں اور گرفتاریاں کی گئیں مگر وہ سب بے گناہ عوام تھے جن پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹے۔ رہی سہی کسر فدائی حملوں نے پوری کر دی۔ ان حملوں نے دشمن کے چودہ طبق روشن کر دیے۔ فدائیوں کے چاق و چوبند دستے دشمن کے کیمپوں پر شاہینوں کی طرح جھپٹ پڑے۔ ان حملوں نے دشمن کو نیم جان کر دیا ہے۔ ہر بیس، ہر ائیرپورٹ غیر محفوظ ہو گیا ہے۔ حتی کہ بگرام کا محفوظ ترین اور سب سے بڑا امریکی اڈہ بھی اب مجاہدین کے حملوں سے محفوظ نہیں رہا۔ ہر وقت خوف رہتا ہے کہ نہ معلوم کس وقت اور کہاں سے کسی فدائی کی گولی آئے، وفاقی دارالحکومت کابل کے انتہائی حساس علاقوں میں یہ فدائی اپنے بھاری اسلحہ کے ساتھ محفوظ مورچوں تک انتہائی رازداری سے پہنچتے ہیں۔ یہ مردان آہن نما ایک ایک فدائی ہزار ہزار فوجیوں پر بھاری ہوتا ہے اور دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجیوں سے مسلح فوج کو ناکوں چنے چبواتا ہے۔ ان فدائیوں کے ہلاکت خیز حملوں نے تابوتوں کی قطاریں لگا دی ہیں۔ اپاہج، لولے، لنگڑے، اندھے، کانے، بہرے اور دماغی توازن کھو بیٹھنے والے فوجیوں سے ہسپتال بھر گئے ہیں۔ معاشی صورتحال دن بدن ابتری کی طرف رواں ہے۔ امریکا کے اندر علیحدگی کی آوازیں اٹھنے لگی ہیں۔ امریکی حکومت کو سینیٹ میں سخت تنقید کا سامنا ہے۔ جان ایلن سے جب سوال کیا جاتا ہے کہ افغان جنگ کے متعلق اتنا بتایا جائے کہ ہم یہ جنگ جیت رہے ہیں یا ہار رہے ہیں تو وہ بغلیں جھانکتے ہیں۔ سیاہ فام اوبامہ سفید فام کی سخت تنقید کا شکار ہے کہ امریکا کی معاشی ابتری کا باعث اس کی جنگی پالیسیاں ہیں۔ فوج میں آئے روز استعفے اور تبادلے ہو رہے ہیں، چہروں کو بدل کر یہ توقع کرنے لگتے ہیں کہ شاید اس سے کوئی تبدیلی آجائے۔ مگر حالات ہیں کہ اپنی رفتار سے اسی ایک سمت کو جا رہے ہیں۔ شروع میں جو ایک ڈوبتے ہوئے انسان کی کیفیت کا ہم نے ذکر کیا امریکا کو آج بالکل وہی صورتحال درپیش ہے، چاروں طرف ہاتھ پاؤں مار رہا ہے، کسی تنکے اور سہارے کی تلاش میں ہے جس کے ذریعے پھر سے اپنی ہاری ہوئی زندگی لوٹا سکے۔ جارحیت پسند اتحادیوں کی کانفرنسیں بلا کر مشاورتیں کی جاتی ہیں۔ مذاکرات کے ڈھول ڈالے جاتے ہیں، مختلف پیشکشیں ہو رہی ہیں مگر مجاہدین ہیں کہ اصول اور شرائط کے بغیر ایک انچ آگے بڑھنے کو تیار نہیں ہیں۔

ایسے ہی حالات میں امریکا اپنی شکست کا رخ موڑنے کے لیے مختلف سازشیں کر رہا ہے۔ اسی سازش کی ایک کڑی کابل میں ہونے والی نام نہاد علماء کانفرنس ہے۔ میڈیا رپورٹوں کے مطابق اس کانفرنس میں سعودی عرب، ہندوستان، پاکستان اور افغانستان سے مختلف علماء کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کانفرنس کا انعقاد جنوری کے وسط میں متوقع ہے، کانفرنس کے مقاصد کے حوالے سے میڈیا کا کہنا ہے کہ "کانفرنس کے انعقاد کا بنیادی مقصد دہشتگرد اور انتہا پسندی کیلئے مذہب کے

حوالے سے گمراہ کن اور خود ساختہ توجیہات پیش کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے مذموم عمل سے روکنا ہے۔ کانفرنس میں خودکش حملوں کے حوالے سے بھی مقررین شرکاء کو حقائق سے آگاہ کریں گے کہ اسلام میں ایسے ناپسندیدہ اقدام کے بارے میں کیا احکامات ہیں"۔

قارئین کرام آپ سمجھ چکے ہوں گے کہ انتہاپسندی اور دہشگردی سے دشمن کی مراد ہمیشہ جہاد ہوتا ہے اور آپ یہ بھی جان چکے ہوں گے کہ دشمن کا میڈیا فدائی حملوں کو خودکش حملوں کا ایک ناپسندیدہ نام دے کر لوگوں کو ان حملوں سے متنفر کرنا چاہتا ہے۔ مگر دشمن کی ساری کوششوں کی طرح یہ حربہ بھی ناکامی سے دوچار ہوگا۔ ہر باشعور مسلمان جانتا ہے کہ کابل میں ہونے والے علماء کانفرنس کے نام پر امریکا علماء سو کو جمع کر کے مجاہدین کے خلاف لوگوں کی برین واش کا انتظام کر رہا ہے۔ جہاد اور فدائی حملے ایسے اقدامات ہیں جن کا دشمن کے پاس کوئی توڑ نہیں ہے۔ ان حملوں کو کسی اور ذریعے سے روکنا بھی امریکا کے بس میں نہیں۔ اس لیے اب امریکا نے پینترا بدل کر خود علماء کو مجاہدین کے خلاف استعمال کرنے کی سازش شروع کر دی ہے۔ لیکن ہمیں یہ پختہ یقین ہے کہ امریکا اپنے اس چال میں بھی ناکام ہوگا۔ سعودی عرب، انڈیا، پاکستان، مصر، ایران اور افغانستان کے علماء کو مدعو کر کے امریکا ان علماء کے ذریعے اپنے مقاصد کے حصول میں معاون فتوی حاصل کرے گا اور پھر اس فتوی کے ذریعے یہ پروپیگنڈا کیا جائے گا کہ مجاہدین کے فدائی حملے اسلامی اور شرعی نقطہ نظر سے حرام اور ناجائز ہیں۔ مگر یہ امریکا کی بھول ہے، فدائی حملہ کرنے والے سرفروش مجاہدین وہ افغان ہیں جنہوں نے امریکی مظالم خود اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ امریکا کے پروپیگنڈے میں آئے بغیر امریکا کا اصل چہرہ انہوں نے دیکھ لیا ہے، مغرب کی صلیب پرستی اور مذہبی تعصب کا انہوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے۔ امریکا کی عالمی دہشت گردی کی تاریخ انہیں معلوم ہے۔ معصوم افغان بچوں، بوڑھوں اور باعفت افغان بیٹیوں کے عزتوں کے دشمن اور قاتل امریکا کی ساری شرانگیزیاں ان کے سامنے ہیں۔ اسی لیے تو وہ اپنی قیمتی جوانی اور قیمتی زندگی قربان کرنے پر بھی تیار ہوتے ہیں۔ وگرنہ خود کو موت کے منہ میں دینے کی جرات کرنا ہر انسان کے بس میں نہیں۔ اپنا سر ہتھیلی پر رکھنا اتنا آسان بھی نہیں ہوتا مگر وہ کوئی انتاہی بڑا واقعہ یا حادثہ ہوتا ہے کہ جو اس بات کا باعث بنتا ہے کہ نوجوان اپنے جسم سے بم باندھ کر دشمن کی صفوں میں گھسے۔ کیا یہ ایک کانفرنس ان نوجوانوں کے دماغوں میں یہ بات بٹھا دے گی کہ یہ حملے ناجائز اور حرام ہیں۔ وہ جن کے دلوں میں انتقام کی آگ شعلے بھڑکا رہی ہے۔ جنہوں نے اپنے رشتہ داروں کے خون میں لت پت جنازے دیکھے ہیں۔ اپنے بچوں اور بوڑھے والدین کی میتوں کو کندھا دیا ہے کیا آج وہ اپنے متعصب اور خناس دشمن کو اس لیے معاف کر دیں گے کہ کابل میں چند علماء سو نے بیٹھ کر ان کے خلاف فتوی جاری کیا تھا۔ ہر سازش کی طرح امریکا کی یہ سازش بھی ناکام ہوگی۔ اس سے قبل بھی ان فدائی استشہادی مجاہدین {تقبل اللہ شہادتہم} کے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا جاتا تھا کہ ان کو ٹیکے لگوائے جاتے ہیں۔ یہ منشیات کے عادی افراد ہیں جن کو مختلف بہانوں سے ورغلایا جاتا ہے اور یا دہ بے گھر و بے در لوگ ہیں جن کو طالبان پکڑ کر ان حملوں میں استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ ہر حملے سے قبل تمام فدائی حملوں کی ویڈیوز ریکارڈ کی جاتی ہیں اور پھر حملے کے بعد حملے کے سارے پلان اور طریقے واضح کر دیے جاتے ہیں۔ ان ویڈیوز میں ساری دنیا نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ سارے فدائی استشہادی چاق وچوبند نوجوان عاقل و بالغ نوجوان ہوتے ہیں۔ طاقت اور ہمت میں ہم جیسے عام انسانوں سے کہیں بڑھ کر۔ اولوالعزمی اور بہادری ان میں کھوٹ کھوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ خوش طبع، خوش مزاج، بھرپور جوانی، ماں باپ کے بڑھاپے کا سہارا اور بہنوں کا مان، اچھے اچھے مال وجائیداد کے مالک، دینی وعصری علوم سے آراستہ یہ نوجوان ہنستے مسکراتے موت کو گلے لگاتے ہیں۔ اس کے پیچھے کوئی اور مقصد نہیں ہوتا سوائے دشمن کی تباہی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے۔ دلوں میں انتقام کے بھڑکتے شعلے انہیں مجبور کرتے ہیں کہ امریکا سے اپنی مظلومیت کا انتقام لیں۔ جہاد، مجاہدین اور فدائی حملوں کے بارے دشمن نے پہلے بھی بہت سے پروپیگنڈے کیے ہیں جو ہر بار ناکامی سے دوچار ہوئے ہیں۔ یہ بھی دشمن کا ایک حربہ ہے جس کا انجام بھی پہلے والوں سے مختلف نہ ہوگا۔ نہیں معلوم کہ اس کانفرنس میں کون شرکت پر راضی ہوگا اور کون نہیں مگر اتنی بات ساری دنیا جانتی ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت ہارتے ہوئے امریکا کو جیت کی جانب مڑنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔ اور مغربی دنیا کے علاوہ دنیا بھر میں کوئی بھی مسلمان نہیں چاہتا کہ امریکا افغانستان کی جنگ جیت جائے۔ پھر بھی اگر امریکی ڈالروں کی فریب میں آ کر یا امریکی سازش کا شکار ہو کر کوئی اس کانفرنس میں شرکت پر راضی ہو جاتا ہے تو اسے یہ اندازہ ابھی سے لگا لینا چاہیے کہ وہ پھر زندگی بھر کسی سے آنکھیں چارنے کے قابل نہیں ہوگا۔ تاریخ بھی اس کا ذکر ان لوگوں میں کرے گی جنہوں نے تاریخ کے اہم موڑ پر آ کر اپنوں سے بے اعتنائی اور بے وفائی کا ارتکاب کیا۔ کیوں کہ تاریخ ایک ایسا قاضی ہے جو اپنے فیصلے میں کسی کی ذرا بھی رعایت نہیں کرتا۔

امریکا اب شکست سے دوچار ہے۔ اس کی ساری سازشیں اور کوششیں ناکام ہو رہی ہیں علماء کو چاہیے کہ امریکا جیسے اسلام کے عالمی دشمن کی شکست کے تاریخی موقع پر امریکا کی ہر طرح کے تعاون سے خود کو بچائیں۔ اس سے قبل امارت اسلامیہ نے ان مذکورہ بالا تمام ممالک کے علماء کے نام خط لکھ کر دشمن کے حربوں سے انہیں آگاہ کر لیا ہے۔ دشمن نے ہر حربہ آزما لیا ہے یہ ایک اور مذہبی علماء کو استعمال کرنے کا حربہ بھی آزما لے دیکھتے ہیں اس کا پھر کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

◈ ◈ ◈

نمبر شمار	صوبہ	کاروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اہلکاروں کی ہلاکتیں	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	151		65	33	160	86	83	8	7	1
-2	ہلمند	139		78	56	182	77	75	15	15	
-3	غزنی	34		16	4	58	50	11			
-4	خوست	29	1	9		34	22	7	1		
-5	نورستان	19				26	31	5		2	
-6	میدان وردگ	21	1	24	23	29	32	19	1		1
-7	کونڑ	57		11	14	74	52	17	2		
-8	پکتیکا	18		7	2	18	12	7			
-9	زابل	33		1		25	11	11			
-10	لوگر	18		7	3	18	23	7		2	
-11	کاپیسا	14		1	1	24	9	3			
-12	روزگان	26		4		24	5	8	2		
-13	پکتیا	18		1	2	19	13	2			
-14	فراہ	22	1	6		28	19	18	1		1
-15	کابل	8	1			1		7	1		
-16	ننگرہار	58	1			54	58	28	5		1
-17	لغمان	34				45	51	6	1	7	5
-18	ہرات	38		9	2	36	22	22	1	6	
-19	نیمروز	50		5	2	90	59	14			
-20	بادغیس	16		4	5	38	46	12	4	3	
-21	قندوز	3		5	2	5	3	3		1	
-22	بغلان	15				18	12	20			
-23	فاریاب	20				67	36	16	1	1	
-24	غور	5				4		2			
-25	پروان	14				24	8	5			
-26	تخار	3				2		1			
-27	سمنگان	2				1	1	13			
-28	بدخشان	4				3				6	
-29	بامیان	3				5		1			
-30	بلخ	5				14	7	1			
-31	سرپل	5				6	9		1		
-32	دائی کنڈی	6				23	11	4			
-33	جوزجان	4				7	5	1			
-34	پنج شیر	1					3	1			
مجموعہ		882	6	247	145	1179	775	429	52	48	10

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1- 3 فوجی طیارے 2 – روزگان میں ایک ڈرون طیارہ۔

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

ہمیں اس قوم کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہیے۔اور خوب جان لو کہ دشمن کے مقابلے میں نصرت و کامیابی اولاً تو اللہ تعالی کی مدد اور ثانیاً اپنے عوام کے تعاون ہی سے ممکن ہوتی ہے۔ امارت اسلامیہ کے تمام ذمہ داران اور منتسبین پر لازم ہے کہ آپس کا اتحاد اور محبت کے رشتے مزید مضبوط کریں اور فرقہ بازی واختلافات سے خود کو محفوظ رکھیں۔ جہادی معاملات کو استحکام ومشاورت سے سرانجام دیں، اور دشمن کی شکست اور تباہی کے لیے جدید منصوبے مرتب کریں اور انھیں بخوبی عملی جامہ پہناتے رہیں۔اور اسی طرح ان پر یہ بھی لازم ہے کہ عام لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں، اور شہریوں کو مشکلات میں ڈالنے سے حتی الامکان گریز کریں۔اس لیے کہ دشمن ہمیشہ سے بذات خود پہنچائے گئے عوامی نقصانات کو مجاہدین کے کھاتے میں ڈالنے کی بھرپور کوشش کرتا چلا آرہا ہے۔

اور تمام مجاہدین پر لازم ہے کہ دشمن کی صفوں اور اس کے فعال اداروں میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی حسب استطاعت اور بھرپور کوشش کریں، ان شاء اللہ ان حربوں سے مستقبل میں اچھے نتائج مرتب ہوں گے۔اور میں مجاہدین کے ذمہ داران کو وصیت کرتا ہوں کہ مجاہدین کی تعلیم کا اچھی طرح اہتمام کریں اور انھیں جہاد سے متعلق ضروری مسائل سکھائیں۔اور ان کی اخلاقی، تعلیمی، فکری تربیت کے انتہائی اہتمام کو عسکری تربیت کا لازمی حصہ سمجھیں۔اسی طرح میری تمام مسؤلین کو وصیت ہے کہ یتیموں، معذوروں اور قیدیوں کی دستگیری کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں ۔اور یہ بات ذہن نشین رہے کہ دینی مصالح کے خلاف اعمال اور جذبات کے بہاؤ پر بے سوچے سمجھے کاموں کا نتیجہ نہایت برا نکل سکتا ہے۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

1st Year **January2013**

الامارہ سٹوڈیو کی جانب سے جہادی کاروائیوں پر مشتمل سی ڈیز
الامارہ(25) **سبیلنا الجهاد** اور الامارہ (31)**الجہاد**
اردو ترجمے کے ساتھ منظر عام پر آچکی ہیں، جن کو آپ کسی بھی اسلامک
سی ڈیز سنٹر سے حاصل کر سکتے ہیں۔ یا پھر ہماری ویب سایٹ
www.shahamat-movie.com پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔